

از پیران کرامت و کبریا

برهان صداقت

نجدی ابطال

مولانا محمد حسین علی قزوینی

مکتبه فیه راجع و دستمال



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ  
 مَا تَوْابُكُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا صَادِقِينَ

سیف حقانی کے الیسانہ افترات کا مدلل و مسکت جواب

# برہان صداقت بر نجدی لطافت

مولانا محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی مدظلہ

خلیفہ حجاز

نائب العظمیٰ حضرت محدث اعظم امام المسلمت مولانا محمد سرور احمد محدث بریلوی و شہزادہ اعظم حضرت  
 مفتی اعظم ہند و مسلم اہلسنت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی فاضلہ و خلیفہ العظمیٰ حضرت ملک العلماء  
 مولانا محمد طغی الدین فاضل بہاری و نمبرۃ العظمیٰ حضرت مولانا محمد ابراہیم ضامی مدظلہ العالی قدس سرہ

ناشر مکتبہ فریدیہ جتلا روڈ ساہیوال





جمہوریہ پاکستان

نام کتاب ..... برہان صداقت برآمدگی بحالت  
مصنف ..... مولانا محمد حسن علی ضوی رومی  
ساز ..... ۱۹۶۲ء  
صفحات ..... ۲۶۰ صفحات  
بار ..... اول  
ناشر ..... مکتبہ فریدیہ سہیل  
مطبع ..... نامی پریس پورہ اخبار لاہور

قیمت ۱۸/-



# فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۹	حسام افغان کی خدمات تاجور	۷	عرض ناشر
۵۱	لارڈ میکے کے اصول	۱۰	انتساب
۵۴	بانی مدرسہ دیوبند اور سرسید	۱۱	پیشام تہنیت حضرت علی اعظم ہند علیہ السلام
۶	علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کی پورٹ	۱۲	مکتبہ گرامی شہزادہ محمد علی شاہ
۵۵	پیر اسرار خان	۱۳	پاکستان کے بارے میں
۶۰	وفا دار در زمان کون	۱۴	ابست دانیہ
۶۰	کافر بنی جینس کی کتاب کا ترجمہ	۲۰	سے بیسی کا اعتراف اور تضاد بیانی
۵۶	اور سینٹ	۲۱	جسٹس کی بیان مان زمان میں تیرا بیان
۶۰	کتاب کے ترجمہ پر تیس ہزار روپیہ	۲۵	مصنف کا علمی مسرد دربار
۵۹	ہم کہتے ہیں	۶۰	حسام الدین کے دل تار تار بھرے
۶۲	اعظمت کی کتب میں مسیحیت کی تردید	۲۹	دیر بند کی حکیم الامت کا اعتراف
۶۳	مسند دارالسلام	۶۰	مصنف سیف حقانی کی دھڑک مٹتی
۶۴	مولوی اشرف علی صاحب تھانوی	۳۱	دیر بند کی فریب گراہ
۶۵	مولوی رشید احمد گنگوہی	۳۲	سبب تالیف سیف حقانی
۶۶	فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ دیوبند	۳۳	فرشی کتابیں اور فرضی دلائل
۶۶	خیانت اور تحریف	۳۵	اکابر کا خلاف
۶۸	مولوی محمود الحسن مولوی حسین احمد	۳۶	سیف حقانی
۶۸	مولانا عبدالحی بکھری	۳۸	باب اول، انگریز پرستی
۶۸	سوانح حیات	۶۰	میردادان تہنیت کی عیاری
۶۹	انگریز پرستی اور علماء دیوبند	۳۹	لارڈ شریف اور بدایوں
۷۱	انگریزی امیر المومنین	۳۳	دوران تہنیت کی ترجمانی
۶۰	لارڈ بیٹنگ سے معاہدہ	۴۵	مولوی اشرف علی صاحب تھانوی
۶۰	انگریزی عدالت اپنی عملداری	۴۶	مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی
۷۲	انگریزی کھانا	۶۰	مولوی منظور سبکی
۶۰	انگریزی مجاہد	۶۰	مولوی محمد زکریا
۶۰	انگریز سے جہاد درست نہیں	۶۰	دبائیت سازی کیلئے تھانوی کی بے قراری



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۳	پہلا جب اوسد مانوں سے	۱۲۲	مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں
۷۴	وجہ قتل شہید علی خب	"	سلفہ ولی اللہ محدث دہری
۷۵	فرانے وقت کی شہادت	"	صاحب درختار
۷۶	انگریز لینینٹ گورنر سے مشورہ	۱۲۳	محمد الحسن دیوبندی
۷۷	ارواح شہد کی شہادت	۱۲۴	انصاف
۷۸	ہجوم جہاد مسلمانوں سے	۱۲۵	انبیاء سے اولیاء کو افضل بننے کا انتہام
۷۹	شادی اور نکاح کی روایات	۱۲۶	مسند حاضر ناظر
۸۰	تافلہ دھوں سے نکاح کر دیا	۱۲۷	اولیاء کا چند جگہ حاضر ہونا
۸۱	تاقابل تردید تاریخی حقائق	۱۲۸	کہ جسکا ہوا اقامت کے سانسے
۸۲	اپنی گرفتار	"	حضرت حمید کے واقعہ کا تسخیر
۸۳	بیس مقامات	۱۲۹	علم ہالی الامام
۸۴	مولانا محمد اسماعیل پانی پتی کی شہادت	۱۳۰	دوسرا واقعہ
۸۵	بانی جماعت اسلامی کی شہادت	۱۳۱	علم ہالی الامام پر تحقیقی نظر
۸۶	مولوی مملوک علی صاحب نانوتوی	۱۳۲	ہالی الامام اور اکابر دیوبند
۸۷	نواب صلیبی حسن خاں لکھتے ہیں	۱۳۳	انبیاء مملوک
۸۸	لارڈ میکالے کے اصول	"	مردوں کا زندہ ہونا
۸۹	گاؤنری، گینس کی کتاب کا ترجمہ	۱۳۴	مرد کی زندگی کا زندہ ہونا
۹۰	مولوی محمد یعقوب نانوتوی	"	گولہ فٹنگ کے بعد زندہ ہونا
۹۱	مولوی محمد قاسم نانوتوی	۱۳۵	مردہ زندہ کرنے کا وہابیت شکن واقعہ
۹۲	اصطلاح شہد کی شہادت	۱۳۶	بندہ ولی کا ادب قرآن و قیام میلاد
۹۳	مولوی محمد یعقوب نانوتوی کا تائیدی بیان	۱۳۷	اولیاء کے حبس
۹۴	اور کتاب مولانا احسن نانوتوی کی شہادت	۱۳۸	دلوں کے فطرت کا علم اور مولوی
۹۵	مدرسہ دیوبند لینینٹ گورنر کے خفیہ مستند	۱۳۹	تشیہ احمد گنگوہی
۹۶	سٹر پارکامائند و تحسین	۱۴۰	سید احمد شہید تھے یا مغرور
۹۷	مدرسہ دیوبند کے مدرسین و ملازمین گرفتار	۱۴۱	کرک شہر
۹۸	برطانیہ کے قدیم ملازم اور عدلیہ پشتر تھے	۱۴۲	اصل عبارت
۹۹	مولوی رشید احمد گنگوہی	۱۴۳	سید احمد جیسا کہ اندیسید علی العزیز دہری
۱۰۰	سرکار انگریزی کا فرمانبردار ہوں	۱۴۴	پہلا دہری سے ہائے سید زوری سے نہ جلتے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۲۱	چوری اور سید زوری	۱۴۵	چوری اور سید زوری
۱۲۲	نیاب پانی باتیں	۱۴۶	نیاب پانی باتیں
۱۲۳	پیر سید جماعت علی شاہ	۱۴۷	پیر سید جماعت علی شاہ
۱۲۴	معراج	۱۴۸	معراج
"	شقاقت	۱۴۹	شقاقت
۱۲۵	اشعار پر اعتراضات	۱۵۰	اشعار پر اعتراضات
۱۲۶	وصایا پر اعتراض	۱۵۱	وصایا پر اعتراض
۱۲۷	باب سوم، دیوبندی مذہب کا قرطاس نہیں	۱۵۲	باب سوم، دیوبندی مذہب کا قرطاس نہیں
"	سوفیہ خاتون جبرٹ	۱۵۳	سوفیہ خاتون جبرٹ
۱۲۸	اور دیکھئے	۱۵۴	اور دیکھئے
۱۲۹	ابن البیتہ	۱۵۵	ابن البیتہ
"	تقریر	۱۵۶	تقریر
۱۳۰	وضاحت	۱۵۷	وضاحت
۱۳۱	عزاداری حسین رضی اللہ عنہ	۱۵۸	عزاداری حسین رضی اللہ عنہ
۱۳۲	عالم کی فضیلت	۱۵۹	عالم کی فضیلت
۱۳۳	دیوبندی یا افضلیت	۱۶۰	دیوبندی یا افضلیت
"	بانی مدرسہ دیوبند کا خاندان شیعہ تھا	۱۶۱	بانی مدرسہ دیوبند کا خاندان شیعہ تھا
۱۳۴	دیوبندی مذہب میں تعزیر کی اجازت	۱۶۲	دیوبندی مذہب میں تعزیر کی اجازت
"	مولوی محمد یعقوب نانوتوی	۱۶۳	مولوی محمد یعقوب نانوتوی
۱۳۵	فرحہ و ماتم اور غم	۱۶۴	فرحہ و ماتم اور غم
۱۳۶	دیوبندیوں کی مجلس شام غریباں	۱۶۵	دیوبندیوں کی مجلس شام غریباں
"	دیوبندیوں کی لڑکی شیعوں کے نکاح میں	۱۶۶	دیوبندیوں کی لڑکی شیعوں کے نکاح میں
۱۳۷	ذبیحہ رافضی حلال	۱۶۷	ذبیحہ رافضی حلال
"	اہل تعزیر کی نصرت	۱۶۸	اہل تعزیر کی نصرت
"	صحابہ کرام کو ملعون و مردود کہنا اور	۱۶۹	صحابہ کرام کو ملعون و مردود کہنا اور
"	صحابہ کی تکفیر کرنے والا اہلسنت	۱۷۰	صحابہ کی تکفیر کرنے والا اہلسنت
"	رافضی کی نازیبا جملہ	۱۷۱	رافضی کی نازیبا جملہ
۱۳۸	شہید کی رسم قتل	۱۷۲	شہید کی رسم قتل





قیام پاکستان کے بعد سے ہی کانگریسی علماء کی یہ خواہش رہی ہے کہ پاکستان کو استحکام حاصل ہو۔ اس ملک میں رہنے اور اس ملک کا کھانے کے باوجود کانگریسی مولویوں نے نہ ملک پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ شائد انہیں پاکستان کی بقا و سلامتی سے مراد شئی نہیں ہے جہاں کہ مولوی حسین احمد مدنی "صدر جمعیتہ العلماء ہند" اور کلام آزاد "اب" کانگریسی کلمہ پتلی لوگوں سے ورثہ میں ملا ہے۔ ویسے تو یہ لوگ دن رات زبانی کلامی طور پر اور لکھاوے کے لئے اتحاد۔ اتحاد۔ اتحاد کا راگ الاپتے اور عوام کو بے وقوف بنانے کے لئے سرگرم عمل رہتے ہیں لیکن دوسری طرف ملک کے حقیقی سواد اعظم اہل سنت و جماعت بریلوی مکتب فکر کے خلاف سخت دل آزار و شرانگیز کتب و پمفلٹ شائع کرتے رہتے ہیں اور ملک کی پُر امن فضا کو مکدر کرتے ہیں۔ اور جب اہل سنت اپنے دفاع میں کوئی قدم اٹھاتے ہیں اور ان کے الزامات و افتراء کا جواب دیتے ہیں تو یہ لوگ آسمان سر پر اٹھاتے ہیں فرقہ داریت ہو رہی ہے حالانکہ فقہ اور شرکی جنگاری خود سلگتے ہیں۔ حال ہی میں کراچی کے کسی غیر معروف کانگریسی ملا نام نہاد "علامہ" محمد مرقیشی نے ایک سراپا خرافات کتاب بنام "سیف قتانی" شائع کی جس کے زیادہ تر مضامین مولوی ریکان الدین قاسمی دیوبندی کے کتبچہ "بریلی کا نیا دین" سے حرفاً حرفاً نقل کئے گئے تھے۔ یہ اس دور کی سب سے جھوٹی کتاب ہے۔ کذب و افتراء میں اس کتاب کے مصنف کو جھوٹ کا عالمی ایوارڈ مل سکتا ہے۔ اس کا مصنف

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۴۸	مولوی عطاء اللہ بخاری	۲۱۶	قی نقصان
۲۴۹	مولوی حبیب الرحمن مدھیہ نوری	"	گہرا رنج و غم اور قرار داد
۲۵۰	ابوالکلام آزاد	۲۱۷	دیوبندی دین کا قرطاس امین
۲۵۱	تاسم دنیا میں ایک ہی اہل ایمان موجود نہیں	"	مولوی اسماعیل دہلوی
۲۵۲	مولوی فخر علی خاں	۲۱۹	بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی
۲۵۳	بے خبری و لاعلمی	۲۲۰	مولوی عتیق احمد گنگوہی
۲۵۵	اعجاز کا چست ازہ	۲۲۱	مولوی اشرف علی تھانوی
۲۵۷	باب پنجم: اہلسنت و جماعت	۲۲۲	مولوی غیسل احمد انیسوی
۲۵۸	ارکان عشرہ	"	دیوبندی فقہ کے نادر نمونے
۲۵۹	پاکل بن	۲۲۵	باب چہارم: تکفیر
۲۶۰	اکابر دیوبند کو پہنچ	۲۲۷	تکفیر مسم کے حوالہ جات
۲۶۱	دیوبندی مذہب	۲۲۸	پہلی قسم کی عبارت
"	دیوبندی کلمہ	۲۲۹	تاکم تعلیمات مدرسہ دیوبند
۲۶۲	دیوبندی درود	۲۳۰	صدر مدرسہ دیوبند
"	بانی اسلام کاشانی	۲۳۱	دیوبندی حکیم الامت
۲۶۳	دیوبندیوں کی سچی کتاب	۲۳۲	دیوبندی قلعہ عالم
"	گنگوہ خانہ کعبہ سے افضل (معاذ اللہ)	۲۳۳	مفتی دیوبند کا بانی مدرسہ دیوبند پرفکر نانوتوی
"	دیوبندی صدیق و فاروق	۲۳۵	مفتی دیوبند کا مہتمم مدرسہ دیوبند پرفکر نانوتوی
"	دیوبندی امام اعظم	۲۳۸	تہذیب اہلسنت
۲۶۴	دیوبندی غربت اعظم	"	پہلے نانوتوی
۲۶۵	دیوبندی علی جمہوری	"	وقار شب نوری کی شہادت
۲۶۶	دیوبندی فرشتہ مقرب	۲۳۹	دوسرا نانوتوی
"	ہدایت و نجات دیوبندی مولوی کے اتباع پر قیام	"	الطاف حسین حالی
۲۶۷	دیوبندی تفسیر مسلمان	۲۴۱	وکیل اقبال
"	نور خیرہ آخرت	۲۴۲	میسر نانوتوی
"	نجات اخروی کا طریقہ	۲۴۴	چوتھا نانوتوی
"	عذاب الہی سے بچنے کا دیوبندی طریقہ	"	مولوی عبد شکور کا کردی انڈیا ٹرانجم
۲۶۸	عرف آخر العالمان عام	۲۴۵	مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی
۲۶۹	چیلنج	۲۴۸	



بات کہنے سے پہلے رافضیوں کی طرح تبرائے کا عادی ہے۔ سیف حقانی کا مصنف اگرچہ ادھر ادھر سے جزو ذکر کے اور مولوی رحمان قاسمی کے کتابچہ "بریلی کا نیا دین" قسم کے دیوبندی کتابچوں سے منتقل یا کرمصنف بن بیٹھا ہے۔ اور اس کتاب میں اگرچہ پاس فیصد دروغگوئی اور افراط سے کام لیا گیا ہے تو پاس فیصد حوالہ جات سراسر بے عمل نقل کئے ہیں اور حوالہ جات کی نقل میں کتر بیونت سے کام لیا گیا اور ایک بات کا بار بار اعادہ کیا گیا ہے۔

مقام مسرت ہے کہ فاتح نجدیت قاطع دیوبندییت مجاہد اہل سنت مولانا محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی نے اس کتاب کا تحقیقی محاسبہ فرمایا اور جلد افراط کے نہایت علمی تحقیقی جوابات دیئے اور مصنف سیف حقانی کی خیانتوں کا راز طشت از بام کیا ہے۔ بجا طور پر اس کو دفاع اہل سنت کے لئے مولانا موصوف کا ایک عظیم کارنامہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ کتاب اس دور میں چھپنے والی بہت سی دیوبندی واپی کتب کے جواب کو محیط ہے۔ حضرت مولانا محمد جرح کے قلم حقیقت رقم میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ جس کتاب کا رد یا جواب تحریر فرماتے ہیں اس کا حرفاً جواب دیتے ہیں۔ مکتبہ فریدیہ اس عظیم شاہکار کو برادران اہل سنت کی خدمت میں عموماً اور طلباء و مدرسین مبلغین و مناظرین اہل سنت کی خدمت میں خصوصاً فخریہ طور پر پیش کرتا ہے۔ ہمارے مدرسین طلباء کو مخالفین اہل سنت کی خیانتوں سے آگاہ کر سکتے ہیں تو مبلغین و مناظرین مخالفین اہل سنت کے مناظرین کو ہر بات کا دندان شکن جواب دے سکتے ہیں۔

ادارہ مکتبہ فریدیہ کی یہ پیشکش دفاعی نوعیت کی ہے ہم نے کسی کوئی جارحانہ کتاب شائع نہیں کی۔ ہمیں اہل سنت کے تحفظ و دفاع کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اگر مخالفین اہل سنت الزامات و خلافات سے پرکنا ہیں شائع نہ کریں تو ہم بہت سی اصلاحی اور اہم درسی کتب شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تفسیر و حدیث اور فقہ سیر و مناقب کے بہت سے مجموعے ہمارے پیش نظر ہیں۔ ہم ان کو پہلی فرصت میں زیور طبع سے آراستہ کرنا چاہتے ہیں۔

ہم دیوبندی کانگریسی فولہ سے التماس کرتے ہیں کہ وہ فتنہ و شرک تبلیغ کے ذریعہ سستی شہرت حاصل کرنے کے انداز فکر میں تبدیلی پیدا کرے اور وہ کام نہ کریں جس

سے ملک کے اتحاد و استحکام کو نقصان پہنچے۔

اس موقع پر ہم ارباب حکومت سے یہ درخواست کرنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ کانگریسی دیوبندی فولہ پر کردی نظر رکھے اور فرقہ واریت کو ہوا دینے والی کتب شائع نہ کرنے سے منفی سیاست کے حامل اخبارات و جرائد پر پابندی لگائی جاسکتی ہے تو منفی تبلیغ اور سراسر تخریبی تصانیف پر بھی پابندی عائد کی جاسکتی ہے۔ ملک میں اس وقت تقریرت الایمان۔ حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ۔ تباہی رشیدہ۔ صراط مستقیم۔ تہذیر الناس۔ دھماکہ سیف رحمانی۔ سیف حقانی۔ بریلی کا نیا دین۔ جواہر القرآن جیسی کتابوں کی گستاخانہ عبارات تفرقہ و فتنہ کا سبب بنی ہوئی ہیں۔ ان تمام کتابوں کو ضبط کیا جائے۔ فتنہ و شرک خاتمہ کیا جائے۔

وہا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو استحکام نصیب فرمائے۔ آمین۔

حافظ ابو العطاء نعمت علی چشتی سیالوی

خازن جماعت اہل سنت صوبہ پنجاب



# انتساب



جن کی تدریس کاؤنیکا چار دانگ عالم میں، بختار با جو حدیث و فقہ کے مسد امام بہار شریعت  
جیسی تعلیم کتاب کے مصنف جن کے تلامذہ اپنے عہد کے استاذ الاساتذہ اور شیخ  
کے امام مانے گئے اور آج دس و تدریس تصنیف و تالیف و وعظ تبلیغ اور سیاست میں  
مرکزی کردار ادا کر رہے ہیں۔ سیدی امجد علی ہیں چاندی ہیں چاندنی  
چاند گورنمنٹ ہیں پیر ہیں پیرانی

فقیر قادری محمد حسن علی رضوی غفرلہ  
انوار رضا میلسی عثمان ڈویشن

شہزادہ عظیم حضرت مخدوم اہل سنت حضرت قبلہ مفتی اعظم امام العبد

## مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان

سجاد نشین بریلی شریف

## پیغام تہنیت

موجود گرامی قدر عجب مکرم و محترم مولانا محمد حسن علی صاحب قادری رضوی تلمذ ربہ و کرم  
و علیکم اسلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ و مزاج کرامی، بکرمہ تعالیٰ فقیر معذ الخیر ہے...  
مولیٰ تعالیٰ آپ کو تاویر سنت و اہل سنت کی خدمت کے لئے قائم  
رکھے آپ کی خدمات دینیہ کو شرف قبولیت بخشے (آمین) آپ سے  
آپ کی دینی خدمات کے سبب دل کو تعلق ہے، اپنی غیر وعافیت سے مطلع  
کرتے ہیں، آپ کے والد محترم سید ربہ و کرم کو داخل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ  
رضویہ کر رہا ہے، شجرہ مرسل ہے ان سے فقیر کا سلام مسنون فرما دیجئے،  
والسلام والدعا

فقیر مصطفیٰ قادری غفرلہ



## مکتوب گرامی

شہزادہ عذراۃ عظم پاکستان مولانا صاحبزادہ

حاجی محمد فضل کریم حامد رضوی

ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان

محترم جناب حضرت مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی دامت برکاتہم السلام علیکم  
امید ہے آپ غیریت سے ہوں گے۔۔۔۔۔ اہل سنت کو پہچنے ہی آپ جیسی شخصیتوں پر  
پرناز ہے۔ آپ اہل سنت کے لئے بہت کام فرما رہے ہیں۔ آپ نے پہلے ہی بہت سی  
کتابیں لکھی ہیں لیکن تازہ کتاب ”بران صداقت بر نجدی لطائف“ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ  
کتاب اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہوگی۔ اس کے پڑھنے سے بہت سے اہل سنت کو فائدہ  
ہوگا اور معلومات میں اضافہ ہوگا۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ آپ کو اپنے پیارے  
حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ ایسی طرح کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین  
آپ کی اس کتاب اور سلسلہ تصنیف و تالیف میں برکتیں عطا فرمائے۔ میری طرف سے تمام  
گھروالوں اور احباب کو بہت بہت سلام۔ فقط و استقام

حاجی محمد فضل کریم حامد

جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

## کچھ مصنف کبارے میں!

اد. ایم غلام مصطفیٰ مجتبیٰ نامہ نگار امروزہ مکتبہ مشرق لاہور، مقیم سیلوی

مصنف کتاب ہذا مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی اہلسنت و جماعت کے ایک ممتاز اہل قلم  
کہ مشرق منظر ہیں۔ کتب تاریخ پران کی گہری نظر ہے۔ برصغیر ہند میں مشرقی پنجاب کا شہر  
ہانسی ایک تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ شہر ہانسی میں پرتھوی راج کا مشہور قلعہ اور تاریخی عمارات  
اور مزارات اولیاء اللہ شہداء و بزرگان دین کے مزارات گھر گھر پائے جاتے ہیں۔ اس عظیم شہر  
ہانسی کے شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلیظہ اقل و غلیظہ عظم حضرت  
نور علیہ قلب جمال رضی اللہ عنہ کی نسبت سے دنیا بھر میں شہرت حاصل ہے۔ سیر الاولیاء و دیگر  
کتب تاریخ کے مطابق خود حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شہر کو بارہ سال تک اپنے  
قلم نبوت لوم کی برکتوں سے سرفراز فرمایا۔ قلعہ کہنہ پر امام الکاشغین حضرت میراں صاحب  
نصرت اللہ ولی کا مزار پر انوار ہے۔ مولانا محمد حسن علی کی ولادت ۱۹۲۵ء ماہ محرم الحرام میں ہوئی  
ان کے آباء و اجداد قصبہ مہم انہار سے منتقل ہو کر ہانسی شریف آباد ہوئے تھے۔ مولانا محمد حسن علی  
کو بچپن ہی سے دینی رغبت زیادہ تھی۔ خاندان کے تمام افراد متصحب سنی مسلمان تھے۔  
گرمیوں میں ملاو دیار ہو کر شریف کی تناریب استقام سے ہوتی تھیں۔ آپ بچپن ہی سے  
شہر میں مختلف مقامات پر حضرات اولیاء اللہ کے مزارات طیبہ پر حاضری دیا کرتے تھے۔  
ایک روایت کے مطابق شہر ہانسی میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت رضی اللہ  
عنہ کی تشریف آوری بھی ثابت ہے۔ مولانا محمد حسن علی نے ۱۹۴۵ء میں شہر ہانسی  
کے اسلامیہ پرائمری سکول میں داخلہ لیا۔ وہاں ہی اولیاء اللہ کے مزارات بکثرت تھے۔  
اس طرح آپ کی روحانیت کی طرف رغبت بڑھتی گئی۔ ۱۹۴۸ء میں ہجرت کر کے پاکستان آئے۔  
تو اپنے علم محرم و کاذ الدین مرحوم کے ہمراہ حضرت غوث بہاؤ الحق و دیگر بزرگان دین کے مزارات



۱۰۔ نئی دی مدرسہ "صباح العلوم سیدین" کے قیام میں آپ نے ہم کر اور ایسا بیسی ہیں سب سے پہلے آپ نے انجمن خدام الان و نیا۔ قائم کی اور حاجی محمد سیدان صاحب کے ساتھ مل کر اہلسنت کے تبلیغی جلسوں کے متعدد پروگرام بنائے اور مولانا محمد بشیر رسولانا محمد شنیع اوکاڑوی کو متعدد بار بلایا گیا۔ علمائے اہلسنت کے تبلیغی دوروں سے شہر کی نشا نگرہ کی کچھ عرصہ کے بعد جامعہ رضویہ منظرہ مسام لائل پور سے مولانا محمد سیدان علی کے مشورہ کے بعد تحصیل بازار میں ایک کرایہ کے انہوں نے حاجی محمد سیدان اور مولانا محمد حسن علی کے مشورہ کے بعد تحصیل بازار میں ایک کرایہ کے چوبارہ میں مدرسہ جامعہ رضویہ سراج العلوم کا آغاز کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرمد دار احمد صاحب قدس سرہ نے مولانا محمد حسن علی کو مکتوب گرامی تحریر فرمایا کہ جامعہ رضویہ سراج العلوم کے نام سے ہمارا مدرسہ گوجرانوالہ میں ہے۔ آپ اپنے مدرسہ کا نام مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباح العلوم یا مصباح العلوم حنفیہ رضویہ رکھیں۔ چنانچہ آپ نے حسب ہدایت مدرسہ کا نام تبدیل کر کے حنفیہ رضویہ مصباح العلوم رکھ دیا۔ بعد میں انجمن خدام الاولیاء کا نام بھی تبدیل کر کے آپ نے لائل پور کی انجمن فدایان رسول کے نام پر انجمن فدایان رسول رکھ دیا۔ مدرسہ مصباح العلوم کی موجودہ جگہ جو ایک دنگل اور پہاڑوں کے کھارہ وغیرہ کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ آپ نے مدرسہ کے لئے منتخب کی۔ اور حاجی محمد سیدان اور حاجی محمد شریف اشرفی اور بندو خاں وغیرہ احباب سے مشورہ کے بعد یہاں مدرسہ مستقل عمارت کی تعمیر عمل میں آئی۔ مدرسہ کی پہلی منزل کے لئے الحاج خان اللہ یار خاں کچھی نے خصوصی تعاون کیا اور پہلی منزل کی تمام پختہ اینٹیں بطور امداد فراہم کیں۔ مدرسہ میں مدرس کی ضرورت کے پیش نظر حاجی سیدان وغیرہ احباب نے آپ کو مدرس لانے کے لئے لائل پور بھیجا چاہا لیکن قریب ہونے کی وجہ سے آپ علامہ کاظمی صاحب کی خدمت میں ملتان گئے اور مدرسہ انوار العلوم کے فاضل مولانا سید کاظم القادری کو اپنے ہمراہ لائے۔ مدرسہ حنفیہ غوثیہ انوار رضا بیسی بھی آپ ہی کو مششوں سے معرض وجود میں آیا۔

**شرف بیعت** | مولانا محمد حسن علی کو شرف بیعت امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان لائل پور سرمد دار احمد صاحب سے حاصل ہے۔ بیعت سے پہلے

آپ نے بہت سے اکابر مشائخ و علمائے کرام سے رجوع کیا۔ ان سب نے حضرت صاحب لائل پوری سے شرف بیعت حاصل کرنے کا مشورہ دیا۔ آپ ذیقعدہ ۱۳۸۷ھ میں محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ پھر جامعہ رضویہ ہی میں تعلیمی سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ جامعہ اعظم پاکستان کے وصال شریف کے بعد تک جاری رہا۔ اور کچھ مکتب حکیم امامت اعلیٰ دارالافتاء صاحب کے مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات میں پڑھیں۔

**سلسلہ تصنیف و تالیف** | آپ نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ نوعمری ہی سے شروع کر دیا تھا۔ ان کی ابتداء ماہنامہ طیبہ میں مضامین سے ہوئی اور بعد ازاں کے بعد سنت روزہ صاحب سسٹن گوجرانوالہ۔ ماہنامہ سالک راولپنڈی۔ ماہنامہ شریعت دار۔ ماہنامہ سعادت و ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف و ماہنامہ اہلسنت میں شروع ہوئی۔ ان میں آپ کے مضامین کثرت سے آئے گئے۔ جامعہ اعظم پاکستان کے اصحاب سے بعد جامعہ رضویہ منظرہ اسلام لائل پور سے سنت روزہ صاحب میں ۲۰ سال ہوئے۔ ابھی آپ کا تقریر عمل میں آیا۔ اور پھر کچھ عرصہ بعد ماہنامہ آستانہ فیض عالم دربار وانا گنج بخش لاہور کے مدیر معاون مقرر ہوئے۔ ان دونوں رسائل میں زیادہ تر مضامین آپ ہی کے ہوتے تھے۔ ان دونوں رسائل کو آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے چھپایا۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ۲۵ سے متجاوز ہے۔ چند مشہور تصانیف یہ ہیں۔

- ۱۔ نور مجسم ۲۔ اکابر دیوبند کا تکفیری انسانہ ۳۔ قرآن اور دیوبندی مولویوں کا ایمان ۴۔ آئینہ حق و باطل ۵۔ انوار حق ۶۔ جواب اظہار حق ۷۔ اظہار حقیقت ۸۔ مذبذب کبیر ۹۔ مذکورہ محدث اعظم پاکستان ۱۰۔ تہر خداوندی بردھاکہ دیوبندی ۱۱۔ برق آسمانی ۱۲۔ لفظ شیطانی ۱۳۔ دیوبندی شاطراپنے مکافر ۱۴۔ اور زیر نظر "برہان صداقت بردھاکہ اطمالت"۔ آپ نے شورش کش کا شیری۔ ضیاء القامی۔ غلام راولپنڈی وغیرہ دیوبندی مولویوں کے متعدد چھوٹے موٹے کتابچوں اور پمفلٹوں کے جوابات بھی تحریر فرمائے۔ روزانہ اخبارات میں مذہب اہلسنت کی حقانیت اور اکابر علمائے اہلسنت کی حیثیات طیبہ پر آپ کے اکثر مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ انھوں نے سنی



خانہ کس ماحول کے رتق پہ آپ کے تقریباً تمام قابل فکر روزنامہ و ہفت روزہ اخبارات اور ماہنامہ سٹی رسالے میں بجز مضمین لکھے اور علمائے اہلسنت کی دینی مذہبی سیاسی اور تعلیمی خدمات کا تعارف کرایا متعدد مناظروں میں شرکت کی۔ فتح پور میلسی میں مولوی عبد الشکور دین پوری اور مسجد مائی والی مولوی سلطان محمود مظفر گڑھی سے طویل کامیاب مباحثے فرمائے۔ موضع پیر شاہ نزد کرم پور میلسی میں مولانا غلام مہر علی گڑوی اور صدر تنظیم اہلسنت مولوی دوست محمد قریشی کے درمیان نوک جھونک ہوئی۔ اور مولوی دوست محمد قریشی نے مناظرہ کا چیلنج دیا تو میلسی سے مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی نے مولوی دوست محمد کو جوابی چیلنج دیا اور دس اہم سوالات پر مشتمل ایک اشتہار شائع کیا جس سے وہ لاجواب ہو گیا۔

پاکستان کے دیر ہندی مناظرین میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کے ذمہ آپ کے سوالات کا قرضہ نہ ہو۔ رسائل و جرائد کے فائل گواہ ہیں کہ مخالفین اہلسنت میں سے جس کسی نے بھی مذہب اہلسنت و مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف زہر اگلا تو آپ نے معاندین کا مدلل و مسکت جواب ضرور دیا۔ اہلسنت کے لئے آپ کی تحریری تصنیفی خدمات قابل فخر و باعث صد شکر ہیں۔

### اجازت و خلافت

مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی کو شرف بیعت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے۔ اور پھر آپ کی خدمات دینیہ اور مذہبی جذبہ کو دیکھ کر محدث اعظم پاکستان نے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ چشتیہ صابریہ میں اجازت و خلافت سے بھی مشرف فرمایا۔ اور ۲۴ ذیقعد ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۹۲ء بروز دو شنبہ کو مولانا معین الدین صاحب شافعی سے اجازت نامہ لکھوا کر اپنی مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا۔

شہزادہ اعلیٰ حضرت مخدوم اہلسنت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب سوادہ نشین خاندانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف آپ پر بہت ہی کرم فرماتے ہیں۔ حضرت مفتی اعظم ہند نے بھی مولانا موصوف کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ اور ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ کو مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی

رضوی سے نہایت خوشخط اجازت نامہ لکھوا کر اپنی مبارک مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا۔ اسی طرح خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین صاحب بہاری اور ذیہ العرف مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی میل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی اپنی اجازتوں سے سرفراز فرمایا۔ بارگاہ اعلیٰ حضرت کے نعت گو شاعر حضرت سید محترم مخدوم اہلسنت سید لایب علی صاحب رضوی بریلوی علیہ الرحمۃ نے آپ کے بچہ کے لئے یہ شعر تحریر فرما کر شامل شجرہ کیا تھا۔

بارش انوار رضا ہو رضویوں پر تا ابد  
مرشدی سردار احمد رضا کے واسطے  
جذبہ تسلیں دیں دے حسن رضوی کے طفیل  
دائماً بخت رہے دُن کا رضا کے واسطے

### تاریخی ریکارڈ

مولانا محمد حسن علی رضوی کے پاس اکابر اہلسنت مشائخ طریقت کی نایاب کتب اور برصغیر ہند کے اکثر و بیشتر مناظروں کی رویت واد کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ اور مختلف اہم مسائل پر مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب مدظلہ۔ محدث اعظم ہند مولانا ابوالحامد سید محمد محدث کچھوچھو، محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب، امام العلماء مولانا قاری سید محمد غیل کاظمی محدث امرہوی، استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات سید احمد، علامہ مفتی محمد مظہر اللہ۔ مولانا عبدالحمید بدایونی مفتی احمد یار خان گوانی، شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی قدس سرہم جیسے اکابر کرام کا مختلف مسائل پر شرعی فتاویٰ کا ذخیرہ ہے۔ جس کو آپ فتاویٰ اکابر اہلسنت کے نام سے شائع کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے تذکرہ محدث اعظم پاکستان کے لئے ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل مواد جمع کیا ہے جو اس موضوع پر لاجواب و بے مثال مجموعہ ہے۔







## ابتدائیہ

عہد ابستد ہماری تری انتہا کے بعد

خدا جانے کس سوچی سمجھی کے تحت دیوبندی وہابی فرقہ کی طرف سے یکے بعد دیگرے دھماکہ، سوانح، غلط فہمی، سیفِ رحمانی، وغیرہ شراذیم کتب شائع ہوئے فقیر اقم الحروف دھماکہ کے جواب قہر خداوندی بردھماکہ دیوبندی کے جواب سے فارغ ہوا تو ایک روز منڈی چہانیاں سے واپسی پر محبت محترم رانا غلیل احمد صاحب نے "سیفِ حسانی" کے نام سے ۷۷ صفحات پر مشتمل ایک نہایت خوبصورت مجلد کتاب "یت فرما کر اس کے جواب کے لئے ارشاد فرمایا۔ میڈیسن پینچا تو خراہل "نت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب الرضوی گوان علی رضائے مصطفیٰ گوہر انوار کا حکمنامہ موجود پایا۔ اس دوران مختلف مقامات کے علماء و اہل حجاب اس کے جواب کے لئے اصرار فرماتے رہے۔ اس کتاب سے میری ذاتی دلچسپی بڑھ گئی تھی کیونکہ اس کے صفحہ اول پر بڑے لطیف سے لکھا تھا: "جواب زلزلہ و تبلیغی جماعت۔ ان الفاظ نے مجھے چونکا دیا کہ کیا واقعی دیوبندی خائفوں میں بھی کوئی ایسا بچہ پیدا ہو گیا ہے جو ملکِ رضا خیر خواہ برقی بارگاہی منظر اقم رئیس التحریر علامہ ارشد القادری الرضوی مدظلہ العالی کے قلم حق رقم کا جواب لکھ سکے۔ فقیر اپنی تمام تر مصروفیات کو چھوڑ چھا کر زلزلہ اور تبلیغی جماعت اور ان کے جواب سیفِ حسانی کو لیکر بیٹھ گیا اور سیفِ حسانی کے اس خواب کی تعبیر تلاش کرنے لگا کہ یہ کتاب زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا جواب ہے کیونکہ اس کے مصنف نے جو حال ہی میں علامہ ابوالانصر محمد عمر قریشی کے بھاری بھر کم نام سے قلمی دنیا میں پہلا قدم کے طور پر نمودار ہوئے ہیں انھیں پہلی ہی شب میں سیفِ حسانی کو اول سے آخر تک دیکھ لیا۔ یقین فرمائیے، یہیں خود

نہ جس کے کتب مضامین مولوی رحمان الدین کے کتابچہ "بریلی کا نیا دین" سے نقل ہے

ابستد آپ پر اعتبار نہیں رہا تھا۔ ہم نے کتاب کی بار بار ورق گردانی کی لیکن علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی کے زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا سیفِ حسانی کے کسی صفحہ پر کوئی جواب نہ تھا۔ عام طور پر یہ تو ہوتا ہے کہ جوابی کتاب لکھنے والے اگر کسی کتاب کا حرفاً حرفاً پورا جواب نہیں لکھ پاتے تو کم از کم چند ایک باتوں کو ضرور جھٹلاتے اور ان کا جواب دیتے ہیں لیکن سیفِ حسانی کو اس زلزلہ وار دعویٰ کی روشنی میں کہ جواب زلزلہ و تبلیغی جماعت اول تا آخر حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمائیے۔ لیکن اس میں زلزلہ اور تبلیغی جماعت کی کسی ایک بھی دلیل کو تو نہیں جھٹلایا گیا۔ زلزلہ و تبلیغی جماعت میں مذکور حقائق میں سے کسی ایک کو بھی تو چیلنج نہیں کیا گیا۔ البتہ مصنف نے اپنے کتاب لکھ کر کی مذمتی کشتی کو تینے کا سہارا دینے کے لئے علامہ اہل سنت بالخصوص امام اہل سنت علامہ حضرت مجدد دین و ملت الامام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستورہ صفات پر سب سے مہربان الزامات و انتہامات کی بوجھاڑ کی تھی۔ مصنف کا یہ نام نہاد جواب سوال گوہر جواب پٹنے کا عکاس و آئینہ دار تھا۔ ہم حیران تھے کہ یہ کیا کرامت ہے کہ علامہ ارشد القادری مدظلہ کے زلزلہ و تبلیغی جماعت کے انڈیشن پر انڈیشن چھپ رہے ہیں اور ہاتھوں ہاتھ جاتے ہیں اس کا اب انکشاف ہوا کہ دیوبندیوں کی پوری قلمی مشنری زلزلہ و تبلیغی جماعت کے رد و جواب کے غلط میں مبتلا ہے۔ اور اس طرح یہ لوگ خود ہی زلزلہ و تبلیغی جماعت کے تعارف کا مضبوطی رہے ہیں۔ جہاں تک زلزلہ و تبلیغی جماعت کے جواب کا تعلق ہے تو یہ حقیقت اس بات کو نظر سے مخفی نہیں۔ سیفِ حسانی تو بجائے خود زلزلہ و تبلیغی جماعت کے لا جواب ہونے کی دلیل ہے ورنہ بتایا جائے کہ سیفِ حسانی کے کس صفحہ پر زلزلہ و تبلیغی جماعت کی کس است کا کیا جواب ہے۔

اور پھر اہل علم و انصاف سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ دیوبندی طائفہ کی طرف سے سیفِ حسانی یا اس کے ساتھ حال ہی میں جو کتب دھماکہ، سیفِ رحمانی، بریلی کا نیا دین، سوانح غلط فہمی، شائع ہوئے زبان و کلام اور اسلوب بیان کے لحاظ سے وہ کس قدر غلط ہیں اور کسی بازاری زبان استعمال کی گئی ہے اور ان میں حقائق و دلائل کا کتنا کیا منہ ہے اس سے اہل دیوبند کی سہ چارگی اور علمی بے بضاعتی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ سیفِ حسانی کے مصنف کا



صفر اول پر دعویٰ تو یہ ہے کہ سیف حقانی وہ کتاب ہے جس میں ”ہم نے دلائل سے بتایا کہ یہ (زلزلہ و تبلیغی جماعت) اتہامات محض ہیں۔“ مگر — لیکن اس دعویٰ کی دلیل از اول تا آخر سیف حقانی کے کسی صفحہ پر موجود نہیں۔ ہم بقیم خود علامہ ابوالحسن محمد عمر صاحب سے پوچھتے کہ جناب جب آپ کے پاس جواب نہیں تھا تو کجواب زلزلہ و تبلیغی جماعت لکھنا کیا ضروری تھا۔ آپ جی بھر کر دل کی بھڑاس نکالتے۔ اہل سنت و امام اہل سنت۔ بریلویوں اور فاضل بریلوی پر جاندار خرافات اور الزامات و افتراءات کی بوچھاڑ کرتے اور ”خیرہ آخرت“ بناتے۔

سب سے بڑی کا اعتراف اور تضاد بیانی مصنف سیف حقانی یوں تو اپنے زعم باطل میں جواب لکھنے بیٹھ گیا اور اپنی سادہ لوح دیوبندی قوم کو باور کرا دیا کہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا جواب ہو گیا۔ لیکن یہ جواب لکھنے والے ”علامہ“ خود اعتراف کرتے ہیں ”میرے کرم فرما دوست حضرت محمد عثمان صاحب حضرت شیخ العرب العجمی شیخ الاسلام حضرت مدنی کے خاص عقیدت مندوں میں سے ہیں۔ بیک وقت یمن کتابیں لا کر دکھاتیں۔۔۔۔۔ چنانچہ میں نے تینوں کتب (زلزلہ و تبلیغی جماعت۔ جماعت اسلامی) جو کسی علامہ ارشد القادری صاحب کی تالیف ہیں یمن چاروں میں بالاستیعاب دیکھ لیں اور اس کے بعد دیکھنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ اس لئے کہ ان آغاز تا اختتام جملہ کتب میں ایک ہی بات کا تکرار اتنے التزام کے ساتھ ہے کہ جی مٹانے لگے اور دوبارہ دیکھنے کے تصور سے ہی کوفت ہونے لگے۔“ (سیف حقانی باب اول ص ۱۰)

اس کے بعد لکھتا ہے:

”لیکن زلزلہ و تبلیغی جماعت میں کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی کہ جواب دیا جائے محض دعویٰ سے کام چلایا ہے۔“ (سیف حقانی ص ۱۱)

انصاف پسند قارئین کرام! غور فرمادیں کہ جب مصنف سیف حقانی کو ایک بار کتاب زلزلہ و تبلیغی جماعت کے دیکھنے کے بعد دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی ہو اور جس کو دوبارہ دیکھنے کے تصور سے ہی کوفت ہو ایسے علامہ نے زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا کیا جواب لکھا ہو گا اور اس کے نام نہاد جواب کی کیا حقیقت ہوگی۔ بھلا جو شخص اپنے اندر سے پن

کی بنار پر یہ کہہ رہا ہے کہ زلزلہ و تبلیغی جماعت میں کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی گئی کہ جواب دیا جائے۔ جب اس بے پیارے کو زلزلہ و تبلیغی جماعت میں دلائل و حوالہ جات نظر ہی نہیں آئے تو یہ کیا جواب دے سکتا ہے لہذا اس کے اپنے قول پر یہ ماننا پڑے گا کہ اس نے جو یہ نام نہاد جواب دیا ہے وہ اندھے کی لاشی ہے۔

جموٹے کی پہچان مان نہ مان میں تیرا مہمان | کہتے ہیں دروغ گو را ملاحظہ نباشد  
چراغ ہے جموٹے آدمی کا ملاحظہ نہیں ہوتا۔ ایک طرف تو سیف حقانی کا مصنف علامہ بن کر یہ کہہ رہا ہے کہ:

”کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی گئی کہ جواب دیا جائے۔“

لیکن تضاد بیانی ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

”اکابرین دیوبند کی کتب عقائد سے عبارات نقل کر کے لیکن بغیر بیان کردہ سیاق و سباق کے دلائل کے ان کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں پھر آسمان سر پر اٹھایا کہ لوگو قیامت کیوں نہیں آگئی۔“ (سیف حقانی ص ۱۲)

”ہم نے کتاب زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا مدلل جواب دیا ہے“ (سیف حقانی ص ۱۳)

اب اس جملے آدمی سے کون پوچھے کہ ایک طرف آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ زلزلہ و تبلیغی جماعت میں دلائل سے بات نہیں کی گئی کیا جواب دیا جائے۔ اور دوسری طرف آپ یہ فرماتے ہیں اکابرین دیوبند کی کتب عقائد کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں۔ کتب عقائد کا مقابلہ چند سوانحی خاکوں سے کیا ہے؟ مث

جب آپ کے اس اعتراف کے مطابق کتب عقائد و کتب سوانح کے حوالہ جات و دلائل ہیں تو پھر یہ کیا بے شرمی ہے کہ آپ دوسری طرف یہ فرما رہے ہیں کہ کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی یہ واضح تضاد بیانی مصنف سیف حقانی کے ذہنی غلط فہمی کا کھاس دآئینہ دار ہے اور وہ اپنی اس غلط بیانی کے سہارے دن دھارے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتا ہے۔

ہم مصنف سیف حقانی سے پوچھتے ہیں کہ کیا اکابر دیوبند کی سوانحیں یا کتب عقائد



کے منافی ہیں۔ یہ بات ہر ذی فہم و شعور جانتا ہے کہ کتب سوانح کسی بھی شخص کے حالات زندگی پر مشتمل ہو سکتی ہیں۔

یا تو یوں کہو کہ دیوبندی کتب عقائد میں جو کچھ لکھا ہے وہ لکھنے کی حد تک ہے عمل سے اس کا کوئی تعلق نہیں مثلاً دیوبندی کتب عقائد میں شراب کو حرام لکھا ہے۔ اگر کوئی دیوبندی عالم شراب پی لے تو وہ گنہگار نہ ہو گا یا دیوبندی کتب عقائد میں غیر خدا کو سجدہ عبادت شرک اور سجدہ تعظیم حرام لکھا ہے لیکن اگر کوئی دیوبندی عالم غیر خدا کو سجدہ کر لے تو وہ مشرک نہ ہو گا یا بصورت دیگر گنہگار قرار نہ پائے گا۔ یہ کیا تاویل ہے؟ یہ کیا مدلل جواب ہے؟ سینکڑوں کتابوں کے حوالوں پر مشتمل زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا کیا صرف اتنا کہہ دینے سے جواب ہو گیا؟ یا تو یوں کہو کہ اکابر دیوبند کے حالات زندگی کتب عقائد کے منافی تھے یا یوں کہو کہ اکابر دیوبند کی سوانح عمریاں غلط ہیں۔ ان کے صحیح حالات زندگی پر مشتمل نہیں ہیں۔ ان سے تذکرۃ الرشید، سوانح قاسمی، اشرف السوانح وغیرہ میں غلط باتیں منسوب کر دی گئی ہیں اور پھر علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ العالی نے کتب سوانح سے ایسی ہی عبارات نقل کی ہیں جو ان کے عقیدہ و مسلک کو ظاہر کرتی ہیں یا ان کی عملی زندگی سے متعلق ہیں۔ مصنف سیف حقانی پر لازم تھا کہ

اتل تو وہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں دیئے گئے حوالوں کو غلط ثابت کرتا۔ اگر غلط ثابت نہ کر سکتا تو ان حوالوں میں کتب بیروت یا جوڑ توڑ ثابت کرتا۔

دوم یہ ثابت کرتا کہ مولانا ارشد القادری صاحب نے ان عبارات کو غلط معنی پہنائے ہیں من مانے منہوم اخذ کئے ہیں۔

سوم یہ ثابت کیا جاتا کہ ان کا تقابلی نقشہ غلط ہے اور جو متضاد عبارات نقل کی گئی ہیں وہ معنی و منہوم کے لحاظ سے ایک ہی ہیں۔

لیکن بقائمی ہوش و حواس کوئی بھی شخص اس علامہ صاحب کی اس منطق کو کس طرح تسلیم کر لے گا اور صرف اس ایک جملہ کو کس طرح زلزلہ و تبلیغی جماعت کا مدلل جواب قرار دیا جائے گا کہ

دیوبندیوں کی دشمنی میں یہ زلزلہ قاعدہ اختراع کیا ہے کہ کتب عقائد کا مقابلہ چند سوانحی خاکوں سے کیا ہے بھلا سوانحی خاکوں سے بھی عقائد بنا کر تے ہیں؟  
(سیف حقانی ص ۸)

اس کا یعنی بات سے مصنف جو عقائد بھی میں کیے ہیں بے بضاعتی واضح ہے۔ جناب مصنف صاحب! عقائد سوانحی خاکوں سے نہیں بنتے تو عقائد سے سوانحی خاکے تو بنتے ہیں جیسے جس کے عقائد ہوں گے ویسا ہی سوانحی خاکوں میں لکھا جائے گا لہذا جیسے اکابر دیوبند کے عقائد تھے ویسا ہی ان کے سوانح نگاروں نے ان کے سوانحی خاکوں میں لکھا ہے اور پھر مصنف نے امام اہل سنت سیدنا علامہ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و دیگر علماء اہل سنت کی تصانیف سے جو کچھ لکھا ہے ان میں سے اکثر کون سا کتب عقائد سے لکھا ہے ان میں بھی زیادہ تر کتب مناقب و سوانح حیات و منظوم کلام سے ہے کتب عقائد سے نہیں ہے۔ مصنف میں اگر حقانی بھر دیانت ہوتی تو وہ سیدنا علامہ حضرت قدس سرہ یا دیگر علماء اہل سنت کے خلاف کچھ لکھنے یا محض الزامات کی بل چھاڑ کرنے سے قبل اپنے اکابر کے سرے بار ہکا کرنا زلزلہ اور تبلیغی جماعت کے دلائل و حوالہ جات کا توڑ پیش کرتا اور پھر ہم سے عقائد چہ بصرہ کرتا۔ لیکن ”علامہ“ اتنی استعداد و قابلیت کہاں سے لائے۔ یہیں بھی علامہ ارشد القادری صاحب کی نقالی کا جذبہ کار فرما ہے جیسے انہیں لوگ علامہ کہتے ہیں اور ان کے نام گرامی کے ساتھ زلزلہ و تبلیغی جماعت پر علامہ ارشد القادری لکھا ہے یہی مصنف نے بھی اپنے آپ کو ”علامہ“ کے ساتھ پیش کیا ہے تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ دیوبندیوں میں بھی ایک عدد علامہ ہے۔ ہمارا مقصد کبھی اور تیزی نہیں جواب دینا ہے ورنہ ہم مصنف سیف حقانی کی جملہ من ترانیوں، عامیانہ پھبتیوں، بے ٹوہنگی نقالی کا پوری طرح پوسٹ مارفم کر سکتے ہیں۔ مصنف نے علامہ ارشد القادری صاحب کو یہ بھی لکھا ہے ”کتب عقائد سے عبارات نقل کر کے .... ان کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں اور پھر آسمان سر پر اٹھالیا“ اور یہ کہ کوئی پوچھے بھنے آدمی داویلا چلانے اور بدعوا سی کا مظاہرہ کرنے کی کیا ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ مولانا ارشد القادری نے تو دلائل



قائم کر کے آسان سر پر اٹھایا ہوگا۔ لیکن آپ ربانی کلامی وہی خیالی اختراعی باتیں کرتے ہوئے شرم سے زمین میں کیوں نہیں گر جاتے۔ وادیا مچانے اور بدحواسی کا سنگسار کرنے کی بھی خوب کئی حال حکم ہر سمجھ واریہ جانتا ہے کہ بدحواس وادیا نہیں کرتا۔ بدحواسی اور وادیا بھی متضاد چیزیں ہیں۔ الغرض سیف حقانی میں ایسی ہی لائینی وہی معنی و متضاد باتیں ہیں علامہ ارشد القادری صاحب کیا بدحواس ہوں گے یا وادیا کریں گے۔ انہوں نے تو اہل دیوبند کی اعتقادی ہے راہ روی کی روح قبض کر لی اور ان پر دلائل کی دیوار کھڑی کر دی ہے۔ اور اب اہل دیوبند پر بدحواسی چھانی ہوئی ہے اور ”علامہ ابوالناصر“ وادیا کر رہے ہیں۔ کتاب سیف حقانی پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف کو اردو زبان میں کتاب لکھنے کا شوق تھا۔ ایک ہی معنی کے متعدد الفاظ بیک وقت نقل کئے گئے۔ بے ربط و بے مقصد فقرے اور محاورے استعمال کئے گئے ہیں اور استدلال و تقابلیت کا یہ عالم ہے عبارت صحیح لکھنے یا فقرہ با محاورہ بنانے پر یہ علامہ قادر نہیں اور انداز بیان ایسا ہے جیسے کوئی مسخرہ و اعجاز اپنی ہوائی فائرنگ سے سادہ لوح علوم کو بے وقوف بنا رہا ہو۔ تھرتھرتی ہوئی طبیعت، مچلتی ہوئی زبان اور آوارہ قلم کے ساتھ سیف حقانی تحریر فرمائی گئی ہے۔ ہم اپنے جواب میں انشاء اللہ العزیز ان ہی باتوں کا جواب دیں گے جو اس علامہ نے بحوالہ کتب اہل سنت نقل کی ہیں اور جو وہی خیالی الزامات و اتہامات ہیں وہ اسکے نامہ اعمال میں شامل نہیں گئے کل بروز قیامت و اور محشر کے حضور جواب دینا ہوگا۔

فقیر محمد حسن علی الرضوی غفرلہ

مہتمم مدرسہ رحیمیہ غفرلہ انوار رضا سیلی



## مصنف کا علمی حدود و اربعہ

مصنف ”سیف حقانی“ نے جس قدر بزرگ و عظیم غلطیوں و معنوی تحریف کا ارتکاب کیا ہے اس کا مکمل حال تو زیر نظر کتاب کے مفصل مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ قارئین کرام کی خیانت طبع کے لئے اس ”علامہ“ مصنف کی علمی استعداد و قابلیت کا ایک اجمالی خاکہ بطور مشقہ نمونہ درج وارس پیش کرتے ہیں جس سے پتہ چلے گا کہ اس ”علامہ“ جاہل کو اردو کے عام الفاظ لکھنے اور فقرے بنانے کی بھی لیاقت نہیں مثلاً مصنف ص ۳ پر بالا ستیعیاب کی بجائے بالا ستیعیاب اور ص ۳ پر برصغیر کی بجائے برصغیر۔ ص ۳ پر دروں کو کی بجائے دروں کو ص ۳ پر کل ودر محشر کے سامنے کی بجائے ودر محشر میں۔ ص ۳ پر اہل یا مجاز۔ ص ۳ پر کشف شہال دیوبند کی بجائے کشف ضلح دیوبند۔ ص ۳ پر علاقہ کی جگہ علاقہ۔ ص ۳ پر امام شعرانی کی بجائے امام شقرانی۔ ص ۳ پر معاہرہ کی بجائے ظاہر۔ ص ۳ پر استاذہ کی بجائے استاذہ۔ ص ۳ پر تبریزی کی بجائے تبرآ۔ ص ۳ گاہ گاہ ہے حقی کہ کی بجائے حقیکہ۔ ص ۳ پر صلی علیہ السلام کی جگہ عیسا۔ ص ۳ پر دعویٰ کی بجائے دعوہ۔ ص ۳ پر مملکت کی بجائے مکت ص ۳ پر اعتراف و اقرار کی بجائے اعتراف و اقرار۔ ص ۳ پر صواب کی بجائے ثواب لکھتا اور دھڑکھٹتا ہے۔ اور ص ۳ جہالت و حماقت کے اس زعم میں علامہ بنا میں خالص اور تعجب تو اس بات پر ہے کہ اپنی اس جہالت کے غرور و گھمنڈ میں سیدی اعظم حضرت فاضل بریلوی جیسے علم و فضل کے بادشاہ اور علماء و فقہاء عرب و عجم کے ممدوح و پاس مختلف علوم میں ایک ہزار سے زائد کتب کے مصنف مولانا شاہ احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف جلیلہ پر تنقید کر رہا ہے تو کہیں فاضل محقق علامہ ارشد القادری جیسے عظیم مصنف و رئیس انگریز کے منہ آ رہا ہے۔ اور قطعاً کوئی شرم و حیا محسوس نہیں کرتا۔

اور تو اور ہفت روزہ ”غلام الدین“ لاہور

محمد امین الدین کے دل آزار تبصرے | جیسے صلیح کھی اور بظاہر صلیح و مہتمم کا پیغام دینے



والے دیوبندی ہفت روزہ نے بھی اس جہالت افزو کتاب پر زور دار معامدین تبصرے شروع کر دیئے اور "خدام الدین" میں اشتہار آنے لگے۔ "خدام الدین" نے اپنی ۲۶ دسمبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں صفحہ ۲ پر لکھا

سیف حقانی، مصنف علامہ محمد عمر قریشی

"انگلستان کی فضاؤں میں بیٹھ کر اہل حق پر سب و شتم کرنے والے ارشد القادری اسی مصنف کی کتابوں "زلزلہ" اور "تبلیغی جماعت" کا مسکت و دندان شکن جواب علامہ محمد عمر قریشی نے اس کتاب میں دیا ہے۔ ارشد صاحب کی یہ کتابیں مغالطہ انگیزی میں اپنی مثال آپ ہیں جس سے امن عامر شدید طور پر متاثر ہو رہا ہے۔ بعض نام نہاد ادارے اور جماعتیں ان غرافات کے مجرموں کو مذمت تقسیم کر کے صور شمال کو برسی طرح بگاڑنے کی فکر میں ہیں اور کوئی عجب نہیں کہ ایک برطانوی تنظیم جس کے ارشد صاحب کرتا دھرتا ہیں یہ گل کھلا رہی ہو۔ بہر حال جواب آں غزل از بس ضروری تھا اور قریشی صاحب نے فرض کفایہ ادا کیا ہے۔ اہل حق کی محبت میں سرشار قلم سے یہ کتاب نکلی ہے پڑھیں اور حرجاں بنائیں" (خدام الدین ۲۶)

اور ایک دوسری اشاعت میں لکھا

سیف حقانی، بحوالہ ارشد القادری ہندوستانی، احمد رضا خاں صاحب اور ان کے گروہ کی پوری داستان عجیب، از علامہ ابوان محمد عمر صاحب قریشی کراچی، وغیرہ وغیرہ (خدام الدین ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۲۳)

یہ ہے "خدام الدین" جو جانشین دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری مولوی عبید اللہ نور صاحب امیر جمعیت العلماء اسلام صوبہ پنجاب مفتی گروپ کی زیر اہارت شائع ہوتا ہے۔ اور غالباً پاکستان میں جانشین دیوبندی شیخ العرب والعجم مولوی حسین احمد صدر مدرس دیوبند مفتی محمد صاحب اس کے رئیس التحریر ہیں۔ سیکڑوں لفظی و معنوی غلطیوں کے مرتکب کو علامہ کہہ رہے ہیں اس سے ادارہ "خدام الدین" کی جہالت و لاعلمی کا بھی پتہ چلتا ہے اور غصہ ہے کہ قلمناظر نہیں آ رہا۔ کہیں ارشاد ہوتا ہے کہ انگلستان کی فضاؤں میں بیٹھ کر

سب و شتم کرنے والے ارشد القادری۔ حالانکہ ارشد القادری صاحب بظلم نے زلزلہ و تبلیغی جماعت میں کوئی سب و شتم نہ کیا۔ اکابر دیوبند کے حوالہ جات نقل کئے ہیں جن کی تردید یا تاویل یا کوئی معقول جواب نہ "علامہ" محمد عمر کے بس میں نہ صوبائی امیر عبید اللہ نور صاحب اور قائد جمعیت مفتی محمود صاحب جیسے رئیس التحریر کے بس کا رنگ ہے اور پھر انگلستان کی فضاؤں میں بیٹھ کر انہوں نے سب و شتم کیا تھا جن کو عبید اللہ نور صاحب "خدام الدین لاہور" کی ۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں مثلاً پر

بگڑا ہی خدمت محترم علامہ خالد محمود صاحب ایم اے پی ایچ ڈی کہہ کر سپاس نامہ پیش کیا ہے۔ ان "محترم علامہ" نے بھی رواد شرافت و انسانیت اتار کر ایک غلیظ و پلید مجرم و غافات "دھماکہ" کے نام سے شائع کیا تھا جس کا پوسٹ مارٹم فیئر راقم الحروف کو "تہر خداوندی بروحا کہہ دیوبندی" میں کرنا پڑا۔

آپ کا نہایت سادگی اور بھولے پن کے ساتھ یہ ارشاد کتنی بے خبریوں کا مظہر ہے کہ ارشد صاحب کی یہ کتابیں زلزلہ و تبلیغی جماعت (مغالطہ انگیزی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ والے انصاف اس دور کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ جس کو یہ پتہ کہ میں غلطی پر ہوں وہ بھی لڑتا ہے۔ کاش کہ مولوی عبید اللہ نور صاحب یا رئیس التحریر مفتی محمود صاحب دلائل اور سنجیدگی کے ساتھ یہ ثابت کرتے کہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں فلاں فلاں مغالطے ہیں ان کا یہ دعویٰ دلیل کے ساتھ کتنا اچھا لگتا۔ زلزلہ اور تبلیغی جماعت سے تو امن عامر شدید طور پر متاثر ہو رہا ہے۔ حالانکہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں زیادہ سے زیادہ علماء دیوبندی کے خلاف لکھا گیا ہے اور وہ بھی ان کی اپنی کتابوں کے حوالوں سے لیکن ادارہ خدام الدین کو کیا اس کا احساس نہیں کہ تقریرت الایمان، صراط مستقیم، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، بہشتی زیور سے لے کر دھماکہ، سوانح اعظم حضرت، سیف رحمانی، سیف حقانی بریلی کا نیا دین سے بھی امن عامر شدید طور پر متاثر ہو رہا ہے زلزلہ اور تبلیغی جماعت تو ان کا معمولی رد عمل ہے۔ یہ وہ کتب ہیں جن میں علمائے بریلی کے خلاف نہیں بلکہ انبیاء و صل علیہم السلام اور محبوبان خدا حضرات اولیاء اللہ قدس سرہم کی شان ارفع و اعلیٰ میں







\* — ہم کسی اور عنوان کے تحت بتائیں گے (مثلاً)

\* — کسی دوسرے عنوان کے تحت ہم نے اس بات کو دلائل اور وضاحت سے بیان کیا ہے۔

\* — ہم اگلے صفحات ..... پر نقل کریں گے۔ (مثلاً)

الغرض الزام پر الزام لگاتا چلا گیا اور ثبوت کی بجائے ارشاد فرماتے رہے آگے چل کر بتائیں گے کسی دوسرے عنوان کے تحت بیان کریں گے۔ الغرض بکثرت مقام ایسے ہیں جہاں اپنے قائم کردہ الزامات کے ثبوت میں حوالہ ادا ہوا کر گیا ہے۔ اور جب ہم حوالوں کی تلاش میں کتاب سیف حقانی دیکھتے دیکھتے آگے پہنچے تو پتہ چلا جناب ”علامہ“ پیچھے حوالہ دے آئے ہیں۔ پیچھے نقل بیان کرتے ہیں۔ بکثرت مقام ایسے ہیں آگے پہنچ کر پیچھے کا نام لے دیا۔ مثلاً

\* — ہم پچھلے اوراق میں نقل کر آئے ہیں (مثلاً)

\* — حوالے سب گزر چکے ہیں (مثلاً)

\* — پہلے باب میں نقل کر آئے ہیں (مثلاً)

کہتے ہیں کہ ایک مصنف سیف حقانی کی طرح کا چار سو بیس آدمی کسی حوالی کی دوکان پر گیا اور ارشاد فرمایا لڈو کیا بھاؤ ہیں دوکاندار نے کہا دس روپے سیر۔ فرمایا ایک سیر دیدو، دوکاندار نے ایک سیر لڈو تول کر نفاذ میں بند کر کے دیدیئے۔ پھر دریافت فرمایا جناب جلیبیاں کیا بھاؤ ہیں۔ دوکاندار نے کہا وہ بھی دس روپے سیر ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا تو پھر لڈو واپس رکھو اور جلیبیاں دیدو۔ دوکاندار نے ایک سیر جلیبیاں تول کر دیدیں اور جناب بغیر رقم ادا کیئے جلیبیاں لے کر چل پڑے۔ دوکاندار نے کہا قریشی صاحب پیسے تو دیتے ہاؤ فرمایا پیسے کیسے؟ دوکاندار نے عرض کیا حضرت جلیبیوں کے پیسے فرمایا جلیبیاں تولڈو کے بدلہ میں لی ہیں۔ دوکاندار نے عرض کیا تو پھر لڈو کے پیسے عنایت فرمائیں۔ ارشاد فرمایا۔ لڈو تو واپس کر دئیئے۔ گویا حضرت نے نہ لڈو کے پیسے دیئے اور نہ جلیبیوں کے اور چلتے ہوئے۔ یہی حال سیف حقانی کے ”علامہ“ مصنف کا ہے۔ بے حیائی سے آنکھیں بند کر کے الزامات عائد کرتا رہا ہے۔ ابتدائی اوراق میں آگے کا نام لے دیا اور

آگے پہنچ کر پیچھے کا نام لے دیا۔

دیوبندی فریب گروہ | سیف حقانی کے جاہل علامہ نے مختلف النوع جملہ جملوں کا ارتکاب کیا بلکہ جلسہ سبزی میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا

ہے۔ آج تک یہ تو ہوا ہے کہ عاقبت ناامدیش مصنفین اپنے مد مقابل کے دلائل سے عاجز آکر حوالہ جات میں جوڑ توڑ کر لیتے ہیں لیکن مصنف سیف حقانی کا مقام ان سے بھی بلند ہے۔ اس نے الزام اپنی زبان سے لگایا اور ثبوت اپنے گھر سے دیا ہے۔ کیا یہی زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا جواب ہے؟ جی ہاں مدلل جواب اور دندان شکن جواب۔ دنیا باہمی ہے کہ مولوی ریحان الدین قاسمی، پروفیسر روحی، عبدالکریم شورش مدیر چٹان اور ظفر علی خاں دیوبندی دہلی مکتب فکر کے حامل ہیں۔ مصنف نے ان اور ان جیسے دوسرے متعدد حضرات کے حوالہ سے اپنا مدعا ثابت کیا ہے۔ مثلاً

سیف حقانی مدظلہ پرسیدی حجت الاسلام امام الادبیاء حضرت مولانا شاہ مفتی محمد حامد رضا خاں صاحب قادری رضوی بریلوی قدس سرہ العزیز کے خلاف بہارستان لکھنؤ میں سے ایک نظم نقل کی ہے۔

مدظلہ پر امام الشافعیین شیر بیشہ اہل۔ تہذیب مولانا البرادع عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی دہلی بیعتی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک درد کا حوالہ ”بریلی کاویں“ مصنف مولانا ریحان الدین قاسمی دیوبندی سے نقل کیا ہے۔

مدظلہ پر انگریز دوستی کا ایک حوالہ دیوبندییت و اہلیت کے جدید وکیل آغا عبدالکریم شورش سے نقل کیا ہے۔

مدظلہ دمظلہ پر حکم تکفیر سے متعلق ایک حوالہ اپنے دیوبندی و دہلی پروفیسر روحی صاحب سے نقل کیا ہے۔

یہ ہے ”علامہ“ مصنف کے حوالہ و دلائل کی حقیقت الزام اپنی زبان سے جرات اپنے گھر سے اور بحوالہ زلزلہ و تبلیغی جماعت لکھ کر مصنف بن بیٹھے۔ بتائیے کیا جواب ہے؟



**سبب تالیف سیف حقانی** | سیف حقانی کا سبب تالیف کیا ہے وہ مصنف نے بڑی رازداری کے ساتھ خود ہی بتا دیا فرماتے ہیں:

اس (نئی) نسل کو دزدانہ تبلیغی جماعت جیسی نفوذیہ وہ کتب دین و دہال دین دونوں سے اور ہی دور جاری ہے و متغیر کر رہی ہیں۔ دیرینہ دشمنی میں نسل نو کے ملنے دین کے نام پر ایسا جہلی لٹیرچر کہ جس سے اہل دین کی روانی ہو دین دشمنی کے مترادف ہے آپ (یعنی اہل سنت) ایہی بات نہیں دہلہندیوں (یہی کہہ سکتے ہیں لیکن بیعتیہ مظلوم کی آہ ہے کہ پچھلے صدی آپ ہمارے اکابرین کے ساتھ بلاوجہ اسی قسم کا ناروا سلوک کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کی روادارہ چشم پوشی وسیع القبی تمہاری اصلاح نہ کر سکی تو ہم صرف اتنا عرض کئے دیتے ہیں کہ شیشہ کے گھر میں بیچہ کر اگر کوئی اندھی کر دے گا تو پھر پتھر بھی پڑے گا ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس کے لئے آپ ہی نے قرہیں مجبور کی ہے۔ آپ اپنی روش بدل دیں گے تو ہماری طرف سے یعنی دیوبندی حلقے کی طرف سے پہل نہ کہی جوتی ہے نہ آئندہ اس کا کوئی سوال ہے..... الخ (سیف حقانی ص ۱۳۱)

اہل علم و انصاف پسند قارئین کرام! غور فرمائیں مصنف سیف حقانی نے اپنی اس مایہ ناز تالیف کی غرض و غایت خود ہی بڑی صفائی سے بیان کر دی۔ خط کشیدہ عبارت ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں: ”آپ ہمارے اکابرین کے ساتھ بلاوجہ اسی (سیف حقانی کی) قسم کا ناروا سلوک کرتے چلے آ رہے ہیں“ مقصد یہ کہ سیف حقانی بدل لینے کے لئے ایک جذباتی انداز میں لکھی گئی ہے اور اس میں جو منہ پر تحفظ انگیزہ منہ پر خدا کی قرہیں۔ منہ پر قرآن کی قرہیں منہ پر قرہیں رسول۔ منہ پر گستاخانہ کفریہ جساتیں۔ منہ پر انکار شہادت۔ منہ پر خدا کی عداوت اور رسول کی منہ پر نبوت کا انکار۔ منہ پر فض فوازیوں کے جواز امانت لگائے گئے ہیں وہ حقیقت نہیں ہیں اور فی الواقعہ بریلویوں کے ایسے عقیدے نہیں ہیں جیسے سیف حقانی میں نقل کئے گئے ہیں بلکہ سیف حقانی میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ صرف اور صرف اس

لئے ہے کہ پچھلے صدی سے آپ (یعنی سنی بریلوی) ہمارے (دیوبندی) اکابرین کے ساتھ بلاوجہ اسی (سیف حقانی قسم) کا سلوک کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس لئے سیف حقانی میں سب کچھ بدل لینے کے لئے لکھا گیا ہے۔ پس جذباتی انتقام کا رفرما ہے اور کچھ نہیں۔ ہم پر پچھتے ہیں کہ مصنف کون سے ضابطہ شریعت کے اعتبار سے بدلے رہا ہے؟ اور پھر مصنف کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ ہم آپ کے اکابر سے بلاوجہ ناروا سلوک کرتے چلے آ رہے ہیں۔ علامہ صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ تقویت الایمان۔ صراط مستقیم۔ تحذیر الانس و الجن قاطعہ۔ حفظ الایمان۔ فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ کتب مجبوریہ نہیں ہوتی نہیں ہیں۔ ہم اگر پچھلے صدی سے آپ کے اکابر کے ساتھ ناروا سلوک کر رہے ہیں تو آپ کے اکابر گزشتہ ایک صدی سے شان الوہیت و رسالت میں شدید ترین بے ادبیوں گستاخیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ کیا آپ کو اس کا کچھ پاس و لحاظ نہیں ہے؟

**فرضی کتابیں اور فرضی حوالے** | بلاشبہ ضد و عناد کا مرض بہت ہی بڑا مرض ہے جذباتی انتقام آدمی کو اندھا کر دیتا ہے سنی بریلوی دیوبندی دونوں اشتعال سے اونی واقفیت رکھنے والا بخوبی جانتا ہے کہ یہ ضد اور جذباتی انتقام ہی تھا کہ مصنف سیف حقانی کے ”حضرت شیخ العرب والعمم شیخ الاسلام حضرت مہدی نے جذباتی انتقام اور ضد و عناد سے مجبور ہو کر اپنی الشہاب الثاقب میں سیدنا امام حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذباتی سیدی حضرت شاہ عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ ”خرزینۃ الاولیاء“ اور جذامحمد امام العارفین سیدی مولانا شاہ رضا علی خان صاحب علیہ الرحمۃ کے ذمہ ”ہدایت الاسلام“ نامی فرضی کتابیں لگا کر فرضی مطبوعہ کانپور و صبح صادق سیناپور تک لکھ دیا تھا۔ حالانکہ خرنیشۃ الاولیاء اور ہدایت الاسلام نامی کتابوں کا دنیا میں کوئی وجود ہی نہیں۔ اگر صدر دیوبندی ذریعہ میں جو آیت ہے تو دکھائے اور اپنی صداقت کا دہا منوائے ورنہ اہل حق پر افتراء سے باز آئے۔ ان ترکہا یہ ہے کہ سیف حقانی کے مصنف نے بھی اپنے شیخ العرب والعمم صدر دیوبند ”مدنی“ صاحب کی اتباع میں فرضی حوالے بکثرت دیئے اور اکثر حوالوں کا علیہ بگاڑ کر نقل کئے ہیں



جس سے عبارت کے الفاظ و مفہوم سب کچھ بدل جاتا ہے۔ مثلاً مشہور سیدنا اعظم حضرت پرافزا  
کیا کہ ”قرآن و حدیث کے خلاف بزرگوں کے قول کو محنت پکڑنا جائز ہے“ حالانکہ حاکم الحرمین  
فتاویٰ افریقہ احکام شریعت میں کسی جگہ یہ عبارت نہیں ہے۔

اسی صفحہ پر شیریشہ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ  
لکھا ”ہم محمد کے بندے ہیں محمد کی عبادت...“ ایچ حضرت شیریشہ اہل سنت قدس سرہ کی  
کسی کتاب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا لفظ موجود نہیں۔

مثلاً پر حضرت مولانا شیریشہ اہل سنت علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ بھی لکھا ”ہم خدا  
کی بندگی کے لئے نہیں پیدا کئے گئے بلکہ رسول اللہ کی بندگی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں“ اور  
حوالہ کے لئے لکھ دیا از مقام الحدیدۃ علی الکذاب العنیدۃ۔ حالانکہ آپ کی اس  
نام سے کوئی کتاب ہے اور نہ ہی کسی کتاب میں یہ عبارت موجود ہے۔ عبارت کے  
الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ یہ شیریشہ اہل سنت کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے نہیں  
حضرت مولانا امام پاک محمد سے پہلے القاب اور آخر میں رد و شریف ضرور دیکھتے ہیں ہرگز  
ہرگز ترک نہیں فرماتے۔ حوالہ فرضی کتاب کا ہے۔

اور تو اور بغیر حوالہ و ثبوت کے علماء اہل سنت کے ذمہ یہ بھی لگایا کہ ان کا عقیدہ ہے

”بنا و بنا ہے سلطان آپ ساجس پر عنایت ہو“

خدا سے کم نہیں عروج و جلال اس دین کے سلطان کا۔

مگر حوالہ موجود ہی نہیں۔ بھلا یہ کہاں کی شرافت ہے کہ کسی مرثیہ کا شعر لے کر علماء اہل سنت  
کے ذمہ لگا دیا جائے۔

۱۲ پر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ لگایا کہ  
”ہر حنفی اہل سنت والجماعت کو لازم ہے کہ مندرجہ بالا افعال سے متفق ہو کر ان پر عمل پیرا  
ہو یعنی ننگے سر سیاہ پوش ہو کر ہاتھ میں علم یکو اقسام اقسام کے سر پہ پڑے وادیا کرے اور  
خوب منہ پیٹے اور سر پیٹے اور چلا چلا کر روتے اور ماتم کرے اور تعزیہ نکالے“ حوالہ کی جگہ  
لکھ دیا کہ نقل اشتہار محرم الحرام ۱۳۵۲ و ”اوراق غم“ مصنف نے نقل اشتہار محرم الحرام

۱۳۲ کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ محرم الحرام سے سن عیسوی کا کیا تعلق کیا محرم بھی عیسوی سن کا  
مہینہ ہے؟ اگر اس سے اس کی مراد سن ۱۳۵۲ کا محرم الحرام ہے تو ۱۳۵۲ کے محرم الحرام  
میں تو مولانا ابوالحسنات قادری تحریک تحفظ ختم نبوت کی قیادت فرماتے ہوئے سول نافرانی  
کے مہم میں سکھر جیل میں تھے۔ سکھر جیل سے مولانا نے کس طرح اشتہار شائع فرمادیا۔ اور  
اگر مصنف کی مراد ۱۳۵۲ء ہجری ہے تو آج سے ۴۵ سال پہلے مولانا لاہور میں تھے نہ مسجد  
ولایت خاں کے خطیب تھے کیونکہ مصنف نے اشتہار کے حوالہ کے ساتھ انہیں خطیب مسجد  
ولایت خاں ہی لکھا ہے اور موصوف کو مفتی اور پنجاب بھی لکھا ہے حالانکہ اور پنجاب میں  
غیر اس اور تو خود ریاست ہے۔ ثابت ہوا یہ اشتہار فرضی ہے۔ مولانا کی طرف اسی طرح  
لفظ منسوب کیا گیا ہے جس طرح حسین احمد صدر دیوبند نے خزینۃ الاولیاء اور ہدایت الاسلام  
کی فرضی کتابیں سرکار اعظم حضرت قدس سرہ کے اکابر کرام کے ذمہ لگائی تھیں اور ”اوراق غم“  
میں یہ ہے ہی نہیں۔

مثلاً پر لکھا ہے ”خدا کے ساتھ نبی بھی عالم الغیب ہے“ اس کا بھی قطعاً کوئی  
حوالہ نہیں ہے۔

۱۳۳ پر الامن والعلی کے حوالہ سے لکھا ہے ”اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں“ حالانکہ  
الامن والعلیٰ میں کہیں بھی ایسا نہیں ہے۔

تاریخ کلام ایہیں سے سیف حقانی کی حیثیت کا اندازہ لگا سکتے اور اس کے مصنف  
کی دیانت و امانت کا پتہ چھو سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب فرضی کتابوں کے فرضی  
حوالوں پر مشتمل ہے یا پھر اپنے گھر کے حوالوں پر انحصار کیا ہے۔ یعنی ہمارے خلاف  
اپنے گھر سے شہادت پیش کی ہے۔

اکابر کا خلاف | تاریخ کلام و مصنف مزاج حضرات کے لئے یہ بات خالی از  
دبچسپی نہ ہوگی اور ناظرین کے لئے موجب حیرت ہوگی کہ سیف  
حقانی کے مصنف نے اپنی یہ کتاب اپنے اکابرین دیوبند کے طریقہ کے خلاف تحریر فرمائی  
ہے۔ یہ بات بھی اس نے خود ہی کھول دی ہے وہ خود بعنوان معذرت کے ساتھ



مٹ پر لکھا ہے :

”اگرچہ ہمارے اکابرین کثر اللہ سواد ہم کا طریق اپنے مخالفین (علماء اہل سنت) کے بارے میں بڑا نرم اور سنجیدہ رہا ہے اور ہمیشہ اعتدال و میاندہی جو طریق صواب بھی ہے اور طریق سلف بھی کے پابند رہے ہیں..... بہر حال ہمارے اکابرین اگر اپنے معیار بند سے ہمیں فروتر پائیں تو ہمیں معاف فرمائیں..... اگر کہیں بے احتیاطی نظر آئے یا ضبط کا دامن چھوٹ جائے تو ہمیں مصلحتوں کرنے کی بجائے؟... الخ مٹ

ایک دوسری جگہ یوں لکھا ہے :

”چیز ازماد غالب علمی جب یاد کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ لائق صدا احترام استاذہ میں سے کسی نے بھی تو دوران اسباق میں بریلوی مکتب فکر سے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ قیام ملتان کے زمانہ میں طلباء مدرسہ قاسم العلوم لہذا عصر قلعہ پر چلے جاتے تھے خاز مغرب کا مسکنڈ کھڑا ہوا کہ قلعہ کی جملہ مساجد کے آئینہ بدعتی ہیں نماز یا جماعت ترک کر دی جاتے معاملہ استاذی مفتی محمود صاحب ملک پنچا۔ آپ نے فرمایا : یا جماعت نماز ادا کرو۔ اگرچہ امام بدعتی بھی ہو۔ طلباء نے حجت کی۔ بحث چل پڑی۔ مفتی صاحب نے اس حدیث اور اس کی سند پر بہترین بحث فرمائی صلوا خلف کل مسجد و خاجہ کسی نے کہا حضرت یہ فاجر نہیں مشرک ہیں۔ پس پھر کیا تھا جلال میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ کیا دین تم اس لئے پڑتے ہو کہ مخلوق خدا کو کفر و شرک کی تلوار سے ذبح کرتے پھر دم رب کی جنت کے ٹھیکیدار ہو۔ میرے اکابرین (دوبند) نے اس فرقہ دہلی سنت، پر کوئی فتویٰ فسق کے علاوہ نہیں دیا۔ میرا بھی یہی فتویٰ ہے؟“

(سیف حقانی مٹ)

تاریخ کرام : خود سے لائحہ فرمادیں اور دیکھیں ”علامہ“ صاحب کی سیف حقانی مٹ پر تحفظ انگریز۔ مٹ پر تو بین قرآن صلا پر خدا کی توہین۔ مٹ پر تو بین رسول وغیرہ کے ٹاپاک الزام غلط اور سراسر مبینی بر بغض و عناد ہیں یا نہیں، مفتی محمود صاحب خود اور بقول مفتی صاحب اکابرین دیر بند ہیں مسلمان سمجھتے ہیں ہماری اقتدار میں نمازیں ادا کرنے

کی امتیاز کرتے ہیں اور مشرک و کفر کا فتویٰ دینے والوں پر جلال آجاتا ہے۔ کیا مصنف سیف حقانی نے مذکورہ بالا قسم کے الزامات لگا کر اپنے اکابر و استاذہ کا خلاف نہ کیا۔ مصنف کی اس تحریر سے یہ واضح ہوا کہ سیف حقانی اکابر دیر بند کے طریقہ سے ہٹ کر کلمی گئی ہے۔ اب اس جملے آدمی سے کون پرچے کہ جناب ”علامہ“ جب آپ خود ہی اپنے اکابر کا خلاف کرتے ہیں تو دوسرا کون ان کی بات لے گا؟

### سیف حقانی

کے مصنف نے اپنی کتاب کو اگرچہ دس ابواب میں بند کیا ہے اور ہر اب کو علیحدہ علیحدہ عنوان دیا ہے۔ مگر کتاب کو از اول تا آخر دیکھتے چلے جاؤ کچھ دمی پکی پڑی اور تقریباً ہر باب میں تکفیر اور اپنے آقا انگریز کا رونا روایا ہے۔ ایک ہی بات کو بے مقصد و بے توسلگی لغافی کے سانچے میں ڈھال کر متعدد مقامات پر نقل کیا۔ بہر حال اس نے مجموعی طور پر اپنی جملہ خرافات کو دس ابواب میں بند کیا ہے۔ ہم اس کے جملہ ابواب میں بکھرے ہوئے الزامات کو چن کر صرف پانچ ابواب میں جواب عرض کریں گے۔ اور جس قدر ہیں اس نے خالہ جات و دلائل نقل کئے ہیں ان کا لازمی طور پر جواب دیں گے اور جو بازار کا لیاں بے بودہ الزامات، مسخرانہ خرافات ہیں ان کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔





## باب اول

oooooooooooo

### انگریزی پرستی

oooooooooooo

مصنف نے سب سے پہلے اپنے آقا انگریز کو یاد کیا ہے۔ علماء اہل سنت پر الزامات کے بہانے اپنے فرنگی و سر پرست کے نام کا وظیفہ چسپا ہے۔ کہیں نہ ہو اپنی سرکار برٹش کے احسانات عظمیٰ تو یہ قیام قیامت تک نہیں بھول سکتے۔ سرکار نے ان کو جن ناز برداریوں کے ساتھ پالا تھا یہ اسی کا حق نمک ہے۔ لہذا مصنف نے صراحت پر یہ زور دار سرخی جمائی ہے

علمیہ داران شیلیٹ کی عیاری | اس عنوان کے تحت مصنف نے بلا دلیل و ثبوت ایک وہمی خیالی کہانی اس انداز سے پیش کی کہ جیسے مصنف انگریزی حکومت کا پالیسی ساز یا مشیر خصوصی تھا کہ انگریز نے یوں کیا یوں کیا ایسی بات تو کوئی بندہ بارگاہ و مقرب خصوصی ہی بتا سکتا ہے۔ جملہ غرافات اپنی جگہ لیکن یہ بات ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ انگریز نے سوچا

آپ عیسائیت کے وہی مشرکان و عقائد اسلام کے نام پر چند نوکر پیشہ زرغینہ ملائق کے ذریعہ رسول عربی سے محبت کی آڑ میں پھیلاؤ؟ (سیف حقانی ص ۷)

کیا کوئی مسلمان رسول عربی سرکار مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کامل محبت کے بعد عیسائیت کو اپنا سکتا ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے جس قوم کو اُس کے مذہب سے برگشتہ کرنا ہوتا ہے اُس مذہب کے بانی کی عزت و عظمت اس کے دل سے تلف کی جاتی ہے کیونکہ مذہب کے بانی کا احترام نہ رہا تو اُس کے مذہب کا احترام کیا خاک ہے گا لیکن یہ عجیب بے ٹانگی پالیسی تھی کہ انگریز نے اسلام کو عیسائیت میں بدلنے کے لئے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت مسلمانوں کے قلوب میں جھانے کا اہتمام کیا۔

اولیٰ و بدمی کمو پڑی کی اس انہی منطق کو کون تسلیم کرے گا۔  
مارہرہ شریف اور بدالیوں | بے خبر و لاعلم مصنف نے اپنے اکابر کے احوال سے عدم واقفیت کے باعث بہر عنوان دل کی بھڑاس بھگائے کے لئے صراحت پر بلا دلیل و ثبوت یہ بھی لکھا ہے:

گدی نشینان مارہرہ انگریز بہادر کے وظیفہ خوار تھے خود اس آکر کار فرقہ کے پیش رو یعنی اپنے قبہ فضل رسول بدالیوں مولوی محمد صادق آنریری مجسٹریٹ جو بانیان تحریک میں سے بڑی غریبوں اور شہرتوں کے مالک ہیں انگریز بہادر تو اللہ نظر ہے سے بچائے ایسا گرویدہ ہوا کہ چار پشتوں تک آپ کے بعد آپ کی اولاد کے عشق میں مبتلا رہا۔ (ص ۷)

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے یہ کہہا ہے کہ

”جو کسی کو نہ سوچتی تھی وہ ہم .... جو سوچتی تھی“ (الاقا شادہ الیومیہ جلد ۳ ص ۳۳)

اگر مصنف سیف حقانی اس حکیم الامت صاحب کے پیار میں ان کو ایسی ہی سوچے گی جو کسی کو نہ سوچتی ہو اور پھر جہالت و عدم واقفیت کا یہ عالم ہے کہ گھر کی خبر نہیں۔ آستانہ عالیہ قادریہ مارہرہ شریف وہ عظیم آستانہ ہے جس کے گزشتہ نشین زبدۃ العارفین سیدی حضرت شاہ عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب یوں لکھتے ہیں اور رحمۃ اللہ علیہ مرحوم کھنکرا انکی بزرگی و ولایت کا اقرار کرتے ہیں

”محید و صاحب (اعلم حضرت فاضل بریلوی اے دادا پیر حضرت شاہ ہجرہ صاحب مرحوم و مغفور مارہروی“ (الشہاب الثاقب ص ۷)

”جناب شاہ ہجرہ رحمۃ اللہ علیہ“ (الشہاب الثاقب ص ۷)

مشہور دیوبندی کتاب دھماکہ ص ۷۲ پر لکھا ہے:

”مولانا محمد رضا خاں نے مارہرہ کے نامور بزرگ شاہ آل رسول سے ۱۲۹۳ھ میں بیعت کی“ (دھماکہ ص ۷۲)

اور غور خانوادہ قادریہ مرحوم و معلما اہل سنت مولانا شاہ فضل رسول قادری بدالیوں رحمۃ اللہ علیہ وہ ہیں جن کے متعلق بانی مدر دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے تاثرات



”سیدنا امام اکبر شہنشاہ تشریف فرما تھے کسی مجلس میں مولوی فضل رسول صاحب دہلوی کا ذکر چھڑ گیا..... میری زبان (یعنی امیر شاہ خان کی زبان) سے بجائے فضل رسول (امداد نجیب) فضل رسول (بھلاؤ بھلاؤ) نکل گیا۔ گویا ایک نقطہ کو فضل کے نقطہ سے ساقط کر کے امیر شاہ خان صاحب مولوی صاحب کو ایک ایسی جتنی قرار دے رہے تھے جو رسول کی امت کو رسول کی راہ اور سنت سے جدا کرنے میں معاون ثابت ہو رہی ہے ظاہر ہے کہ تقریباً یہ وہی خیال قابو دیوبند کی جماعت مولوی فضل رسول صاحب کے متعلق رکھتی ہے ان پر الزام ہی یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی جبکہ بدعت کی تردید سے دلچسپی رکھتے ہیں شاید خان صاحب سمجھے ہوئے تھے کہ ایک نقطہ کے رقبہ بدل سے جو نکتہ میں نے پیدا کیا ہے وہ سیدنا امام اکبر (نانوتوی صاحب) کی خوشنودی کا باعث ہوگا لیکن بالکل خلاف واقعہ سن رہے تھے کہ حضرت والا ان سے پوچھ رہے ہیں کہ لوگ ان کو (مولوی فضل رسول) کیسا کہتے ہیں۔ خان صاحب نے عرض کیا کہ فضل رسول کہتے ہیں۔ تب آپ (مولانا نانوتوی) نے فرمایا..... تم فضل رسول کیوں کہتے ہو؟“ (ارداد خلد ص ۲۴۵ حکایت ۲۴۵ دسواں قاسمی جلد اول ص ۲۴۵)

آج صدر مدرس دیوبند حسین احمد صاحب اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب ہوتے تو اپنے اس نالائق فرزند کی حیا باختہ باتوں پر نوحہ کناں ہوتے کہ اس نے شرافت اور آداب انسانیت کو بالاطلاق رکھ کر مارہرہ مطہرہ کے گدی نشینوں اور پیکر عشق رسول مولانا شاہ فضل رسول علیہ الرحمۃ کو کس بے دردی سے (معاذ اللہ) انگریز کا وظیفہ خوار وغیرہ قرار دیا۔ اور حیار کی آنکھ پر پٹی باندھ کر قطعاً کوئی حوالہ ثبوت میں پیش تک نہ کیا۔

مصنف نے یہی الزام ”لارڈ میکالے کے یقینی اصول“ کے زیر عنوان مسئلہ پر دہرایا ہے اور اپنے اس ناپاک الزام کے ثبوت میں دیوبندی طائفہ کے ماؤرن محافظ آغا عبد الکریم شورش کشمیری کو پیش کیا ہے۔ گویا الزام بھی اپنا اور ثبوت بھی اپنے گھر سے لکھتا ہے :

”محترم آغا عبد الکریم شورش صاحب ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے جس میں آپ نے برٹش لائبریری لندن کے حوالہ سے گورنمنٹ کی ان خفیہ رپورٹوں کی نشاندہی فرمائی ہے جس میں اس خانوادہ کے باوا آدم رضا خان صاحب اور ان کے پیش رو فضل رسول دہلوی پر ان کے معاصرین ہم مشرب مذہب فروشوں کے اسارگوامی گورنمنٹ کے آرکار کی حیثیت سے درج ہیں۔“ (سیف حقانی ص ۱۴۵)

حوالہ تو بہت زوردار ہے مگر ثبوت موجود ہی نہیں

۱۔ ”چٹان“ کا وہ کونسا پرچہ ہے شمارہ نمبر و تاریخ اور بعینہ الفاظ کیا ہیں یہ کچھ موجود نہیں ہیں اتنا ہے ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے۔ مصنف نے ایڈیٹر چٹان کا پرچہ لکھا ہے چٹان کا پرچہ نہیں لکھا۔ ممکن ہے کہ شورش صاحب نے کوئی پرچہ ان کو لکھ دیا ہو تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آوے۔ اگر پرچہ سے مراد مفت روزہ ”چٹان“ ہی مراد ہے تو یہ چٹان کو نسا پارہ ہے؟ کیونکہ مصنف خود عارف باللہ سیدی حضرت فتح محمد صاحب علیہ الرحمۃ کی تالیف ”بیع سابل شریف“ پر اعتراض کرتا ہوا مسئلہ پر خزانہ انداز میں لکھتا ہے کہ بیع سابل کن سا پارہ ہے۔ اب مصنف خود بتائے کہ یہ ”چٹان“ کونسا پارہ ہے۔؟

۲۔ پھر شورش کشمیری جو اپنی مغربی و فرنگی شکل و صورت اور کردار کے اعتبار سے اور ذہنی و فکری اعتبار سے خود انگریز مردود کی غلامی میں جکڑا ہوا ہے وہ سیدنا اعظم حضرت شاہ فضل رسول دہلوی جیسے عشاق رسول پر کس طرح انگریز کی آکھ کا کیا وظیفہ خوری کا ناپاک الزام لگا سکتا ہے جس دیوبندی مجاہد کا سارا جہاد عظیم سنت رسول و اہمی کے منڈانے اور صفایا کرنے کے لئے وقت تقا وہ اعظم حضرت اور مولانا شاہ فضل رسول جیسے علمبرداران سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کس طرح منہ آسکتا ہے؟

۳۔ باقی رہی خفیہ رپورٹوں کی نشاندہی وہی کر سکتا ہے جو خود انگریز کا خصوصی معتد اور جدی پشتی ایجنٹ ہو۔ جب وہ رپورٹیں تھیں ہی خفیہ (اور دیوبندی بظاہر انگریز دشمنی کا دعویٰ کرتے ہیں) تو پھر انگریزوں نے اپنی خفیہ رپورٹیں اپنے دشمنوں کو



کس طرح دکھادیں؟ خفیہ رپورٹیں وہی دیکھ سکتا ہے جو مقرب خاص ہو اور منظور نظر ہو۔ بات دراصل یہ ہے کہ انگریز بڑا عیار ہے اور یہ لوگ ان کے ایجنٹ و معتد خصوصی ہیں ممکن ہے اس نے اپنے ایجنٹ شورش کے ذریعہ دیوبندیت کی مردہ نقش میں جان ڈالنے اور اپنے قدیم دشمنوں (سنی بریلوی علماء) کے خلاف آخری وار کے طور پر وہاں کسی جعلی رپورٹ کی نقل شورش کو دیکر اپنے دشمنوں کو اپنا ایجنٹ کہہ کر ہذا نام کرنے کی ناپاک سعی کی ہو۔ اگر فی الواقع علماء اہل سنت انگریز کے ایجنٹ ہوتے تو خفیہ رپورٹوں کی نقل شورش کو نہ ملتی۔ دشمنوں کو کوئی خفیہ رپورٹوں کی نقل دے۔ یہ کوئی عقل میں آنے والی بات نہیں جس طرح یہ عقل میں آنے والی بات نہیں کہ انگریز زرخیز ملاؤں کے ذریعہ رسول عربی کی محبت کی آویں عیسائیت پھیلانا چاہتا تھا کوئی بھی شخص مقامی ہوش و حواس ایسی باتیں نہیں کرتا۔

۴۔ اور پھر سوچنے کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کیا گرنٹ کی "خفیہ رپورٹیں" بطور کائنات یا عام مطالعہ کے لئے لائبریریوں میں رکھی جاتی ہیں مصنف سیف حقانی نے یہ بھی لکھا ہے — کہ آغا عبد العزیز شورش نے یہ خفیہ رپورٹیں برٹش لائبریری لندن سے حاصل کی ہیں — جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی اور پھر اس کو کیا کہیے کہ مصنف سیف حقانی اپنے منہ پر غرور طمانچہ مارتے ہوئے لکھتا ہے:

"مسلمانان ہند جو انگریزوں کی آمد سے قبل بھی مختلف مذہبی و سیاسی گروپوں میں بٹے ہوئے تھے اور کسی حد تک گامو گاہے باہم گریہ میکار ہوتے رہتے تھے۔"  
(سیف حقانی ص ۹۵)

جب اختلاف پہلے بھی تھا تو پھر یہ الزام کیسا کہ علماء اہل سنت کو انگریزوں نے آگ کا ہنار تفریق بین المسلمین کا کام کرایا وغیرہ۔ کچھ تو شرم چاہیے۔

مصنف سیف حقانی کے پاس اگر انگریز دوستی کا یہی ثبوت ہے کہ

"دیکھو علماء ارشاد القادری کا مرکزی دفتر لندن میں ہے۔" (سیف حقانی ص ۱۰۰)

ہم کہیں گے کہ جناب انگریز کے آگ کاروں جانتاروں اور قدیم فطیہ خواروں دیوبندی

قانون کا مرکز بھی لندن ہے۔ اور دیوبندیوں کی مرکزی تنظیم انجمن خدام التوحید والسنۃ برمنگھم برطانیہ میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو "دھماکہ" ص ۲۲

لارڈ میکالے کی تعلیمی پالیسی بیان کرتے ہوئے مصنف سیف حقانی نے یہ منطقی بھی ماری ہے کہ اس کا یہ مقصد بھی تھا۔

"علماء عوام سے کٹ جائیں گے تو عوام عیسائیت کے جال سے مانوس ہوں گے۔"  
(سیف حقانی ص ۱۰۰)

یہ بھی خوب! مصنف ص ۱۰۰ پر تو انگریز کی پالیسی یہ بتاتا ہے کہ اس نے رسول عربی کی محبت کی آویں عیسائیت کے مشترکاً نہ عقائد پھیلانے اور یہاں لارڈ میکالے کی یہ پالیسی بیان ہو رہی ہے کہ علماء عوام سے کٹ جائیں گے تو عوام عیسائیت کے جال میں پھنس جائیں گے کیونکہ رسول عربی سرکار مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تو عیسائیت کے مشترکاً نہ عقائد اپنانے کا سبب بنتی ہے اور دیوبندی علماء کا تعلق اور ان کی محبت عیسائیت کے جال سے مانوس نہیں ہونے دیتا۔ گویا محبت و عقیدت رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے دیوبندی علماء سے ہونی چاہیے

۵۔ الٹی سیمہ سی کہ بھی ایسی خدا نہ دے  
دے آدمی کو موت پر یہ بد اواز دے

باقی رہا دارالسلام کا مسئلہ کہ امام اہل سنت سیدی اعظم فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے یہ فرمایا کہ ہاں ہندوستان بفضلہ تعالیٰ دارالسلام ہے تو یہ بھی مصنف کی بے خبری ہے کاش وہ اپنے اکابر میں سے متناوی صاحب اور گنگوہی صاحب کی کتب کا بغور مطالعہ کرتا اور پھر دارالسلام کہنے کے جرم میں اعظم فاضل قدس سرہ العزیز پر انگریز کا حق ادا کرنے کا ناپاک الزام عائد کرتا۔ ہم ابھی اس مسئلہ پر مفصل گفتگو کریں گے کہ مصنف کے دانت کھٹے ہو جائیں گے۔

مصنف نے داعیان شلیٹ کی ترجمانی کرتے

ہوئے ص ۹۰ پر لکھا ہے:

داعیان شلیٹ کی ترجمانی



”رضا خانی فرقہ شلیٹ کا داعی اور مسیحیت کا خوش چین ہے یہ کوئی الزام نہیں اور نہ محض بدنام کرنا مقصود ہے۔“ (سیف حقانی ص ۹)

ہم نے کہا حضرت ثبوت؟ فرمایا: ثبوت تو رشتہ گلوہی کے ساتھ دفن کر دیا تھا۔ مان جاؤ ہم جو کہہ رہے ہیں۔ یہ کوئی الزام نہیں نہ محض بدنام کرنا مقصود۔ ہم نے کہا: آپ جو کہتے ہیں وہی آسانی تھوڑا ہی ہے اور کچھ نہیں تو شیعی کے بھائی شورش سے ہی ثابت کر دو شیعی انگریز سے مرزا قادیانی مردود کے لئے خبریں دے رہا تھا۔ اور شورش دیوبندیوں کے لئے برٹش لائبریری لندن سے خفیہ رپورٹیں ملے آتا تھا مگر شورش بھی برٹش لائبریری ہی سے سہی کچھ حوالہ کر بیان کرے کہ لارڈ میکالے نے اس کے ہاتھ کیا کہا بھیجیے۔ شورش کا شیعی نے تو مصنف کے استاد مفتی محمود اور غلام غوث ہزاروی کے متعلق یہ بھی کہا ہے

”بظاہر مفتی و علامہ بابا طعن دوم ڈھاری میں

انہیں نزدیک آکر دیکھ لو پتے مداری میں۔ دہلی ۱۳۱۳ھ  
ہم حیران ہیں کہ مصنف سیف حقانی نے ص ۱۲۱ علامہ داران شلیٹ کی عیاری اور ص ۱۲۲ تحفظ انگریز کا جذبہ صداقت ایمان کا پہلا رکن ہے“ اور پھر ص ۱۲۳ ”مٹا باب پنجم“ داعیان شلیٹ۔ ایک حوالہ بھی ایسا نقل نہیں کیا جس سے حضرت مخدوم العلماء مولانا شاہ فضل رسول صاحب قادری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ و سیدنا امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعظم حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ یا کسی بھی سنی بریلوی عالم دین یا شیخ طریقت کا انگریز مردود سے کوئی تعلق و ربط ثابت ہوتا ہو۔ مصنف نے ص ۱۲۱ اقسام کی لن ترانیوں سے کام لیا ہے لیکن اس کے پاس اپنے دعویٰ کے ثبوت میں قطعاً کوئی دلیل نہیں۔ زبانی کلامی باتوں اور محض دعاوی سے کام چلایا ہے یا پھر کہیں پانانی اور جوڑوڑ کا سہارا لیا ہے کہ انگریز یہ چاہتا تھا اور وہ چاہتا تھا۔ رضا خانی دین کا اخذ مسیحیت ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس سادگی پر کون نہ مر جائے اسے خدا

لاتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

معلوم ہوتا ہے کہ سیف حقانی کا مصنف جو ”علامہ“ بھی ہے درجہ دوم کا

افسانہ نویس ہے۔ سیف حقانی انسانی طرز پر لکھی گئی اور کچھ نہیں تو ص ۱۲۲ ”تحفظ انگریز کا جذبہ صداقت ایمان کا پہلا رکن“ کے زیر عنوان یوں لکھا کہ

”فرقہ خالص اہل سنت کے ایمان کی اساس انگریز کا تحفظ ہے حاشا و کلا یہ کوئی الزام محض نہیں بلکہ تاریخی حقیقت ہے“

اگر کوئی پوچھے جناب آپ کے اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے فوراً تملکا کر جواب ارشاد ہوتا ہے:

”جو لوگ (علامہ دیوبند) علمی و عملی میدان میں انگریز کے خلاف تھے اور اپنی جملہ قوتوں کو مجتمع و یکجا کر کے اس غیبت پر دے کو سرخ و بریں سے اکھاڑ دینا چاہتے تھے تو اس فرقہ (اہل سنت) کے پیش رو یعنی مولوی فضل رسول دہلوی اور ان کے ہم عمر گدی نشینان مارہرہ دہلوی اور نوابان مارہرہ دہلوی نیز آئری جمشیرٹ مولوی محمد صادق صاحب مالک صبح صادق پریس سیتاپور اور خطاب یافتہ سب مل کر ان مجاہدین سبیل اللہ کے خلاف و باہیت کے فتوے لگانے میں معروف تھے لطف یہ کہ فتوے لگاتے والے کون تھے انگریز کے پیسے پر پٹنے والے..... الخ

اب جناب مصنف کو کون بتاتے کہ و باہیت کا الزام صرف علماء اہل سنت یا حضرات مشائخ طریقت گدی نشینان مارہرہ شریف دہلویوں ہی نے نہ لگایا تھا بلکہ دیوبندی و بابی تو خود و باہیت پر فخر کرتے تھے اور اعلانیہ و باہیت کا اظہار کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی:

”جی دنوں تھانوی صاحب کانپور مدرسہ جامع العلوم میں مدرس تھے..... مغل کی کچھ عورتیں فاتحہ کرانے کے لئے مٹھائی بیکر آئیں۔ تھانوی صاحب کے طلباء نے فاتحہ دینے کی بجائے مٹھائی لے کر خود کھائی اس پر بڑا ہنگامہ ہوا۔ تھانوی صاحب کو خبر ہوئی تو وہ آئے اور انہوں نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

”بھائی! یہاں دہلوی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لئے کچھ دست لایا کرو“

(در شرف السوانح ص ۱۰۱)



مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی :

تو دہابیت پر اس قدر فریفتہ تھے کہ دہابیت کے لفظ سے انہیں جنون کی حد تک عشق تھا فرماتے ہیں :

”محمد بن عبدالوہاب کے معتقدین کو دہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔“  
(فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۱۱۱)

مولوی منظور سنبھلی :

مشہور دیوبندی مناظر مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان کہتے ہیں :

”ہم خود اپنے بارہ میں بھی بڑی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سنت و دہابی ہیں۔“  
(سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی ص ۱۱۱)

مولوی محمد زکریا صاحب :

”مولوی صاحب ! میں خود تم سے بڑا دہابی ہوں۔“ (سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی ص ۱۱۳)

اب مصنف سیف حقائق بتائے کہ اس کے اکابر جو خود کو برلا دہابی و دہابی کہہ رہے ہیں انہوں نے انگریز سے کتنے پیسے لئے تھے ؟ اگر نہیں تو کم از کم اتنا تو ارشاد فرمائیں کہ جب اکابر دیوبند خود کو دہابی کہنے میں ایک فخر محسوس کرتے ہیں اگر علماء اہل سنت نے انہیں دہابی کہہ دیا تو کون سا جرم کیا ؟ جب وہ ہیں ہی دہابی تو دہابی کہا جائے گا بجا و جہاں انگریز کے اشارہ پر ہم نے تمہیں مرزائی قادیانی تو نہیں کہہ دیا۔

دہابیت سازی کیلئے تھانوی کی بیقراری

مصنف سیف حقائق اکابرین اہل سنت پر یہ ناپاک الزام عائد کرتا ہے کہ انہوں نے انگریز سے پیسے لیکر اکابر دیوبند پر دہابیت کے فتوے لگائے حالانکہ دیوبندی حکیم الامت جناب اشرف علی صاحب تھانوی کا ذوق دہابیت سازی اور اشاعت دہابیت کے لئے بیقراری یہاں تک تھی۔ فرماتے ہیں :

”مگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو تو سب کی تنخواہ کروں پھر لوگ خود ہی دہابی بن جائیں۔“ (الافتاوات الیومیہ جلد ۵ ص ۱۱۱)

اگر انگریز تھانوی صاحب کو دس ہزار روپیہ عنایت فرما دیتے تو وہ سب کی تنخواہ کر دیتے اور لوگ خود ہی دہابی ہو جاتے مگر افسوس کہ تھانوی صاحب کو انگریزوں نے صرف چھ سو روپیہ ماہوار دیا لہذا وہ محدود تعداد میں لوگوں کو دہابی بنا سکے اور یہ چھ سو روپیہ ماہوار والی بات بھی حریف شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی نے اپنے مد مقابل انگریز شیخ الاسلام مولوی حسین احمد صاحب ”مدنی“ اور اراکین جمعیت العلماء ہند کو جواب دیتے ہوئے خود ہی کھول دی۔ فرماتے ہیں :

”دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ حسین احمد وغیرہ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنگینا کہ ان کو چھ سو روپیہ حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔“  
(مکاتلہ الصمدین ص ۱۱۱)

بتائیے جناب ! انگریزوں سے پیسہ لیکر تو جناب تھانوی صاحب لوگوں کو دہابی بنا رہے تھے لیکن الزام ہمارے اکابر کو دیا جا رہا ہے کہ ہم انگریز سے پیسہ لیکر ان پر دہابیت کے فتوے لگاتے تھے (لَعَنَہُ اللہُ عَنہُ اَصْحَابُہِیْنَ)

مصنف سیف حقائق نے تحفظ انگریز کے ذیل میں اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں کہ مولانا فضل رسول صاحب بدائی اور گدی نشینان مارہرہ و بدالیوں انگریز سے پیسے لیکر اکابر دیوبند پر دہابیت کے فتوے لگاتے تھے۔ مولانا شاہ ضیاء القادری بدالیونی مرحوم کی سوانح مولانا فضل رسول اکل التایخ ص ۱۱۱ و ص ۱۱۵ کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ

”مگر معاش نے عرصہ تک کسی ہندو راجہ کی درباری کائی پھر حکام وقت (انگریز) اور دہلیان ملک (راجہ نواب جو انگریز کے ایجنٹ تھے) آپ کی خدمات کو سراہی کا مومن کی انجام دہی کے لئے مانگنا چاہا پہلے مفتی پھر مرشد واری کے عہدے پر فائز رہے۔“

تاریخ کرام کے لئے لکھنؤ کیسے کہ مصنف کی نقل کردہ محد دو بریکٹ کے اضافہ شدہ الفاظ کے یہ تین سطر عبارت سوانح فضل رسول اکل التایخ ص ۱۱۱ و ص ۱۱۵ کا خلاصہ ہے جو اس نے جوڑ توڑ کے ذریعہ تیار کیا اور عبارت کے درمیان بصورت بریکٹ



انگریز اور راجے نواب جو انگریز کے ایجنٹ تھے کا اضافہ کر کے عبارت کا حلیہ تبدیل کیا اور غلط معنی پہنچا کر علماء دیوبند کی انگریز پرستی پر پردہ ڈالا۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ عبارت بعینہ اکل التاریخ میں ہے ہی نہیں۔ مصنف نے کمال جلد سازی سے جوڑ توڑ کے ذریعہ یہ چوں چوں کا مرتبہ تیار کیا ہے کیوں نہ ہو جبکہ خود بانی مدرسہ دیوبند جناب مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جوڑ توڑ کا کھیل کھیتے تھے۔ ملاحظہ ہو سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۱۱۰۔ مصنف نے کمال بے حیائی سے حکام وقت سے مراد انگریز کیا ہے اور والیان ملک (ریاست) سے مراد راجے اور نواب جو انگریز کے ایجنٹ تھے مراد لئے ہیں اور اس جملہ کو بھی بریکٹ میں بند کر کے عبارت کا مفہوم تبدیل کیا ہے۔ حالانکہ حکام وقت اس وقت منغلیہ خاندان کے افراد تھے اور والیان ملک (ریاست) مسلمان نواب صاحبان تھے نہ کہ انگریز مردود یا اس کے ایجنٹ وغیرہ۔ اور پھر خیانت شدہ اس عبارت میں یہ کہیں موجود نہیں کہ مولانا شاہ فضل رسول قدس سرہ یا مشائخ کرام مارہرہ شریف و بدایوں نے انگریزی حکومت کو اپنی رحمدل و بے ریا گورنمنٹ قرار دیا یا انگریزوں کے خلاف جہاد نہ کرنے کا فتویٰ دیا ہو۔ جیسا کہ ہم اسی باب میں اکابر دیوبند سے بحوالہ کتب ثابت کریں گے۔ اس کے بعد ”روشن مستقبل“ ص ۱۹ و ص ۲۰ کا حوالہ اگرچہ خیانت شدہ ہے لیکن ہمارے خلاف نہیں اس کا اطلاق خود علماء دیوبند پر ہوتا ہے کیونکہ وہی سرکار برٹش سے وظیفے اور تنخواہیں وصول کرتے تھے۔ اس کے بعد مصنف نے پھر دوبارہ ص ۲۱ ہی پر پرتہ روپیہ یرمیدہ کی بات کی سچو بعد میں گھٹ کر گیارہ روپیہ ہو گیا اور بعد میں یہ گیارہ روپیہ آپس کے بیٹے مولانا عبدالقادر بدایونی اور پھر ان کے بعد عبدالمتنبر پھر فرزند ثانی عبدالقدیر کو ملتا رہا اس کے حوالہ کے طور پر مصنف نے صرف یہ لکھا ہے دیکھئے اکل التاریخ۔ حالانکہ مصنف سیف حقانی نے حوالہ کے بعینہ الفاظ نقل نہیں کئے کیونکہ ایسا ہوتا تو اس کی بے ایمانی کا راز منکشف ہو جاتا مگر اس حوالہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ یہ ریاست حیدر آباد وکن سے مقرر ہوئے تھے نہ انگریز مردود سے اور حیدر آباد وکن کے حکمران مسلمان تھے۔ مذکورہ بالا الزام کے اختتام پر مصنف نے یہ کہا دیکھئے اکل التاریخ مگر دوسرے ہی سانس میں یہ

الزام بھی دھرم مارا کہ

”مارہرہ کے گدی نشینوں کے لئے بھی وظائف مقرر رہے“

اس کا قطعاً کوئی حوالہ بیان نہیں کیا گیا۔ اگر مارہرہ شریف کے مشائخ کرام ایسے ہی تھے تو صدر دیوبند حسین احمد صاحب انہیں حضرت اور رحمۃ اللہ علیہ اور دیوبندی دھماکہ کے مصنف نے نامور بزرگ کہہ کر کیوں ذکر کیا جیسا کہ ہم پہلے ”الشہاب الثاقب“ لہذا دھماکہ کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں۔ گویا دیوبندیوں کے مسئلہ ولی اور نامور بزرگ جن کو وہ جوتہ آ علیہ بھی کہتے ہیں وہ انگریز کے وظیفہ خوار تھے۔ علاوہ انہیں مصنف نے ص ۲۲ پر بھی لکھا ہے کہ

”بدایوں۔ بریلی۔ مارہرہ و علی پور انگریز کے پیشہ بان تھے“

مگر اس کا حوالہ برائے نام اور جوڑ توڑ شدہ بھی موجود نہیں۔ ص ۲۱ کے پھر دوبارہ ص ۲۲ پر مسئلہ دارالسلام پر کلام کیا ہے اور احکام شریعت حقہ دوم ص ۲۱ کا حوالہ دیا ہے اس پر ہم اسی باب میں مفصل معروضات پیش کرتے دالے ہیں۔ دارالسلام کے متعلق تھانوی صاحب، گنگوہی صاحب، نانوتوی صاحب، محمود الحسن صاحب، حسین احمد صاحب اس کی خرافات کی زد میں آتے ہیں۔ اور ہم اس مسئلہ کو عنقریب مدلل بیان کر رہے ہیں جیسا کہ ہم نے ابھی پیچھے وعدہ کیا ہے۔

”حسام الحرمین“ کی ضربات قاہرہ اہل علم سے حقیقت مخفی نہیں کہ امام اہلسنت سیدنا علامہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم تصنیف کی ضربات قاہرہ سے مرتدین زمانہ تڑپ رہے ہیں جسک رہے ہیں۔ حسام الحرمین کا کس کے پاس کیا جواب ہے۔ بے چارے خلیل احمد انیسویں سے لیکر حسین احمد تک شوکرین کھائے حسام الحرمین کا جواب نہ بن پڑا تو ”علامہ“ صاحب کس کی بیٹھ ہیں جو حسام الحرمین پر جم کر کلام کر سکے۔ اور کچھ نہیں تو اپنے ناوالانہ انداز میں اس پر بھی عادت سے مجبوری کے باعث ص ۲۱ و ص ۲۲ پر یہ ذلیل تبصرہ کر ڈالا

”مشرک و عتقاد و اعمال پر اصرار ہونے لگا اس لئے علوم نبوت کے فیض یافتہ یقیناً



بتائیے یہ بازاری بکواس خاص مرثیہ انداز حسام الحرمین شریف کی کس بات کا جواب ہے۔ جاہل علماء کی جرات دیکھو قوم کو جاہل بتا رہا ہے اور خود جہالت کے اندھے کوئیں میں پڑا ہے۔ اپنے کو خلاصہ کائنات سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن اور اولیاء کا مخالف نہ ہونے کا پرچار بھی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اندرونی بخار کی یہ حالت ہے کہ سرور دو جہاں خلاصہ کائنات پر صلی اللہ علیہ وسلم کا درود شریف اور حضرات اولیاء کرام کو فقط بازاری انداز میں اولیاء نکھتا ہے اور قدس سرہ یا رحمۃ اللہ علیہ قسم کا لفظ نکھنے کا بھی روادار نہیں اور کانگرس کے ایجنٹ اور مدرسہ دیوبند کے صدر کی باری آتی ہے تو مش پر حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مفتی رحمۃ اللہ علیہ نکھتا ہے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام پر درود شریف اور اولیاء کرام کے نام گرامی کے ساتھ حضرت یا رحمۃ اللہ علیہ نکھنے کی بھی توفیق نہیں حتیٰ کہ حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی ذات گرامی کو صلاً پر عامیانہ انداز میں بے چارے عبد القادر نکھتا ہے نہ پہلے کلمہ تعظیم نہ آخر میں کلمہ دعا اور گاندھی و نہرو کے پٹھو کانگرس کے ایجنٹ دیوبند کے صدر کو ایک سانس میں دو دو بار حضرت حضرت اور شیخ العرب والعجم و شیخ الاسلام نکھتا ہے ملاحظہ ہو مش۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں کہ ان کے ناپاک دل اور پلید ذہن میں حقارت انبیاء کرام و اولیاء عظام علیہم السلام و قدس است اسرار ہم سے زیادہ کانگرس کی کٹھ پتلی علماء کا زیادہ اور بہت زیادہ احترام ہے۔

اگر ان کے اس اندرونی بخار سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات اولیاء کرام قدس سرہ امراہم سے بغض و عناد کے طیر یا کاشیکو لگایا جائے تو چمٹاتے ہیں تکفیر ہوگئی تکفیر ہوگئی تکفیر ہوگئی تو جمعی ہوئی ہے جب محبوبان خدا انبیاء و رسل علیہم السلام کے بغض و عناد توہین و تنقیض کی تیغ ہو۔ بغض و عناد توہین و تنقیض کی تیغ نہ ہو تو تکفیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور پھر ————— ع جاوہ وہ جو سر چڑھ کر بولے

مصنف اپنے ص ۹۷ کے مضمون میں ہمیں اپنے دُغم باطل میں انگریز مردود کا وظیفہ خوار وغیرہ بھی ثابت کرنا چاہتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھتا ہے کہ دربریوی کہتے ہیں، جہاں کرنا بھی ہے تو ان (دربندیوں و بابیوں) کے خلاف کرو انگریز تو صرف کافر ہے اور یہ کافر کے ساتھ دہائی بھی ہیں۔ — یہاں مصنف اعتراف کرتا ہے کہ ہم اہل سنت انگریزوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس کے اپنے قلم سے یہ ثابت ہو گیا۔ اب جو چاہے بکتا پھرے دماغی توازن درست نہ ہو تو ایسا ہی ہوتا ہے اور پھر جس حسام الحرمین کی بنیاد پر یہ گفتگو شروع کی وہ بات "حسام الحرمین شریف" میں ہے ہی نہیں۔ الفاظ تو کیا اس قسم کے معانی و مفہوم کی بھی کوئی بات حسام الحرمین میں نہیں ہے۔

کذب گوئی کو سمجھ رکھا ہے معیار کمال  
ہرے بتاؤ بے کمال اکیلا یہی تہذیب ہے

لارڈ میکالے کے اصول

سیف عقائی کا مصنف ہے ربط لکھتا چلا گیا ہے کسی عنوان و موضوع کو مد نظر رکھ کر ترتیب وار نہیں لکھا

مثلاً: پر لارڈ میکالے کے بقیہ اصول کے موضوع پر لکھا ہے لیکن بغیر عنوان قائم کئے اس موضوع پر مثلاً پر بھی لکھ چکا ہے۔ الغرض موضوع خواہ کچھ ہی ہو جب بھی لکھا اس کو یاد آیا ہے موقع ہی سہی نقل کر دیا۔ اس لئے ہمیں اس کے مختلف النوع الزامات کے باب باندھنے میں دشواری ہو رہی ہے متعدد مقام ایسے ہیں ایک ہی بات کا بار بار اعادہ کیا گیا اور اس کے اپنے بقول اس التزام اور تکرار سے اس کا جی متلا نے نہیں لگا مثلاً پر رضا خان غنی عقائد و اعمال کے زیر عنوان لکھا ہے لیکن یہی بات



دوسرے باب میں کرچکا ہے۔ بہر حال اس نے لارڈ میکالے کے اصولوں کے ٹکڑے کر کے دو جگہ نقل کئے ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم ص ۱۱۱ و ص ۱۱۲ پر مذکور لارڈ میکالے کے اصولوں کا ایک ہی جگہ جواب عرض کرتے ہیں۔ مصنف کے لارڈ میکالے کے اصول یہ ہیں

۱۔ ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترویج خواہ عیسائیت کے نام سے یا کسی اور نام سے۔

۲۔ ہندوستان میں لاندہیت کا فروغ خصوصاً مسلمانوں میں کہ اگر عیسائی مذہب میں تو مسلمان بھی نہ رہیں۔

۳۔ مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت تیار کرنا جو بظاہر مسلمان اور باطن گورنمنٹ انگلیش کی وفادار ہو جو حاکم اور رعایا میں ترجمان کا کام دے۔

(ص ۱۱۱ و ص ۱۱۲ سیف حقانی بحوالہ روشن مستقبل)

ہنری ہزنگٹن خامس اپنے رسالے ہندوستان میں گزشتہ ہفتاوت اور ہماری آئندہ پالیسی میں انہی تین اصولوں کو بنیادی پالیسی قرار دیتے ہیں۔ مقام شکریہ کہ موصوفہ الذکر اصول کے متعلق تو اس نے خود فیصلہ کر دیا کہ

”تیسرے اصول کے لئے سرسید آگے آئے اور آج پوری ایک صدی گزرنے کے بعد تو یہ بات عیاں ہو گئی ہے کہ انگریزی حکومت کی آپ (سرسید) نے عظیم خدمات انجام دی ہیں۔“ (ص ۱۱۱ سیف حقانی)

اس موقع پر ہم مصنف مزاج قارئین کو یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ

”سرسید احمد خاں صاحب بقول ”مولانا“ عبید اللہ سندھی مولانا مملوک العلی نائٹوی کے تلامذہ ہیں۔“ (ص ۱۱۱ کتاب مولانا محمد حسن نائٹوی ص ۱۸)

”مولانا“ عبید اللہ کی اس روایت کے مطابق سرسید صاحب اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نائٹوی آپس میں استاذ بھائی ہوئے کیونکہ مولوی محمد قاسم صاحب نائٹوی نے بھی ان ہی ”مولانا“ مملوک العلی سے تعلیم حاصل کی تھی۔

(سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۲۲ و ص ۱۲۳)

جب یہ ثابت ہو گیا کہ سرسید احمد خاں اور محمد قاسم نائٹوی صاحب آپس میں استاذ بھائی تھے تو اب مصنف سیف حقانی کی زبانی سرسید کی لاندہیت اور انگریز پرستی کا ایک زتلے وار حوالہ بھی سن لیجئے لکھتا ہے

”سروہیم میور نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح انگریزی میں تحریر کی جس میں اسلام، قرآن، حدیث، تفسیر اور علماء اُمت حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر بے پناہ اور بھونڈے اعتراض کئے اور دل کھول کر مسلمانوں کی دل آزاری کی۔ اب لغف دیکھتے سرسید نے دفاع اسلام کے نام سے اردو میں اس کے جوابات خطبات احمدیہ میں دیئے۔ اس آڑ میں انگریزی سے نا بلند ہندوستانیوں تک میور کا نکتہ نگاہ (سرسید) پہنچا دیا۔ دوسری طرف جوابات بھی ایسے کہ اصل اعتراضات کے سمیت سے بڑھ کر خطرناک۔ یوں (سرسید نے) لاندہیت کو مذہب کے نام پر اور طرف داری کے رنگ میں پیش کر کے انگریز کی پالیسی کا باحن وجہ حق ادا کیا۔“ (سیف حقانی ص ۱۱۱ و ص ۱۱۲)

مصنف سیف حقانی کے اس قول سے سرسید کی بدعتیہ کی واضح ہے کہ

۱۔ سرسید نے سروہیم میور کا نکتہ نگاہ ہندوستانیوں تک پہنچایا۔

۲۔ اسلام، قرآن و حدیث و تفسیر اور علماء اُمت حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر میور کے بے پناہ اور بھونڈے اعتراضات کا ایسا جواب دیا جو اصل (اعتراضات) سے بھی بڑھ کر خطرناک تھا۔

۳۔ سرسید نے یوں انگریز کی پالیسی کا حق ادا کیا۔

خدا ہر جو شخص ایسا ہے یقیناً اس کا اسلام اور پیغمبر اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بات مصنف کہنے کو تو کہہ گیا کیونکہ اپنی بلا سرسید کے سر ڈالنی اور اپنے اکابر کو ”چکانا تھا مگر اس کو کیا کہیں۔ اسی سرسید کو جو اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خطرناک اور بھونڈے اعتراضات کرنے والا اور انگریزی پالیسی کا ناشر و مبلغ تھا علماء دیوبند مسلمان سمجھتے ہیں اور اس کو فخریہ سرسید احمد خاں مرحوم کہتے ہیں مرحوم یعنی



جناب الہی سے رسم کئے گئے۔ ملاحظہ ہو سوانح قاسمی جلد اول ص ۹۵ و ص ۱۰۲ مصنف مناظر احسن گیلانی و مصدق مولوی حسین احمد صاحب ”مدنی“ صدر دیوبند۔

**بانی مدرسہ دیوبند اور سرسید** | بقول مولانا عبید اللہ سندھی مولوی محمد قاسم نانوتوی اور سرسید احمد خاں آپس میں استاد بھائی تھے اور دونوں ہی ”مولانا“ ملوک العلوی نانوتوی کے شاگرد تھے۔ (مولانا احسن نانوتوی ص ۱۵۱) انگریزی پالیسی کے مبلغ و ناشر کوغریہ دعائیہ کلمات کے ساتھ مرحوم لکھنا کیا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ اندرون خانہ آپس میں ایک ہی کچھ ہیں۔ اور سرسید علی گڑھی صاحب اور ان میں ذہنی و فکری ہم آہنگی موجود ہے مگر مصنف سیف مقانی بڑی صفائی سے خود کو پچا کر ساری بلا سرسید کے سر ڈال رہے ہیں۔

**”علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گورنمنٹ“ کی رپورٹ** | سرسید احمد خاں اور مولوی محمد قاسم نانوتوی میں کتنی گہری موافقت و ہم آہنگی تھی اس کا پتہ سرسید احمد خاں کے رسالہ ”علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گورنمنٹ“ کے اس مضمون سے لگتا ہے جو انہوں نے ۲۴-۱۰ اپریل ۱۸۷۷ء کی اشاعت میں لکھا جس میں سرسید احمد خاں نے مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی قصیدہ خوانی کی اور پھر نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند نے سرسید احمد خاں کو لکھا ”ہاں اس میں کچھ شک نہیں کہ سنی سنائی سید صاحب (سرسید) کی اولوالعزمی اور دیندہ مندی اہل اسلام کا مستند ہوں اور اس وجہ سے ان کی نسبت اظہار محبت کر دینا تو بیکار ہے۔“ اس کا انکار اور کوئی تاویل اس لئے ممکن نہیں کہ یہ مضمون سوانح قاسمی جلد سوم ص ۱۵۱ پر نقل کیا گیا جس کی سرخی یہ ہے ”حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سرسید مرحوم کی نظر میں“ یہاں بھی سرسید کو مرحوم لکھا ہے۔ ہم مصنف سیف مقانی کو یہ کہہ کر بھاگنے نہیں دیں گے کہ جی یہ مضمون سرسید نے خود اپنے رسالہ میں لکھا ہے۔ بلکہ یہ مضمون سوانح قاسمی جلد ۳ کے علاوہ رسالہ ”دارالعلوم“ دیوبند کی جمادی الاولیٰ ۱۲۹۶ھ کی اشاعت میں بھی موجود ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ سرسید نے کہا ”دیوبند کا مدرسہ ان (مولوی نانوتوی) کی ایک نہایت عمدہ یادگار

ہے۔ سب لوگوں کا فرض ہے کہ ایسی کوششیں کریں کہ وہ مدرسہ ہمیشہ قائم اور مستقل رہے۔“ ثنابت ہوا دونوں ایک ہی کچھ تھے اور لارڈ میکالے کے اصولوں کے علمبردار تھے۔

**پُر اسرار راز** | مصنف سیف مقانی نے لارڈ میکالے کے جو اصول بیان کئے اس میں ایک پُر اسرار راز اور اہم معنی خیز بات ہے۔ مصنف نے سرسید صاحب کا نام لیکر جان بچانے کی کوشش کی ہے۔ لارڈ میکالے کے تیسرے اصول میں یہ مذکور ہے۔

”مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت تیار کرنا جو بقا ہر مسلمان اور باطن گورنمنٹ انگلشیہ کی وفادار ہو جو حاکم (انگریز) اور رعایا میں ترجمان کا کام دے“ (سیف مقانی ص ۱۵۱)

**وفادار و ترجمان کون؟** | اب لارڈ میکالے کے تیسرے اصول کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کا وفادار اور ترجمان کون ہے تو آئیے ہم اس کا ثبوت فتاویٰ افریقہ یا احسام الحرمین سے نہیں بلکہ تذکرۃ الرشید اور سوانح ”مولانا محمد احسن نانوتوی“ سے پیش کرتے ہیں :

گادفری ہیگینس کی کتاب کا ترجمہ :

”مولانا محمد احسن (نانوتوی) نے دہلی کالج میں انگریزی بھی پڑھی تھی۔ ان کی علمی بیاض میں خود مولانا محمد احسن کے ہاتھ کی بعض انگریزی تحریریں ہیں۔ مولانا محمد احسن نے سرسید احمد خاں کی فرمائش پر گادفری ہیگینس کی کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا۔۔۔۔۔ مولانا محمد احسن نے نچرل فلاسفی پر ایک مضمون لکھا تھا جو مسٹر ٹیلر پرنسپل دلی کالج کی نگرانی میں دوم ترجمہ شائع ہوا۔“ (سوانح ”مولانا محمد احسن نانوتوی“ ص ۱۵۱)

بتائیے جناب گورنمنٹ انگلشیہ کی ترجمانی کے فرائض کس نے انجام دیئے انگریزی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کس نے کیا۔ سرسید اور نانوتوی علما میں ذہنی و فکری ہم آہنگی تھی یا نہیں؟

”مولانا محمد ظہیر نانوتوی اور مولانا محمد احسن (نانوتوی) دونوں حقیقی بھائی اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے استاد“ مولانا ملوک العلوی کے قریبی رشتہ دار تھے۔“ (سوانح ”مولانا محمد احسن نانوتوی“ ص ۱۵۱)



”جب سرسید احمد خاں ۱۸۶۹ء میں لندن گئے تھے تو ان کے پیش نظر مشہور مصنف ولیم میور کی کتاب ”لٹ آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جواب لکھنا بھی مقصود تھا چنانچہ انہوں نے لندن میں کافی مواد جمع کیا۔ انگلستان کے ایک معروف مصنف گاڈفری نیگینس GODFREY NIGGINS کی کتاب اپالوجی APOLOGY جو اس نے تائید و حمایت اسلام اور عیسائیوں کے اعتراضات کی تردید میں لکھی تھی سرسید احمد خاں نے بہت تلاش و جستجو کے بعد کسی جرمین کتب فروش سے دس گنی قیمت دے کر حاصل کی۔ اور خطبات احمدیہ کی تالیف میں اس سے مدد لی۔ سرسید احمد خاں کو خیال ہوا اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہونا چاہیے چنانچہ انہوں (سرسید) نے مولانا محمد احسن (داناوڑی) کو یہ کام سپرد کیا۔ مولانا نے اس کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا۔“ (تنبیہ الجہال ص ۱۷) (دسواں ج ۱) (مولانا محمد احسن داناوڑی ص ۱۷)

کتاب کے ترجمہ پر تیس ہزار روپیہ علماء دیوبند انگریزی حکومت کے زیر اہتمام انگریزی کتابوں کے ترجمہ کی جواہم خدمات انجام دے رہے تھے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لکھو یہ اہم قرینہ فی سبیل البرطانیہ انجام دیتے تھے یا سودا فائدہ ہوتا ہے۔

جناب مناظر احسن گیلانی صاحب مصنف سوانح قاسمی نے یہ بات خود ہی کھول دی۔ فرماتے ہیں:

”شروع میں چاہا گیا تھا کہ عربی ہی زبان میں ان کتابوں کو مغربی زبانوں سے ترجمہ کر کے پڑھایا جائے۔۔۔۔۔ مولوی عبدالحی صاحب (بابائے اردو) نے اپنی کتاب مرحوم دہلوی میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک کتاب کے عربی ترجمہ کے لئے تیس ہزار روپے کی منظوری دی گئی۔ مولوی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سا روپیہ ان کتابوں کے چھاپنے پر صرف ہوا تھا۔“ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۱)

پھر لکھتے ہیں:

”اگر ترجمہ ایسا ہوتا جو سمجھ میں نہ آتا تو اس کی تشریح کے لئے مترجم کو معقول تنخواہ پر فائز رکھا جاتا تھا۔“ (مرحوم دہلوی صاحب دسواں ج ۱ ص ۱۱)

یہ ہے اکابر دیوبند کی کارکردگی اور انگریز پرستی جس پر آج مصنف سیف حقانی پر وہ ڈالنے کے لئے اٹھا ہے باقی رہی وفاداری کی بات تو گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار بھی علماء دیوبند ہی تھے۔ یہ ہمارا الزام نہیں بلکہ دیوبندی قطب عالم و امام ربانی جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا اعتراف ہے۔ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

”جب میں حقیقت میں سرکار (برطانیہ) کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکانہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار (برطانیہ) مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔“ (ذکر الرشید پہلو حصہ ص ۱۷)

اب لارڈ میکالے کے اصول نمبر ۳ کی طرف پھر پیٹے اور سیف حقانی ص ۱۷ ملاحظہ کیجئے دیکھئے لارڈ میکالے کے خواب کی تعبیر کون ہے علماء اہل سنت یا علماء دیوبند؟ ہاں ہاں دیکھئے۔ گورنمنٹ انگلشیہ کا وفادار کون (انگریز) حاکم و رعایا میں ترجمان کا کام کس نے انجام دیا؟ بفضلہ تعالیٰ ہم نے روشن حقائق اور واضح شواہد سے ثابت کیا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار و ترجمان علماء دیوبند تھے۔ ہم نے ان کے گھر کے حوالہ جات سے سب کچھ ثابت کیا ہے۔ لیکن مصنف سیف حقانی کی حیا کا یہ عالم ہے کہ جوڑ توڑ کی دیوار کھڑی کر کے لکھتا ہے:

”دیکھئے اور غور فرمائیے۔ ہمارے اخذ کردہ نتائج ٹھیک ہیں یا غلط؟“ (سیف حقانی ص ۱۷)

اب دنیا اس کے اخذ کردہ نتائج کو دیکھے یا تاریخی حقائق کو دیکھے۔ باقی رہے لارڈ میکالے کے اول الذکر دونوں اصول یعنی

۱) ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترویج خواہ عیسائیت کے نام سے یا کسی اور نام سے

۲) ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترویج کہ اگر عیسائی نہیں سکیں تو مسلمان بھی نہ رہیں۔ تو یہ ہر دو اصول اپنے معانی و مفہوم کے اعتبار سے ایک



ہی ہیں اس کے لئے مصنف نے بڑی ہوشیاری مگر کمال بے حیائی سے مشاہدہ رضا خانی دین کا ماخذ مسیحیت" قرار دیکر ان کا اطلاق اہل سنت پر کیا ہے اور وجہ یہ بتائی ہے:

"مثلاً دنیائے عیسائیت کا یہ عقیدہ کہ واجب الوجود خدا کی ذات کے ساتھ حضرت مسیح اور حضرت مریم بھی خدا ہیں" (مشاہدہ ص ۹۱)

اس کے مقابلہ میں اہل سنت اور عیسائی عقیدہ میں ہم آہنگی ثابت کرنے کے لئے بلا دلیل و ثبوت مصنف سیف حقانی لکھتا ہے: "بشریت کا انکار" (ص ۹۱)

"انکار بشریت دعویٰ کی بنیاد اثبات الوہیت ہی کا نتیجہ ہے اور دنیائے عیسائیت کے علم و کام کی لامعنی موشگافوں کی بدولت وجود میں آیا اور دنیا جس سے روشناس ہوتی اور اسی عقیدہ الوہیت مسیح کے نتیجہ میں یہ عقیدہ وجود میں آیا کہ آپ (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم) عالم الغیب ہیں نیز آپ مختار مطلق و مختار کل ہیں۔ آپ نافع اور ضار بھی ہیں۔ آپ تو ہر اس عیسائی کے پاس حاضر و ناظر ہیں کہ مجاز پادری نے بپتسمہ دیا ہو۔ غرض رضا خانی دین کے سارے کافراں مشرکاذ عقائد کا دین اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں صرف علاقہ کی بات نہیں بلکہ اسلام کی ضد ہیں۔ یہ عقیدے عیسائیت کے ہیں اسلام کے نہیں" (سیف حقانی ص ۹۱)

مصنف سیف حقانی عیسائیت کے مذکورہ بالا عقائد گنہگار کے بعد لکھتا ہے:

"میکن اپنے رضا خاں تو امور تعلیم و محبت میں سب کچھ رواج دیتے ہیں۔" (سیف حقانی ص ۹۱)

اور اس کا ثبوت پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"جو عیسائیت کی خدمت کے لئے جتے اور مر گئے تو بھی عقائد تخلیص و مسیحیت کے لئے زمین کس قدر ہموار کر گئے کہ قیامت تک میکائیل کی روح غرض ہوگی فتاویٰ افریقہ کے چند اوراق کی سیر ہم کر دیتے..... اعظم حضرت اور آپ کی امت کے عقائد کا ماخذ ہم بتلا چکے ہیں کہ عیسائیت ہے ان عقائد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں" (سیف حقانی ص ۹۱)

اہل سنت و جماعت کے عقائد کا ماخذ مسیحیت ہونے کا ثبوت کیا ہے خود مصنف سیف حقانی کی زبانی سنئے۔ لکھتا ہے:

"فتاویٰ افریقہ میں افعال تعلیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لئے راہ احداث کشادہ رہی ہیں جس طرح چاہیں مجبوراً ان خدا کی تعلیم بجالائیں" (فتاویٰ افریقہ ص ۹۱)

سیف حقانی کے عقیدہ مصنف نے اپنے زعم باطل میں مجبوراً ان خدا کے ساتھ اہل سنت کی تعلیم و محبت کو معیار عیسائیت و مسیحیت قرار دیا ہے۔

**بہم کہتے ہیں** مصنف نے اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لئے جو یہ چار سو بیسی کا مجال پھیلا یا تھا۔ اس کا فائدہ تو مصنف کو جب پہنچتا جب مصنف اپنے دعویٰ کے مطابق یہ ثابت کرتا کہ جس طرح عیسائی مسیح صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مریم کو خدا سمجھتے ہیں اسی طرح مسلمان اہل سنت یا امام اہل سنت اعظم حضرت فاضل بریلوی بھی حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا سمجھتے ہیں مگر وہ نہ یہ ثابت کر سکا اور نہ قیامت تک کر سکتا ہے۔ اعظم حضرت قدس سرہ العزیز کے فتاویٰ افریقہ کی عبارت میں خدا نہیں مجبوراً ان خدا مذکور ہے۔ پرستش و عبادت نہیں تعلیم و محبت مذکور ہے مصنف سیف حقانی نے فتاویٰ افریقہ سے یہ عبارت بھی خیانت کر کے نقل کی ہے اور اس غائب مصنف نے امام اہل سنت اعظم حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ مبارک الفاظ دانستہ چھوڑ دیئے جو اس کی باطل مراد اور عیسائی عقیدہ کا قلع قمع کرتے ہیں۔ پوری عبارت یہ ہے:

"افعال تعلیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لئے راہ احداث کشادہ ہے جس طرح چاہیں مجبوراً ان خدا کی تعلیم بجالائیں جو تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے سجدہ۔ وہاں خاص کا ثبوت مانگئے والا اللہ عزوجل سے مقابلہ کرتا ہے کہ سوا عزوجل نے مطلق بلا تعلیم و توحید انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلاۃ و الثناء کی تعلیم کا حکم فرمایا قال تعالیٰ و تعزروہ و توفروہ رسول کی تعلیم و توفیر کرو و قال تعالیٰ خالذین امنوا بہ و عزروہ و توفروہ و اتبعوا النور الذی انزل معہ



اولیٰک هم الفلحون جو اس نبی امی پر ایمان لائیں اور اس کی تعلیم و مدد اور اس  
 نور کی جو اس کے ساتھ اتر پڑی کریں وہی نجات پائیں گے۔ وقال تعالى لننقن  
 الصلوة والنتیم الزکوة واجتنبتم سبیل دعوهم واقضتم اللہ عرفنا  
 حسنا لا کفون عنکم مینا شکم ولا دخلکم جنت تجری من تحتها الانهر  
 اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعلیم کرو اور  
 اللہ کے لئے اچھا قرض دو تو ضرور تمہارے گناہ مٹا دیں گا اور ضرور تمہیں جنتوں میں  
 سے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہیں۔ وقال تعالى ومن یعظم حرمت اللہ  
 فهو خیر له عند ربہ جو اپنی حرمتوں کی تعلیم کرے تو وہ اس کے لئے اس  
 کے رب کے ہاں بہتر ہے۔ وقال تعالى ومن یعظم شعائر اللہ فانہ من  
 تقوی القلوب جو اپنی نشانیوں کی تعلیم کرے وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔  
 (نکات الفریقہ)

کیا ہی ایمان افروز بیان ہے امام اہل سنت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوبان خدا  
 کی تعلیم و محبت کے اثبات میں پانچ آیات قرآنیہ سے استدلال فرمایا ہے اور واضح الفاظ  
 میں پرستش کی نفی فرماتے ہوئے سجدہ کی ممانعت فرماتی۔ لیکن مصنف سیف حقانی سجدہ  
 کی ممانعت اور پانچ آیات کریمہ کو اپنی باطل مراد کے خلاف سمجھتے ہوئے چھوڑ گیا۔ کتنی  
 صاف اور واضح بات تھی۔ عیسائیت و مسیحیت سے اہل سنت کے عقائد کی کوئی مطابقت  
 ہی نہ بنتی تھی وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں اعظم مرتبہ محبوبان خدا  
 تحریر فرما رہے ہیں اور محبوبان خدا کی معبودیت و پرستش سجدہ کا انکار فرما کر بطلان کے  
 معبود والہ ہونے کی نفی فرما رہے ہیں تو پھر عیسائی اور سنی بریلوی عقائد میں مطابقت  
 و یکسانیت کا الزام کیسا۔؟

اور پھر مصنف سیف حقانی کا اندھا پن ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتا ہے :

”آگے (اعظم مرتبہ) لکھتے ہیں ہمیشہ علماء کرام و ائمہ اعلام امور تعلیم و محبت میں  
 ایک دوسرے کو پسند فرماتے اور ایک دوسرے کی منقبت میں لگتے آئے ہیں کسی نابلسی کی

حدیقہ مذمہ کا سوال ہے جس نے نبی کو بھی ساتھ گھسیٹا ہے۔ اللہ بچائے کیسے مضبوط  
 استدلال ہیں اپنے فتویٰ کی مزید تشریح فرماتے ہوئے اعظم مرتبہ نے معاملہ صاف کر  
 دیا ہے لیکن کمال ہوشیاری سے بندوبست چلائی ہے دوسروں کے کندھے پر رکھ کر کیا  
 کرتے، پکارے قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے تو عیسائیت کا پینپنا اعمال تھا۔  
 (سیف حقانی ص ۱۸)

یہ لایعنی گفتگو اور بے ٹھنکا طرز تحریر بھی کسی دلیل کا حصہ ہے بھلا جس جاہل مطلق کو  
 یہ بھی پتہ نہ ہو کہ امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ کون ہیں حدیقہ مذمہ کیلئے  
 وہ اپنی جہالت کا ماتم تو کرتا نہیں اور علم و فضل کے بادشاہ علماء عرب و عجم کے ممدوح  
 اعظم مرتبہ فاضل بریلوی جیسے بے مثال فاضل و محقق پر اعتراض کا شوق لئے پھرتا ہے  
 اور تو اور امام نبی قدس سرہ کی شان میں گھسیٹنے کا ناپاک الفاظ استعمال کر رہا ہے۔  
 گستاخ ذہن میں گستاخی ہی آتی ہے اور اندھے پن کی انتہا ملاحظہ ہو لکھتا ہے کیا کرتے  
 پکارے قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے۔ حالانکہ امام اعظم مرتبہ قدس سرہ نے فتاویٰ افریقہ  
 میں تعلیم و محبت کے اثبات میں پانچ آیات قرآنیہ نقل فرمائی ہیں مگر یہ اندھے  
 رشید گنگوہی کا اندھا فیض ہے جو ان کو اندھا کئے ہوئے ہے۔ کہ آیات قرآنیہ بھی  
 نظر نہیں آتیں۔ حالانکہ پانچ آیات قرآنیہ مذکور ہیں۔ شائد وہ ان کو قرآنی آیات نہ مانتا ہو۔  
 ہم مصنف سیف حقانی سے تعلیم و محبت کے اثبات میں مذکور بالا پانچ آیات  
 قرآنیہ کی روشنی میں دریافت کرتے ہیں کہ وہ یہ بتائیں کیا قرآن عظیم نے محبوبان خدا کی  
 تعلیم کا حکم دیکر عیسائیت و مسیحیت کی تعلیم دی ہے؟ کیا قرآن عظیم علمبرداران شلیٹ  
 کی ترجمانی کر رہا ہے؟ اور پھر یہ بات ہر ذی فہم شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ مسلمانان  
 اہل سنت تعلیم تو سبھالائیں سید الانبیاء حبیب خدا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 اور قرار پاتے یہ عیسائیت و مسیحیت اور متبع ہو یہ حضرت مسیح و حضرت مریم کے خدا ہونے پر

۔ الہی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ خدا نہ دے



اعلیٰ حضرت کی کتب میں مسیحیت کی تردید

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصاریٰ کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار قرار

دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

”نصاری (عیسائیوں) کے یہاں ذبح نہیں وہ گلا گھونٹتے ہیں یا سر پر ڈنڈا مارتے یا گلے میں ایک طرف سے چھری بھونک دیتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے تو ان کا مارا ہوا جانور مطلقاً مردار ہے..... نصاریٰ مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں یہ اگر باقاعدہ ذبح بھی کریں تو ایک جماعت کے نزدیک جب بھی ان کا ذبیحہ مطلقاً حرام ہے“  
(فتاویٰ افریقہ منہ)

دیکھتے جن اعلیٰ حضرت پر مصنف سیف حقانی آنکھیں بند کر کے مسیحیت و عیسائیت کا ناپاک الزام لگا رہا ہے وہ کتنی مراحت سے غیر خدا کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنے کا رد فرم رہے ہیں یہاں تک کہ ان کے ہاتھ کا مارا ہوا جانور مطلقاً مردار و حرام قرار دے رہے ہیں اور اس کے حاشیہ میں اسی صفحہ پر مجمع الانہر کے حوالے سے فرماتے ہیں :

”فی المستصفیٰ قالوا الحمد اذا لم یعتقد المسیح الہما اما اذا اعتقدہ فلا انتہی۔ ترجمہ : مستصفیٰ میں ہے مشائخ نے فرمایا کہ نصاریٰ کا ذبح کیا ہوا اور (نہرانیہ عورت) سے نکاح اس وقت حلال ہیں جبکہ وہ مسیح کو خدا نہ مانے ورنہ نکاح اور ذبیحہ دونوں حرام ہیں“ (فتاویٰ افریقہ منہ)

اب جو بات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے نہیں فرمائی وہ ان کے ذمہ لگا کر اس کو مسیحیت قرار دینا اور پھر ٹھٹھانی سے اس کا رد کرنا بے شرمی ہے یا نہیں ؟ متذکرہ بالا حوالہ تو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دینے کے رد میں تھا۔ رہا غیر خدا کو سجدہ تو وہ بھی ابھی فتاویٰ افریقہ کے حوالے سے گزرا جس میں اعلیٰ حضرت نے غیر خدا کے لئے مراحت کے ساتھ سجدہ کی ممانعت فرمائی اور پھر اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت قدس سرہ کا ایک مستقل رسالہ الذبۃ الذکیہ کے نام سے موجود ہے جس میں غیر خدا کو سجدہ عبادت شرک خالص اور سجدہ تعظیم کو حرام قرار فرمایا۔ نہ معلوم مصنف کون سی دنیا میں رہتا ہے کہ بے سروپا باتوں کے سہارے

اپنے مذہب کی کشتی چلا نا چاہتا ہے۔ باقی رہا بقول اس کے کہ مسیحی مذہب کے حامل مسیح کو بشر نہیں مانتے اور یہ کہ اہل سنت کا بھی یہی عقیدہ ہے تو یہ بھی سراسر الزام اور کذب صریح ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کے مجموعہ نعت میں مصنف سیف حقانی کو اور بہت کچھ نظر آگیا لیکن یہ نظر نہ آیا :

”لیکن رضائے ختم سخن اس پر کر دیا  
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے  
(مدائن بخشش ازل)

اور سجدہ کے متعلق ہے ۔

ہیش نظر وہ نہ بہار سجدہ کو دل ہے بے قرار  
روکنے سر کو روکنے ہاں یہی امتحان ہے

(مدائن بخشش ازل)

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں :

ظہر نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو  
(مدائن بخشش ازل)

الحمد للہ ہماری اس مختصر تحقیق سے سیف احمد حقانی کی ساری خرافات غبار راہ بن کر اڑ گئیں اور لارڈ میکالے کے سارے اصول اہل دیوبند کے گلے کا بار بن گئے۔

مسئلہ دارالسلام | جاہل و مجہول مصنف سیف احمد حقانی نے مختلف صفحات پر دارالسلام کے مسئلہ پر بھی ہوائیاں اڑائی ہیں۔ ہم نے پچھلے اوراق میں اس مسئلہ پر مفصل گفتگو کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ہمیں اپنا وعدہ یاد ہے ہم ایسا نہیں کریں گے جیسا کہ عقلمند احمد حقانی نے کیا۔ الزام قائم کر دیا ہے ورنہ ثبوت کے لئے کہہ دیا آگے چل کر دیں گے۔ آگے پہنچ کر فرمایا ثبوت پیچھے دے آئے ہیں۔ مصنف کو اس بات پر برا زعم ہے کہ اس نے احکام شریعت میں ہندوستان کے دارالسلام ہونے کا فتویٰ تلاش کر لیا۔ اور اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالسلام کا پتہ چلا لیا۔ چلو



ثابت ہو گیا اہل سنت انگریز کے ایجنٹ ہیں انگریز کے آدکار ہیں — مگر ہم کہتے ہیں — یوں نظر دوڑے نہ پرچی تان کر اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

بلاشبہ آپ نے شیخ احمد قاضی کے مدعا و دعویٰ پر احکام شریعت کے فتویٰ کے دو لفظ لکھ دیئے اور اعلام الانعام بان ہندوستان دارالاسلام کا نام بھی لے دیا مگر یہ کبھی ملاحظہ بھی فرمایا ہے آپ کو معلوم ہے اس میں کیا لکھا ہے۔ آپ کے پاس دارالاسلام ہونے کے دلائل کا کیا ثبوت ہے؟ آپ کیا آپ کے بڑے یہاں تو دم نہیں مار سکے۔

یہ وہ دربار سلطان قلم ہے

یہاں پر سرکشوں کا سر قلم ہے

آپ نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت قدس سرہ کے کس حوالہ کو جھٹلایا ہے۔ کسی دلیل کا برائے نام تو جواب دو۔ مگر پہلے گھر کی خبر لو چلو ہم آپ کو آپ کے گھر پہنچاتے ہیں۔ دیکھئے۔

یہ دھواں سا کہیں سے اٹھتا ہے

دیکھئے اور پہچانئے۔ یہ آپ کے آکا برہیں یا نہیں؟ (۱) مولوی اشرف علی تھانوی

(۲) مولوی رشید احمد گنگوہی (۳) مولوی محمود الحسن دیوبندی (۴) مولوی حسین احمد صدر دیوبند یہ سب ہی انگریز کے آدکار تھے اور ہندوستان کو دارالاسلام کہہ رہے تھے۔ ملاحظہ ہو

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

○ ”ہندوستان نہ تو صحابہ کے قول پر دارالحرب ہے ..... اور نہ امام (اعظم ابوحنیفہ) کے قول پر ”دارالحرب ہے“ (تحذیر الاخوان ص ۵)

○ ”ترجیح دہندوستان کے دارالاسلام ہونے ہی کو دی جاوے گی ..... اس صورت میں بھی ہندوستان دارالاسلام ہوگا“ (تحذیر الاخوان ص ۵)

○ ”تعجب ہے بعض اہل اسلام ہندوستان کو دارالحرب قرار دیکر آمدنی بیک کو حلال سمجھتے ہیں“ (رجہ: یہ الاخوان ص ۵) (مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)

○ ”امام (ابوحنیفہ) صاحب نے جو دارالحرب کی تعریف کی ہے اس کا ہندوستان پر صادق آنا عمل نظر ہے کیونکہ امام صاحب کے پاس دارالحرب ہونے کی یہ شرط ہے کہ کوئی حکم مسلمانوں کا باقی نہ رہے اور یہاں ہندوستان میں ابھی تک اس حکم مسلمانوں کے جاری ہیں“ (تحذیر الاخوان ص ۵)

○ ”ہندوستان کو بہت سے علماء نے دارالاسلام کہا ہے“ (تحذیر الاخوان ص ۵) (مولوی اشرف علی دیوبندی)

کیوں جناب ”اعلام الانعام بان ہندوستان دارالاسلام“ کا پتہ تو آپ نے چلا دیا اور کہیں نہ کہیں سے اس کا نام سن لیا مگر تحذیر الاخوان کی آپ کو خبر ہی نہیں یا پھر اپنیوں سے چشم پوشی آپ کے دھرم کا بنیادی اصول ہے۔ احکام شریعت کا تو آپ نے کھوج نکال لیا مگر مولوی گنگوہی جی کے فتاویٰ رشیدیہ کا آپ کو کچھ پتہ نہیں حالانکہ انہی خود رشید صاحب تھے اور نظر آپ کو نہیں آیا۔ آئیے ہم دکھاتے ہیں:

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی

سوال: ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام۔ مدق ارقام فرمادیں۔

جواب: دارالحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علمائے حال میں ہے اکثر دارالاسلام کہتے ہیں اور بعض ”دارالحرب“ کہتے ہیں۔ بندہ قیصد نہیں کرتا۔ فقط واللہ اعلم

رشید احمد عفی عنہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۵ مطبوعہ محمد سعید انڈسٹریز

مطبوعہ سعیدی قرآن عمل بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

مہر محمد عبداللہ غفرلہ مکتبہ تھانوی (کراچی)

دیکھا! سائل سوال کر رہا ہے کہ مدق ارقام فرمائیں مگر گنگوہی جی دلائل سے کورے زبان کی کلامی جمع خرچ پر انحصار کر رہے ہیں۔ مگر کچھ بھی ہو مصنف شیخ احمد قاضی کو اپنی دونوں آنکھیں اگر صحیح سلامت ہوں تو ذرا پوری طاقت سے کھول کر گنگوہی جی کے جواب میں یہ پڑھ دینا چاہیے اکثر دارالاسلام کہتے ہیں۔



## فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ دیوبند

مذکورہ بالا حوالہ تو کراچی سے چھپنے والے ایک قدیم نسخے سے تھا جس میں مذکور ہے اکثر دارالسلام کہتے ہیں۔ اب دیوبند سے چھپنے والے ایک فتاویٰ رشیدیہ مکمل کا حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

سوال: ہند بقل امام یا صاحبین کیا دارالحرب ہے.....  
جواب: ہند کے دارالحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے بظاہر تحقیق ہند کی خوب نہیں ہوئی حسب اپنی تحقیق کے سب نے فرمایا ہے اور اصل مسئلہ میں کسی کو خلاف نہیں اور ہند کو بھی خوب تحقیق نہیں کیا کیفیت ہند کی ہے " (فتاویٰ رشیدیہ مکمل ص ۱۸۲)

اس جگہ بھی لنگوہی صاحب اعتراف کر رہے ہیں کہ ہند کے دارالحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے یعنی علماء دارالحرب ہونے کے خلاف ہیں اور دارالسلام کہتے ہیں لنگوہی صاحب نے یہ نہیں کہا دارالحرب اور دارالسلام ہونے میں اختلاف علماء کا ہے بلکہ صرف یہ کہا دارالحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے۔ یہی فتویٰ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی سے چھپنے والے فتاویٰ رشیدیہ کامل میں ص ۱۸۲ پر بعینہ و بلفظ موجود ہے اور اس میں بھی "ہند کے دارالحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے" موجود ہے۔ یہ نہیں ہے "ہند کے دارالسلام ہونے میں اختلاف علماء کا ہے"۔

## خیانت اور تحریف

ان دو پرانے چھاپوں کے برعکس کراچی سے حال ہی میں ایچ ایم سعید کمپنی کے زیر اہتمام چھپنے والے فتاویٰ رشیدیہ میں ص ۱۸۲ پر یوں کر دیا گیا ہے:

"سب ہندوستان ہند کے نزدیک دارالحرب ہے"

اقبال سے معذرت کے ساتھ یوں کہا پڑتا ہے:

خود بدلتے نہیں فتوؤں کو بدل دیتے ہیں

کس قدر ہونے ہیں نقیبان نجد بے توفیق

اس کو کہتے ہیں ہاتھ کی صفائی اور کاریگری کی انتہا۔ اپنے ہی قطب عالم کے فتاویٰ

میں اس لئے تحریف کر ڈالی کہ ہند خدا احمد رضا سے اختلاف کی گنجائش پیدا ہو سکے۔ اب تو تو بہ تجدید ایمان و تجدید نکاح کی بجائے تجذیر الناس۔ حفظ ایمان۔ برائین قاطعہ میں کلمہ کلا تحریف ہو رہی ہیں جس پر مفصل تبصرہ ہم نے اپنے رسالہ "دیوبندی شاطر اپنے منہ کا قر" میں کیا ہے اسی فتاویٰ رشیدیہ کراچی کے مطبوعہ میں ایک اور جگہ تحریف کی ہے اور ہاتھ کی صفائی دکھائی ہے اور وہ یہ کہ فتاویٰ رشیدیہ کے حصہ دار چھپنے والے قدیم نسخوں میں ایک سوال یوں ہے۔ گائے کی ادھڑی اور بکری کے پورے کھانے درست ہیں یا نہیں؟ جواب فتاویٰ رشیدیہ میں۔

لیکن اب کراچی کے جدید ایڈیشن میں سوال یوں کر دیا گیا ہے

"گائے کی ادھڑی اور بکری کی کھیری کھانی درست ہے یا نہیں؟"

جواب: "درست ہیں" فقط فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۶

ناشر نے دیوبندی مولویوں کے مشورہ سے کمال خیانت کے ساتھ تحریف کے سوال تبدیل دیا کہ "گائے کی ادھڑی اور بکری کی کھیری کھانی درست ہے یا نہیں" مگر جواب وہی رہا جو کپوروں سے متعلق فتاویٰ رشیدیہ میں۔ یہ ہیں بتا رہا ہے کہ سوال میں پہلے کھیری کی جگہ پورے تھے جو کوئی "عقلمند قریشی" جیسے مصنف اپنے دماغ کی قوت کے لئے ہضم فرما گئے ہیں۔ زبان و کلام کے اعتبار سے دیکھا جائے تو گائے کی ادھڑی اور بکری کی کھیری کھانا درست ہے یا نہیں کا جواب درست ہے آنا چاہئے تھا۔ یہاں وہی کپوروں والا پرانا جواب موجود ہے درست ہیں۔ کھیری یا ادھڑی کو تو درست میں نہیں بدل سکتے۔ یہ کہا جائے گا کھیری کھانا درست ہے ادھڑی کھانا دیوبندیوں کے نزدیک درست ہے یوں نہیں کہا جائے گا کھیری کھانا درست ہیں۔

بہر حال خیانت و تحریف ثابت ہے اور نہ صرف یہ بلکہ ص ۱۹۱ پر زاغ معروف کی پرانی سرخی "کو کھانا" کو بدل کر "حلال کو کھانا" کر دیا۔ الغرض یہی حال دارالسلام کے متعلق مولوی رشید احمد صاحب کے پرانے فتاویٰ کا ہوا۔ اپنی باطل مراد کے لئے اپنے ہی عالم کے فتاویٰ میں من مانی تحریف کر ڈالی۔ اب دارالسلام کے متعلق بقیہ حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔



## مولوی محمود الحسن و مولوی حسین احمد

مولوی حسین احمد صاحب لائڈوی کانگریسی صدر مدرس دیوبند سفر نامہ "شیخ الہند" میں ص ۱۶۹ پر لکھتے ہیں:

"ایک شخص نے مولانا محمود الحسن دیوبندی سے پوچھا کہ جہدوستان دارالحرب ہے یا دارالسلام؟ مولانا محمود الحسن نے فرمایا: علماء نے اس میں آپس میں اختلاف کیا ہے اس نے کہا: آپ کی رائے کیا ہے۔ مولانا نے کہا: میرے نزدیک دونوں صحیح کہتے ہیں" (سفرنامہ شیخ الہند ص ۱۶۹)

مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

"معنی نامہ کہ بلاد ہند کو در قبضہ نصاریٰ اند دارالسلام ہستند چہ اگرچہ ورا ضا احکام کمرہ جاری اند مع ہذا احکام اسلام ہم خصوصاً اصول و ارکان اسلام جاری اند" (مجموعہ فتاویٰ جلد اول)

## سوانح قاسمی

سوانح قاسمی بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی سوانحیات ہے جو مولوی مناظر احسن گیلانی کی مؤلفہ ہے اور بابا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند "دارالعلوم" دیوبند کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی کی مصدقہ ہے۔ اس میں لکھا ہے:

"ہمارے دارالاسلام کے اب اس ملک میں غیر اسلامی حکمرانوں کا سیاسی اقتدار قائم ہو چکا تھا۔" (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۳)

کیوں جناب "علامہ" احمقانی صاحب قتل ہوئی یا نہیں؟! صرف اتنا بتادی کہ مذکورہ بالا حضرات بھی انگریز کے آلہ کار تھے یا نہیں؟ کیونکہ یہ سب بھی دارالاسلام کو ترجیح دے رہے ہیں۔ امید ہے اب آپ کے دماغ سے وہ دیونکل جائے گا

جو ایک عرصہ سے بند تھا۔

## انگریز پرستی اور علماء دیوبند

اٹاچور کوٹوال کو ڈانٹنے کے زیر صدق مصنف سیف حقانی نے حقائق پر پردہ ڈال کر اپنے اکابر کی انگریز پرستی اور انگریز پر جاننااری کے سیاہ ماضی کو چھپانے کے لئے اپنی ناپاک کتاب کے مختلف صفحات پر علماء اہل سنت و مشائخ طریقت کو مورد الزام ٹھہرایا ہے اور انہیں انگریز پرستی و انگریز دوستی کا طعنہ دیا ہے اور موقع بے موقعہ زبردست بد زبانی اور بے ہودہ گوئی کی ہے اور ثبوت کے طور پر لکھا ہے کہ

علامہ ارشد القادری کامرکزی دفتر لندن میں ہے اور امریکہ سے راستہ ملتا ہے۔ دیکھو مراسلہ حکومت امریکہ بابت کتاب زلزہ جو کتاب مذکور کا محضر نامہ ہے؟ (سیف حقانی ص ۱۳)

دوسرا بڑا ثبوت یہ بیان کیا ہے کہ

"محترم آغا شورش صاحب ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے جس میں آپ نے برٹش لائبریری لندن کے حوالہ سے گورنمنٹ کی ان غنیہ رپورٹوں کی نشان دہی فرمائی ہے۔" (سیف حقانی ص ۱۳)

خدا جانے یہ حوالے نقل کرتے وقت مصنف کی شرم و حیا عقل و دیانت کہاں رخصت ہو گئی تھی۔ خدا جانے مصنف کی اس لالچنی و بے معنی گفتگو کا مقصد کیا ہے۔ علامہ ارشد القادری کامرکزی دفتر لندن میں ہے اور امریکہ سے راستہ ملتا ہے۔ بے وقوف کو اتنا پتہ نہیں کہ علامہ ارشد القادری مدظلہ لندن مسلمانان پاک و ہند کی دعوت پر تبلیغ اسلام و سنیت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ ابھی گزشتہ دنوں مفتی محمد جو مصنف کے استاد ہیں وہ بھی لندن ہو آئے ہیں شاید وہ بھی مصنف کے نزدیک لندن میں اپنا مرکز و دفتر بنانے اور امریکہ سے راستہ لینے گئے ہوں۔ اور پھر یہ بات ہر فنی فہم و شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ علامہ ارشد القادری اپنا مرکز و دفتر تو بنائیں لندن میں اور راستہ لیں امریکہ سے (راستہ)

خدا واجب دین دیتا ہے حقائق آہی جاتی ہے

اور کوئی دیوبندی طفل مکتب یہ تو بتائے۔ یہ راستہ کیا ہوتا ہے؟ یہ کونسی گنگا جہنی زبان



ہے؟ ایسے بے ہودہ اور جاہلانہ پرلے درجہ کے بے وقوفانہ الفاظ سیف حقانی میں نہیں گئے۔ جن کا دنیا کی کسی زبان کی کسی لغت میں وجود نہ ہو۔ باقی رہا محض نامہ وہ ہے کیا؟ کوئی لین دین کی دستاویز ہے؟ حکومت امریکہ کی طرف علامہ ارشد قادری کے وظیفہ مقرر کئے جانے کا ریکارڈ ہے؟ ان کے نام امریکی حکومت کے کسی چیک ڈرافٹ کی فوٹو سیٹ ہے؟ آخر ہے کیا؟

”یڈوائٹڈ اسٹیٹ لائبریری آف کانگریس“ آپ کے کتاب وہیں کہیں سے حاصل کی۔ یقیناً یہ کتاب امریکہ میں گئے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے مطالبہ پر اس لائبریری والوں نے لائبریری کے لئے حاصل کی ہوگی اور اب وہ ایک خط کے ذریعہ ”فہرست ترتیب دینے کے لئے معلومات حاصل کر رہے ہیں“ اور اس مراسلہ میں یہ بھی مذکور ہے: ”دیکھو ہم قارئین کے لئے ہندوستانی کتابیں منظر عام پر لائیں“ اقبال سے معذرت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔

ذرا سی بات تھی اندیشہ خمد نے جسے بڑھا دیا ہے فقط زیب داستان کے لئے

باقی رہا ایڈیٹر چٹان کا پرچہ تو وہ کونسا پارہ ہے؟ جیسا کہ آپ نے حضرت شیخ فخر محمد قدس سرہ کی کتاب ”مبع سابل“ کے بارے میں ہم سے پوچھا ہے یہ کونسا پارہ ہے؟ ذرا آپ بھی تو بتائیں یہ ایڈیٹر چٹان کا پرچہ جو آپ کے پاس ہے وہ کونسا پارہ ہے؟ ہم ابھی گزشتہ اوراق میں کہہ چکے ہیں شورش کو ان خفیہ رپورٹوں تک رسائی کس طرح حاصل ہوئی؟ کیا گورنمنٹ کی خفیہ رپورٹیں لائبریریوں میں مطالعہ کے لئے رکھی جاتی ہیں؟ اگر اکابر بریلی انگریز کے ایجنٹ تھے تو ان کے خلاف خفیہ دستاویز انگریز نے ان کے دشمن شورش کو کیسے دکھادیں؟ یہ خردماغی نہیں تو اور کیا ہے۔ چٹان سے ماخوذ ہی سہی ذرا ان خفیہ رپورٹوں کی تفصیلات تو شائع کریں۔ محض شورش اور چٹان کے نام سے تو کوئی مرعوب نہیں ہو جاتا۔

انگریز پرست کون تھے۔ انگریزی ایجنٹ کون تھے۔ آئیے ہم بتاتے ہیں اور

آپ کے گھر سے ثابت کرتے ہیں جسے دیکھ کر آپ بھی پکار اٹھیں گے  
۷۔ دیکھو اس طرح سے کہتے ہیں مخمور سہرا

انگریزی امیر المومنین | دیوبندی دہلی مکتب فکر میں سید احمد ساکن رائے بریلی کو  
امیر المومنین غازی مجاہد شہید پر مصلح مجدد وغیرہ القابات  
سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ کیا تھے؟ یہ کون تھے؟ ذرا اس انگریزی امیر المومنین کا فہرستہ پڑھیے

”ہم سید احمد ریڈ اسماعیل قتیل دہلی اپنی لیڈر سرکار انگریزی پرکس سب سے  
جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرا دیں۔ کسی کا ملک چھین  
کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے۔ انگریزوں کا نہ سکھوں کا“ (تاریخ عجیبہ ص ۱۱۱)

### لاڈلہ بیٹینگ سے معاہدہ

”لاڈلہ بیٹینگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا وہوں  
لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا۔  
امیر خاں، لاڈلہ بیٹینگ اور سید احمد صاحب۔ سید احمد صاحب نے امیر خاں کو  
بڑی مشکل سے شہر میں لٹا رہا تھا“ (حیات طیبہ ص ۱۹۲)

### انگریزی عملداری اپنی عملداری

”..... اس سوانح اور نیز مکتوبات منسلک سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ  
سید احمد صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اس  
آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی  
اس وقت سید احمد صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید احمد صاحب کو کچھ بھی  
مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اُس وقت دل سے چاہتی تھی کہ (پنجاب میں)  
سکھوں کا زور کم ہو“

(تاریخ عجیبہ مصنف محمد جعفر تھانی ص ۱۱۱)



”اتنے میں دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند پانکوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری (سید احمد) صاحب کہاں ہیں۔ حضرت (سید احمد) نے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں۔ انگریز گھوڑے پر سے اترا اور قپانی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا اور مزاج پر سی کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کر دیئے تھے کہ آپ کو اطلاع کریں۔ آج انہوں نے اطلاع کی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت سید احمد قافلہ کے ساتھ آج تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں یہ اطلاع پا کر غروب آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا۔ تیار کرانے کے بعد لایا ہوں۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے (انگریزی) کھانا لیکر قافلہ میں تقسیم کر دیا گیا اور انگریز دو تین گھنٹہ ٹھہر کر چلا گیا۔  
دسرت سید احمد مصنف ابوالحسن ندوی (حصہ اول صفحہ ۱۹)

بتائیے جناب انگریزوں سے ”راستہ“ کس کو ملتا تھا؟ یہ حال ہے آپ کے انگریزی امیر المومنین کا۔

انگریزی مجاہد | بابائے وہابیت مولوی اسماعیل قتیل مصنف تقویۃ الایمان ایک وفادار سپاہی اور جانثار انگریزی مجاہد تھے۔ آپ کے تماریحی کارناموں میں حسب ذیل باتیں یادگار رہیں گی۔

انگریزوں سے جہاد درست نہیں

”اثنائے قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا اسماعیل شہید وعظ فرما رہے تھے مسلمانوں کو حقوک کے حساب سے مشرک بتا رہے ہوں گے کہ ایک شخص نے مولانا سے فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اسکے جواب میں مولانا (اسماعیل) نے فرمایا کہ ایسی بے دریا اور غیر متعصب سرکار (انگریزی) پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے۔“ (تواریخ عجیبہ صفحہ ۱۷)

”اگر کوئی ان (انگریزوں) پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ (برطانیہ) پر آہٹ نہ آنے دیں۔“ (حیات طیبہ صفحہ ۲۹۹)

### پہلا جہاد مسلمانوں سے

”مولوی عبدالحمید صاحب لکھنؤی (نہیں دہلوی) مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی (مصنف تقویۃ الایمان) اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے سید صاحب نے پہلا جہاد مسی یار محمد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا۔“ (تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۱۹۱ بیان مولوی رشید احمد گنگوہی (دہلوی))

بتائیے صاحب! یہ یار محمد خاں حاکم یاغستان انگریز تھے؟ انگریزوں سے جہاد کا ڈھنڈورہ پیٹا جا رہا ہے لیکن ان لوگوں نے انگریزوں کے اشارہ پر جہاد کیا مسلمانوں سے۔  
۵۔ میں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

مصنف سیف حقانی نے سید احمد صاحب اور اسماعیل قتیل کو شہید بالاکوٹ وغیرہ بھی قرار دیا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کا قتل کسی جہاد فی سبیل اللہ کے نتیجے میں نہیں ہوا۔ اور کچھ نہیں تو تاریخ ہزارہ ہی کو اٹھا کر دیکھ لیں جس میں ان کے قتل کی تفصیل یوں ہے۔

### وجہ قتل شہید لیلیٰ نجمہ

”جرگہ یوسف زئی کے پٹھان جو کہ سکھوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے اور مولوی اسماعیل کے حامی ہو چکے تھے ان کے خاندانوں میں رواج تھا کہ یہ لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی دیر سے کرتے تھے۔ مولوی اسماعیل نے غلیظ سید احمد کو اس امر کی اطلاع دی تو غلیظ صاحب نے ان پٹھانوں پر شرعی حکومت کا زور دیکر ان کی لڑکیوں میں سے بیس لڑکیاں اپنے پنجابی ہمراہیوں سے بیوا لیں اور کچھ پٹھانوں کو راضی کر کے دو لڑکیوں سے خود نکاح کر لیا۔ اس معاملہ سے تمام یوسف زئی جرگہ میں مولوی اسماعیل



اور سید احمد کے متعلق فہرست پھیل گئی اور ان لوگوں نے سید احمد کی بیعت توڑ دی اور اپنی لوکیں واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ مولوی اسماعیل وغیرہ نے انکار کیا پھر سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل نے ان پٹھانوں پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے ان سے جہاد کرنا فرض قرار دے دیا۔ ادھر پٹھانوں نے تنظیم کر لی۔ ادھر مولوی اسماعیل کے ساتھی پٹنیا بیوں نے مقابلہ کیا۔ بالآخر جب پٹھان غالب ہوئے نظر آئے تو ایک روز خود مولوی اسماعیل دہلوی پٹھانوں سے مقابلہ کے لئے نکلے ایک یوسف نئی پٹھان نے ایسی گولی چسپ کی کہ سب سے اول مولوی اسماعیل کا ہی خاتمہ کر دیا اس کے بعد پٹھانی بھاگ گئے اور پٹھان کامیاب ہو گئے۔ (تاریخ ہزارہ)

### ”نوائے وقت“ کی شہادت

”مرورہ تاجید اللہ سندھی کے مطابق سید (احمد) صاحب کی انتظامیہ کے کارکنوں کا مختلف دیہات میں ایک ہی رات میں موت کے گھاٹ اُتارے جانے کا سبب اس علاقے (بالاکوٹ) کے لوگوں کی جوں سال بیوہ لوکیوں کا ”مجاہدین“ سے زبردستی نکاح کرنا تھا۔ غلام رسول مہرنے جو سید احمد صاحب کے بہت مداح ہیں ان کی حکومت کی تنگ نظری اور تشدد کے کئی واقعات بیان کئے ہیں۔“  
(روزنامہ نوائے وقت ملتان ۲- نومبر ۱۹۷۹ء صفحہ اولیہ)

لو صاحب جی تھیلے سے باہر آگئی اسماعیلی تحریک جہاد کا پس منظر واضح ہو گیا گو کتاب فریاد المسلمین ص ۱۱۱ اور انوار آفتاب صداقت ص ۱۱۵ اور متعدد کتابوں میں بھی ایسا ہی لکھا ہے مگر نوائے وقت کے حوالہ کے بعد مزید کسی حوالہ کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔  
انگریز لیفٹیننٹ گورنر سے مشورہ

”سید احمد صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے تو سید صاحب نے مولانا اسماعیل کے مشورے سے شیخ غلام علی رئیس آباد کی معرفت لیفٹیننٹ گورنر ہانک

مغربی شمال کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کی تیاری کر رہے ہیں سرکار کو تو اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ لیفٹیننٹ گورنر نے صاف لکھ دیا کہ ہماری جلداری میں اور اس میں غفل نہ پڑے تو ہمیں کچھ سروکار نہیں نہ ہم ایسی تیاری کے مانع ہیں۔ یہ تمام بین ثبوت صاف صاف اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ (اسماعیلی) جہاد صرف سکھوں کے لئے مخصوص تھا۔ سرکار انگریزی سے (دہلی) مسلمانوں کے پیشوا سید احمد و اسماعیل دہلوی) کو ہرگز ہرگز مخالفت نہ تھی۔ (حیات طیبہ ص ۱۲)

لیجے جناب سیف حقانی کے گزار مصنف صاحب آپ تو مثلاً پر جوڑ توڑ میرا پھری کر کے لکھتے ہیں۔ دیکھئے اور غور فرمائیے کہ ہمارے (خود ساختہ) اندکروہ نتائج شیک ہیں یا غلط۔ مگر ہم نے تو خود کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا۔ شیک شیک نشانے لگائے ہیں۔ آپ کا گھر پورا ہو گیا ہے یا نہیں۔؟

اور تو اور مصنف سیف حقانی نے مثلاً پر یہ ڈانٹ بھی دی ہے۔ ”اس آزادی کے دور میں کیا خبر کوئی سرچرا حکومت انگلشیہ کی وہ خفیہ رپورٹیں لاکر چھاپ دے۔ اگر چھاپ دے تو پھر کیا ہوگا۔ آپ خود ہی وہ خفیہ رپورٹیں لے آئیں اور چھاپ دی کسی سرچرے کا انتظار نہ کریں خود بدولت سرچرے جو نقد موجود ہیں پھر کی کس بات کی؟  
اردواح شلشہ کی شہادت | ممکن ہے۔ میں نہ مانوں۔“ کے زیر مصداق علامہ احمقانی یہ کہہ کر بھاگنے کی کوشش کریں۔ ”تاریخ ہزارہ“ اور

”نوائے وقت“ کوئی ہمارے گھر کے حوالے دو حالانکہ غیر جانبدار حوالہ تو سب سے معتبر ہوتا ہے لیکن ہم بھاگنے دینے والے نہیں ہم گھر تک پہنچا کر دم لیں گے۔ آئیے گھر کے حوالے لائحہ سیکھئے۔ اردواح شلشہ نامی ایک کتاب جس کو عرف میں ”حکایات ادیار“ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اولیاء اللہ نہیں بلکہ مراد مولویان دیوبند و نجد ہیں۔ یہ کتاب امیر الروایات از مولوی امیر شاہ خانصاحب دیوبندی۔ روایات طیب از قاری محمد طیب دیوبندی۔ اور اشرف التبیہ و حاشیہ مولوی اشرف علی تھانوی کا مجموعہ ہے اس کا دیوبند اور کراچی کا چھاپہ ہمارے پاس موجود ہے۔ سنئے کیا کہتے ہیں۔



## پہلا جہاد مسلمانوں سے

”سید صاحب نے پہلا جہاد یا محمد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا۔ سید صاحب نے پہلے اپنا قاصد یا محمد خاں کے پاس پہنچایا اور پیغام سنایا۔ اس نے جواب دیا۔ سید سے کہہ دے وہ کیوں جیت جنگ پر آمادہ ہے؟ اس کے لئے بہتر نہ ہوگا۔ اس کے ہمراہی ایک ایک کر کے مارے جا دیں گے۔۔۔۔۔ المختصر روانی ہوئی اور یا محمد خاں کی فوج نے ہزیمت پائی؟ (ارواح ثلاثہ ص ۱۲۸)

## شادی اور نکاح کی روایات

”ایک دفعہ کا ذکر ہے سید صاحب نے شادی کی تھی نماز میں کچھ دیر سے آئے مولوی صاحب سکوت کیا شاد منی شادی کی وجہ سے اتفاقاً کچھ دیر ہو گئی؟ (ارواح ثلاثہ ص ۱۲۸)

## قافلہ والوں سے نکاح کر دیا

”ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ سید صاحب کسی شہر میں گزرے۔ ایک کسی خوبصورت اپنے دروازے پر کھڑی تھی سید صاحب گھوڑے پر سوار جا رہے تھے۔ آپ نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا دھڑکتی پہلی نظر کا وار توبہ اور پھر چل دیئے تو وہ زخمی بے تماشہ دوڑی اور گھوڑے کے قدموں میں گر پڑی۔۔۔۔۔ حضرت نے تو بہ کرائی اور اس سے دریافت کیا کس سے نکاح کرنا چاہتی ہے؟ (آدم بستر مطلب) اس کا کوئی آشنا تھا اس نے اس کی نسبت کہا۔ اس شخص نے انکار کر دیا۔ جب اسی وقت قافلہ والوں (سید صاحب کے ہمراہیوں) میں سے کسی شخص کے ساتھ حضرت (سید صاحب) نے اس کا نکاح کر دیا؟ (ارواح ثلاثہ ص ۱۲۸)

ان گھر کی شہادتوں سے واضح ہوا پہلا جہاد مسلمان حاکم یاغستان یا محمد خاں سے ہوا۔ اور سید احمد اور اسماعیل دہلوی کا عام رحمان نکاح کی طرف حد سے زیادہ مائل تھا وہ ان جہاد

بھی خوبصورت رہائیں، نوجوان لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کو زبردستی نکاح کر چکا اپنی خواہشات کا نشانہ بناتے رہتے تھے۔ یہ ہے اسماعیلی تحریک جہاد کا پس منظر۔ اس روایت سے تاریخ ہزارہ کی روایت اور نوائے وقت کی شہادت کو تقویت ملتی ہے کیونکہ زنی قبیلہ کی نوجوان اور بیوہ لڑکیوں سے اپنے قافلہ کے چمکے ہوئے مجاہدین کا زبردستی نکاح ضرور کیا ہوگا۔ یہ ایک ناقابل تردید تاریخی حقائق | ہرگز جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ سید احمد اور مولوی اسماعیل اور دیگر دہلیہ دیوبندی نے کبھی بھی انگریزوں سے جہاد نہیں کیا بلکہ انگریزی حکومت کو اپنی حکومت اور محمد گورنمنٹ سے تعبیر کرتے رہے ان البتہ سکھوں سے جہاد کا ڈھونگ ضرور چلایا جیسا کہ ہم اوپر مفصل بیان کر آئے ہیں اور آگے بیان کریں گے۔

## اپنی گورنمنٹ

”کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل دہلوی مصنف تقویت الایمان نے جہاد کا وعظ فرمایا شروع کیا اور سکھوں کے مقابلہ کی کیفیت پیش کی تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا کہ ان (انگریزوں) پر جہاد کا کس طرح واجب نہیں، ایک تو ہم ان (انگریزوں) کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے (دہلیوں کے) مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ یہیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ اگر کوئی ان (انگریزوں) پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی (دہلیوں کی) گورنمنٹ (برطانیہ) پر آئیں نہ آئے دیں؟ (حیات طیبہ ص ۱۹۱ مصنفہ مزاجرت دہلوی دہلی)

## میشن مقامات

”آپ (سید احمد) کی سوانحی اور مکاتیب میں میشل سے زیادہ ایسے مقامات پائے گئے ہیں جہاں مکہ اور اعلانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیروگوں



کو سرکار انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔ (تاریخ مجیدہ ص ۳۳۶)

## مولانا محمد اسماعیل پانی پتی کی شہادت

جناب غلیق احمد زلیحی نے ۱۸۵۷ء کا تاریخی روز نامہ کے دیباچہ میں ص ۵۱ پر سر سید احمد خاں مرحوم کے یہ چند فقرے نقل کر کے اور ان کی تائید میں ”ہندو کے بے بنیاد الزامات کو پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف پیدا ہونے والی تحریکوں کے بانی دراصل حضرت سید احمد شہید اور حضرت شاہ اسماعیل شہید ہی تھے اور ۱۸۵۷ء میں جو کچھ ہوا وہ ان دونوں حضرات کی تبلیغ کا ہی نتیجہ تھا مگر اس بیان کو حقیقت سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ حضرت سید احمد بریلوی اور حضرت شاہ اسماعیل صاحب کی عملی زندگی سب پر روز روشن کی طرح عیاں ہے چنانچہ ان حضرات کے انگریزوں سے جیسے اچھے تعلقات تھے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔“ (مقالات سر سید جلد ۱۰ ص ۳۱۸)

○ سید صاحب اور شاہ اسماعیل صاحب نے جو کام نہیں کیا اور جس کے کرنے کا نہ کبھی انقلاب کیا اس کو خواہ مخواہ ان کے ذمہ لگانا تاریخ کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ملک کے آزاد ہو جانے کے بعد ہر مذہبی جماعت اپنے اپنے اکابر کو انگریز دشمن ثابت کرنے میں مصروف ہے یہی جذبہ شاہ اسماعیل صاحب اور سید صاحب کو انگریز دشمن ثابت کرنے کے لئے مجبور کر رہا ہے۔ (مقالات سر سید جلد ۱۰ ص ۳۱۸)

## بانی جماعت اسلامی کی شہادت

بانی جماعت اسلامی جناب مولودوسی صاحب لکھتے ہیں

”جس وقت یہ حضرات (سید احمد اور اسماعیل دہلوی) جہاد کے لئے اُٹھے ہیں اس وقت یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہ تھی کہ ہندوستان میں اصلی طاقت سکھوں کی نہیں انگریزوں کی ہے اور اسلامی انقلاب کی راہ میں سب سے بڑی مخالفت اگر ہو

سکتی ہے تو انگریز کی ہوسکتی ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح ان بزرگوں و سید احمد اور اسماعیل دہلوی کی نگاہ دور رس سے معاملہ کا یہ پہلو ہی اور جمل رہ گیا اور وہ انگریزوں کو چھڑ کر سکھوں سے لڑنے لگے۔“ (تجدید و احیائے دین، اشاعت تیرہویں ص ۱۳۸)

یاد رہے کہ جناب مولوی اسماعیل صاحب پانی پتی اور مولودوسی صاحب دونوں سید احمد و اسماعیل پرست ہیں کوئی رضوی بریلوی نہیں ہیں۔ سید احمد و اسماعیل کو حضرت سید شاہ اسماعیل شہید اور رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوتے ہیں۔ اور ان کے فضائل و کمالات اور بزرگی کے مدح ہیں مگر اس امر پر دونوں ہی متفق ہیں کہ سید احمد اور اسماعیل دہلوی کا جہاد انگریز کے خلاف نہیں تھا۔

مصنف سیف حقانی۔ مقالات سر سید کے نام سے مقررہ نجاتیں۔ مولوی اسماعیل پانی پتی صاحب سر سید کے موقف کی تائید نہیں کر رہے بلکہ حقیقت واقعی کا اعتراف کر رہے ہیں تاریخ بیان کر رہے ہیں اور پھر آپ سر سید سے کہاں بھاگ سکتے ہیں ابھی ہم سورج کا مسمی جلد اول اور جلد دوم سے سر سید کا معتبر ہونا ثابت کر چکے ہیں۔ آپ کی اگلی پچھلی ہر گلی بند کر دی ہے کہیں راہ فرار نہیں چھوڑی۔

مولوی ملک علی صاحب نانوتوی | آپ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے استاد ہیں اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے استاد مولوی محمد یعقوب نانوتوی کے والد ہیں۔ آپ کے حالات زندگی یہ ہیں:

”مولانا ملک علی نے دہلی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور ۱۸۲۵ء میں دہلی کا مشہور مدرسہ علم مدرسہ غازی الدین دہلی کالج میں تہذیبی ہو گیا تو مولانا رشید الدین سورہ پور ماہوار مشاعرہ پر عربی کے صدر مدرس مقرر ہوئے اور نائب مدرس کی حیثیت سے مولانا ملک علی کا سپاس روپے ماہوار پر تقرر ہوا۔ مولانا ملک علی کے تقرر کی تاریخ یکم جون ۱۸۲۵ء ہے۔“

در پورٹ جرنل کمیٹی آف پبلک انٹرکشن برسرِ کتاب محمد احسن نانوتوی ص ۱۷۱ (دعوت)



نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں :

”از اعیان دہلی بردہ تلمذ ایشان در علوم و رسید با مولوی رشید الدین خاں است و از طرف فرنگیان تدریس در جہ اول مدرس دہلی بایشان تعلق است“

وہ مولانا ملوک العلی نانوتوی (دہلی کے اکابرین سے تھے اور علوم و رسم میں مولوی رشید الدین خاں کے شاگرد تھے مدرسہ دہلی میں انگریزوں کی طرف سے جماعت اول (دہلی) کو پڑھانے کے لئے مقرر تھے۔ (تاریخ قنوج از نواب صدیق حسن خاں ص ۱۶)

○ ”مسٹر ہاسن وڈیٹر دہلی کالج نے ۸ نومبر ۱۸۸۱ء کو ایک رپورٹ میں مولوی ملوک العلی کے اضافہ تنخواہ کی سفارش کی تھی ان کو اسی روپیہ ماہوار تنخواہ ملنی چاہیے بالآخر مولانا کو دیکھ پاس کی بجائے) ساٹھ روپے تنخواہ ملنے لگی۔

(رپورٹ جنرل کمیشن آف پبلک انسٹرکشن ہوسہ کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۶)

○ ”مسٹر ہاسن نے مولانا ملوک العلی کے لئے لکھا تھا

HE IS VERY GOOD ARABIC SCHOLAR

AND VERY MUCH RESPECTED IN THE CITY.

یعنی وہ عربی کے بہت بڑے فاضل ہیں اور شہر دہلی میں ان کا بہت احترام ہے۔ (رپورٹ جنرل کمیشن ۱۸۸۱ء ۲ نومبر جنرل پبلسٹنگ جلد چہارم و سوانح مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۶)

○ ”دہلی کالج کے تمام انگریز پرنسپلوں کے وہ معتمد رہے۔ کالج کی رپورٹوں سے واضح ہوتا ہے کہ انگریز پرنسپل مولانا ملوک العلی پر بہت اعتماد کرتے تھے۔ ہر سال رپورٹ میں ان کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ ایک موقع پر (انگریز) گورنر جنرل بہادر نے مولانا ملوک العلی کو انعام سے بھی نوازا۔ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۶)

○ ”مولانا ملوک العلی کے صدر مدرس ہونے کی وجہ سے بھی دہلی کالج کی تعلیمی سرگرمیاں بڑھتی آگے بڑھیں اور مسلمانوں کی ایک ایسی کھینچ آگے تیار ہوئی جس نے نئے (انگریزی) نظام تعلیم میں منسلک ہو کر خاطر خواہ خدمات انجام دیں، مولانا محمد منظر (نانوتوی دیوبندی) مدرس آگرہ کالج، مولانا محمد منیر (دیوبندی) مدرس بریلی کالج

مولانا محمد احسن نانوتوی مدرس بنارس و بریلی کالج، مولانا ذوالفقار علی دیوبندی مدرس بریلی کالج و ڈیپٹی انسپکٹر مدارس۔ مولانا فضل الرحمن دیوبندی ڈیپٹی انسپکٹر مدارس... وغیرہ بہت سے (دیوبندی) حضرات ایسے ہیں جو اسی دہلی کالج کے (انگریزی) فیض یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں اور کم و بیش ان تمام حضرات نے نئے (انگریزی) تعلیمی نظام میں منسلک ہو کر نمایاں خدمات انجام دیں اور گورنمنٹ (برطانیہ) نے بھی ان (دیوبندیوں) کی خدمات کو سراہا اور حسن صلہ سے نوازا۔ (مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۶)

یاد رہے کہ اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع دیوبندی نے ص ۱ پر لکھا ہے جو اس کے مستند ہونے کی دلیل ہے اور ”مولانا“ مناظر احسن گیلانی مولف سوانح قاسمی لکھتے ہیں :

○ ”بہر حال میرا خیال یہ ہے کہ مولانا ملوک العلی کو ایسا طلب علم میں بھی تھے (انگریزی) رنگ ٹھنک اودنے (انگریزی) قواعد و قوانین والی اس (انگریزی) درس گاہ کے تجربہ کار موقع بھی میسر آیا..... شروع میں مولانا ملوک العلی کا تقرر صدر مدرس پر نہیں ہوا بلکہ جیڈ مونی کی ماتحتی میں مددگاروں کی حیثیت میں اس (انگریزی) کالج میں چند مونی جو کام کرتے تھے ان ہی مددگاروں میں ایک مددگار مطہی مدرس کی حیثیت کالج میں آپ کی تھی“ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۶)

○ ”مولانا ملوک العلی صاحب جو کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کے والد اور مولانا رشید احمد دہلوی صاحب قاسم صاحب کے استاد ہیں دہلی میں دارالبقا سرکاری مدرسہ قاسم میں ملازم تھے“ (دہلوی ماہ شعبان ۱۳۵۶ھ ص ۳۲)

○ ”تہنیدی بیان میں آپ سن چکے ہیں کہ حضرت مولانا ملوک العلی دلی کے عربی کالج میں سرکاری ملازم تھے“

اس موقع پر ہم قارئین کرام و انصاف پسند حضرات سے التماس کریں گے کہ وہ خود خود کریں کہ انگریز کو آخر عربی مدارس اور عربی کالج بنانے اور عمارت تیار کرانے کی کیا ضرورت تھی اور کیوں وہ اس کے لئے روپیہ پانی کی طرح بہا رہا تھا آخر اس کا کیا مقصد تھا؟ ظاہر ہے کہ وہ عیسائیت کی بجائے اسلام کی تبلیغ کے لئے تو یقیناً ایسا نہیں کرتا



آخر اس میں کیا راز ہے اور پھر وہ نانوتہ اور دیوبند کے علماء کے سوا کسی پر اعتماد ہی نہ کرتا تھا۔ مولوی مملوک العلوی نانوتوی کے تربیت یافتہ دیوبندی و نانوتوی علماء کو ملک کے کاجوں میں کیوں پھیلے یا جا رہا تھا؟

اس کا جواب اس کے سوا کچھ بھی نہیں تھا کہ لارڈ میکالے کے ان اصولوں پر عمل کرنا مقصود تھا:

### لارڈ میکالے کے اصول

”ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے، الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔“  
(مسلمانوں کا روشن مستقبل ص ۱۳ بحوالہ بیچر باسوی ص ۸۷)

بتائیے جناب یہ مترجم کون تھے؟ لارڈ میکالے نے لکھا تھا:

○ ”عربی کالج کی مشین میں جو کل پڑے ڈھالے جاتے تھے ان کے متعلق طے کیا گیا تھا کہ صورت و شکل کے اور دیگر بیرونی لوازم کے حساب سے تو وہ مولوی ہوں اور مذاق و رائے اور سمجھ کے اعتبار سے آزادی کے ساتھ حق کی تلاش کرنے والی جماعت ہو۔“ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۱۰ و ص ۱۱۱)

لوصاحب! بڑی رازداری کے ساتھ اس بات کو سوانح قاسمی کے مصنف نے خود ہی کھول دیا کہ ”بیرونی لوازم کے حساب سے تو وہ مولوی ہیں“ آگے میکالے کے اصول کو لفظی کے پردہ میں چھپا کر پیش کیا ”اور مذاق اور رائے، الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔“ کو اللہ کی صفائی سے یوں کر دیا ”مذاق و رائے اور سمجھ کے اعتبار سے آزادی کے ساتھ حق کی تلاش کرنے والی جماعت ہو۔“

بہر حال اس تحریر سے اصل بات پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب ہمیں مسٹر میکالے کے وضع کردہ اصولوں کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ لارڈ میکالے کا مترجم کون تھا؟  
(۱) انگریزوں کے عربی کالج دہلی میں کون سے کل پڑے ڈھالے گئے؟ دیوبندی

کتب و سوانح کی روشنی میں سب کچھ کھلم کھلا موجود ہے۔ لارڈ میکالے کے اصولوں کی تعبیر سناشن کرنا کوئی ایسی راز نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو:

### گاڈ فری ہیکنس کی کتاب کا ترجمہ

”مولانا محمد احسن نانوتوی دیوبندی نے دہلی کالج میں انگریزی بھی پڑھی تھی ان کے تعلیمی بیاض میں خود مولانا محمد احسن کے ہاتھ کی بعض تحریریں ہیں۔ مولانا محمد احسن نے سر سید احمد خاں کی فرمائش پر گاڈ فری ہیکنس (انگریز) کی کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا..... مولانا محمد احسن نانوتوی دیوبندی نے نیچرل فلاسفی پر ایک مضمون لکھا تھا جو مسٹر ٹیڈ پرنسپل دلی کالج کی نگرانی میں دوسرے طبع ہوا۔“

(کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۲)

”مولوی عبدالحق صاحب (بابائے اردو) نے اپنی کتاب مرحوم دہلی کالج میں ایک بچہ لکھا ہے کہ ایک کتاب کے عربی کے لئے تیس ہزار روپے کی منظوری دی گئی۔“

پھر لکھتے ہیں:

”اگر ترجمہ ایسا ہوتا جو سمجھ میں نہ آتا تو اس کی تشریح کے لئے مترجم کو معقول تنخواہ پر لازم رکھا جاتا۔“ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۱۰ از مولوی شائع حسن گیلانی بحوالہ مرحوم دہلی کالج)

ثابت ہوا انگریز بہرہ کے مترجم اکابر علماء دیوبند تھے۔

باقی رہا یہ کہ انگریز نے اپنی پالیسی کے تحت اپنے کالج میں کون سے کل پڑے ڈھالے وہ ہم ابھی کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۱۱ سے ثابت کر چکے ہیں

”مولانا مملوک العلوی کے صدر مدرس ہونے کی وجہ سے بھی (انگریز کے) دہلی کالج کی تعلیمی سرگرمیاں یقینی آگے بڑھیں اور مسلمانوں (دیوبندی علماء) کی ایک ایسی کھپ تیار ہوئی جس نے نئے (انگریزی) نظام تعلیم میں شمول ہو کر خاطر خواہ خدمات انجام دیں۔ مولانا محمد مظہر نانوتوی دیوبندی (مدرس آگرہ کالج، مولانا محمد نیر دیوبندی) مدرس بریلی کالج، مولانا محمد احسن نانوتوی مدرس بنارس دہری کالج، مولانا ذوالفقار علی



دیوبندی مدرس بریلی کالج و ڈپٹی انسپکٹر مدارس مولانا فضل الرحمن دیوبندی ڈپٹی انسپکٹر  
مدارس توغاس ان کے اعزہ واجباب ہیں؟

یہ ہیں جناب وہ کل پڑھنے جو انگریز نے دہلی کالج میں ڈھالے اور استمال کئے۔  
مولوی محمد یعقوب نانوتوی | آپ مولوی مملوک اعظمی نانوتوی کے صاحبزادے اور مولوی  
اشرف علی تھانوی دیوبندی کے اساتذتھے۔ آپ بھی  
انگریزی "فیض فیضیاب" ہوئے، ملاحظہ ہو:

"اس کے بعد (مولانا) چالیس روپے ماہوار مشاہرہ پر ملازم ہو کر (انگریزی گورنمنٹ  
کالج) جمیر چلے گئے اور پانچ سال تک وہاں رہے اس کے بعد سہارنپور میں ڈپٹی انسپکٹر  
مدرس کے عہدہ پر ان کا تقرر ہوا۔" (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۱۱)

"جب ۱۲۸۳ھ کو مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند قائم ہوا تو مولانا  
محمد یعقوب صدر مدرس مقرر ہوئے۔ اس وقت مولانا محمد یعقوب سرکاری ملازمت سے  
سبکدوش ہو چکے تھے۔" (مولانا محمد احسن ص ۱۱۱)

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی | آپ مدرسہ دیوبند کے بانی ہیں۔ آپ بھی  
انگریزوں کے دہلی کالج کے تربیت یافتہ ہیں۔  
آپ کے مختصر حالات یہ ہیں۔ مذکورہ علماء ہند کے مصنف مولوی رحمان علی صاحب لکھتے ہیں۔

"بعد از فراغ علوم چند سہ برسے انگریزی واقع دہلی تعلق گرفتہ۔"  
(مذکورہ علماء ہند ص ۱۱۱) (مکتبہ پریس بکھنڈ ۱۹۱۳ء)

ارواحِ ثلاثہ کی شہادت

مولانا حبیب الرحمن صاحب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند نے فرمایا کہ مولانا  
(قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں مولانا مملوک علی صاحب سے جب تعلیم پڑتے  
تھے تو وہاں کے (انگریزی) کالج میں مولانا کا نام داخل تھا۔

(ارواحِ ثلاثہ حکایت ۲۵۵ ص ۳۱۱)

انگریز کے چلے جانے کے بعد ۱۲۸۳ھ میں مسٹر مناظر احسن گیلانی نے اپنی سوانح قاسمی  
میں مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند جیسے مولوی قاسم نانوتوی صاحب  
کے معاصر کی اس روایت کو محض لفاظی کے زور سے جھٹلانے کی ناکام کوشش کی ہے  
لیکن سوانح "مولانا" محمد احسن نانوتوی میں انہیں اس بات پر نشانہ لگایا ہے۔ ملاحظہ ہو

مولوی محمد یعقوب نانوتوی کا تائیدی بیان  
اور کتاب مولانا احسن نانوتوی کی شہادت

"مولانا مناظر احسن گیلانی نے مولانا حبیب الرحمن مرحوم سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند  
کے اس بیان پر "مولانا نانوتوی دہلی میں مولانا مملوک علی سے جب تعلیم پڑتے تھے  
تو وہاں کے (انگریزی) کالج میں نام مولانا کا داخل تھا۔" کو بلاوجہ نشانہ تنقید بنالیا ہے  
ورنہ مولانا حبیب الرحمن مرحوم نے ہی مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی بات کو دہرایا ہے  
مولانا محمد قاسم نانوتوی کے دہلی سے اس تعلق کے انکار کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی؟  
(کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۱۱)

مدرسہ دیوبند ایفینینٹ گورنر  
کے خلیفہ معتمد مسٹر پامر کا معائنہ و تحقیق

"۳۱ جنوری ۱۸۵۷ء بروز یکشنبہ ایفینینٹ گورنر کے ایک خلیفہ معتمد انگریز  
مسس پامر نے اس مدرسہ دیوبند کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا  
اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطروں درج ذیل ہیں  
جو کام بڑے بڑے کاموں میں ہزاروں روپیہ صرف سے ہوتا ہے وہ  
یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پچیس ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ میک کر تا  
ہے وہ یہاں ایک سووی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے۔ یہ مدرسہ خلاف سرکار (برطانیہ)  
نہیں بلکہ موافق سرکار (معاون سرکار برطانیہ) ہے۔" (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۱۱)



یاد رہے کہ اس کتاب کا تصانیف مفتی محمد شفیع دیوبندی نے لکھا ہے۔

## مدرسہ دیوبند کے مدرسین و ملازمین گورنمنٹ برطانیہ کے قدیم ملازم حال پیشتر تھے

(مدرسہ دیوبند کے کارکنوں اور مدرسین کی اکثریت) "ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ (انگلشیہ) کے قدیم ملازم اور حال پیشتر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ (برطانیہ) کو شک و شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی" (سوانح قاسمی جلد دوم ماشیہ ۱۴۲)

مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی ملک اعلیٰ صاحب نانوتوی کے شاگرد رشید مولوی محمد قاسم نانوتوی کے استاد بھائی تھے فتاویٰ رشیدیہ اور اعداد السلوک وغیرہ کتب کے مصنف اور مولوی محمود الحسن دیوبندی کے پیرو مشد ہیں۔ آپ کی سوانح عمری بنام تذکرۃ الرشیدیہ مشہور دیوبندی مولوی عاشق الہی میرٹھی نے مرتب کی ہے۔ آپ انگریز بہادر کے سچے جانثار و وفادار تھے۔ آئیے تذکرۃ الرشیدیہ کی روشنی میں بات کریں تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ بھوٹے الزام لگاتے ہیں۔

سرکار انگریزی کا فرمانبردار ہوں | جب آپ پر غلط فہمی کے باعث بغاوت کا الزام لگا تو آپ نے صاف فرمایا:

"میں جب حقیقت میں سرکار (انگریزی حکومت) کا فرمانبردار رہا ہوں۔ تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکانہ ہوگا اگر مارا بھی گیا تو سرکار (انگریزی حکومت) مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے" (تذکرۃ الرشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۴۲)

دیکھئے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاف صاف اقرار کر رہے ہیں میں حقیقت میں سرکار انگلشیہ کا فرمانبردار رہا ہوں اور مجھ پر بغاوت کا الزام جھوٹا ہے۔ سرکار انگلشیہ کو اپنا مالک و منتار بھی تسلیم کر رہے ہیں۔

○ تذکرۃ الرشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۴۲ پر الزام بغاوت اور اس کی کیفیت کے زیر عنوان صاف لکھا ہے:

"جن زجنگ آزادی کے منہا ہیں اسے سرور پر موت کھیل رہی تھی۔ انہوں نے کپنی کے اس دعاویت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحمدل گورنمنٹ (انگلشیہ) کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔" (تذکرۃ الرشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۴۲)

## سرکار انگلشیہ کے باغیوں سے رشید و قاسم کی جنگ

"ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (نانوتوی) بطیب روحانی اعظم حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب دین و حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے راستہ میں بند قچیوں سے مقابلہ ہو گیا یہ خبر و آزما دلیر چٹھا اپنی سرکار انگلشیہ کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا تھا۔ اس نے اہل پہاڑ کی طرح پرا جھاکر ٹٹ گیا اور سرکار انگلشیہ پر جانثاری کے لئے طیار ہو گیا اللہ سے شجاعت و جہاد فردی کو جسور ہونا کہ منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جانے دار چند نفیر ہاتھوں میں تھواریں لئے جم غفیر بند قچیوں کے سامنے ایسے جسے گویا زمین سے پاؤں پڑنے میں" (تذکرۃ الرشیدیہ حصہ پہلا صفحہ ۱۴۲)

شابت ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم صاحب جانی مدرسہ دیوبند ان کے اپنے بقول اپنی سرکار انگلشیہ کی حمایت میں مسلمانوں سے جو فردی سے لڑتے تھے۔ اور یہ بھی دیکھئے ان پر بغاوت کا جھوٹا الزام لگانے والے کون تھے۔ رازداری کے ساتھ اس بات کو خود ہی کھول دیا۔ فرماتے ہیں:

## بغاوت کا جھوٹا الزام

"جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل گورنمنٹ (انگلشیہ) کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پاکر باغیوں کی سرکوبی شروع کی تو جن بڑوں مفسدوں کو سول س



کے بھتیجی۔ ان کی کارکنی پارہ نہ تھا کہ جھوٹی سچی تہمتوں اور غبرری کے پیشے سے سرکاری  
خیر خواہ اپنے کوئی جر کریم انہوں نے اپنا رنگ بنایا اور مولوی محمد قاسم و مولوی رشید احمد  
جیسے ان گوشہ نشین حضرات پر بھی بغاوت کا دھمکا (الزام لگایا اور غبرری کی)  
(مذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۷۷)

اس سے ثابت ہوا کہ آج جو دیوبندی مولوی مصنف سیف حقانی کی طرح دیوبندی و بابی  
منا و جنگ آزادی کا میر و ثابت کرنے کے لئے تاریخ کو مسخ کرتے ہیں وہ ان حضرات پر  
بھاری تہمت لگاتے ہیں۔ مگر یہ عجیب بات کہ ہم ان حکومت انگلیش کے فرمانبرداروں  
کی فرمانبرداری ثابت کریں تو آجکل کے دیوبندی و بابی ملان ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ  
ہم ان کے اکابر پر جھوٹی تہمت لگا رہے ہیں۔

**انگریزوں کے تاحیات دلی خیر خواہ**

”جیسا کہ آپ حضرات (مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند و مولوی رشید احمد گنگوہی)  
اپنی ممبران سرکار (انگلشیہ) کے دلی خیر خواہ تھے تا زلیست دلی خیر خواہ ہی ثابت  
رہے۔“ (مذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۷۷)

حوالات تو مذکرۃ الرشید سے مزید نقل کئے جاسکتے ہیں مگر اختصار مانع ہے کیونکہ  
ہی اور بھی بہت سے فرمانبرداروں اور دلی خیر خواہوں کا تذکرہ کرنا ہے۔ ہذا آئیے  
دیوبندی قوم کے انگریزی حکیم الامت کا تنویر اساذکر ہو جائے۔ کیونکہ آپ تھوڑی  
ہی بات پسند کرتے تھے

**دی اشرف علی تھانوی دیوبندی**

دیوبندی شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد

صاحب عثمانی جمعیت العلماء ہند کے

مذکورہ جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

”دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور  
آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے

سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے  
اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گورنار تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہ تھا کہ  
روپیہ حکومت دیتی ہے مگر حکومت ایسے عنوان سے دیتی تھی کہ اس کا شبہ  
بھی نہ گزرتا تھا۔ (مکالمۃ الصدرین ص ۷۷)

بتایا جائے کہ تھانوی صاحب کیا انگریزوں کے ہیر و مرشد یا روحانی پیشوا تھے یا استاذ  
تھے آخر چھ سو روپیہ ماہوار جو آج کے چھ ہزار سے بھی زیادہ ہے آخر کس خدمت  
کے صلہ میں دیتی تھی اور تھانوی صاحب کے حواس کہاں گم ہو گئے تھے انہیں چھ سو  
روپیہ ماہوار جتنی بڑی رقم کے ماہوار ہاتھ آنے کا پتہ بھی نہ چلتا تھا کہ کون دیتا ہے  
کیوں دیتا ہے اور کس لئے دیتا ہے۔؟

**انگریزوں نے ہمیں آرام پہنچایا**

”ایک شخص نے محمد (مولوی اشرف علی تھانوی) سے دریافت کیا تھا کہ اگر تمہاری  
حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کر دے گے۔ میں نے کہا محکوم بنا کر  
رکھیں گے کیونکہ جب خدا نے حکومت دی ہے تو محکوم بنا کر ہی رکھیں گے مگر  
ساتھ ہی اسکے نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا اس لئے کہ انہوں نے  
(یعنی انگریزوں نے) ہمیں (دیوبندیوں کو) بہت آرام پہنچایا ہے۔“  
(الافاضات الیومیہ حصہ چہارم ص ۶۶ زیر غفلت ص ۱۲۶)

**تبلیغی جماعت اور انگریزی وظیفہ**

”مولانا حفیظ الرحمن صاحب (سیو ہار دی ناظم اعلیٰ جمعیت العلماء ہند) نے کہا کہ  
مولانا ایاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت کی طرف  
سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔“  
(مکالمۃ الصدرین ص ۷۷ مرتبہ مولوی طاہر احمد قاسمی دیوبندی)



## جمعیت العلماء اسلام اور انگریزی قوم

مولانا حافظ الرحمن صاحب دناظم جمعیت العلماء ہند کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیت العلماء اسلام حکومت برطانیہ کی مالی امداد اور اس کے پیار سے تمام ہوتی ہے۔ مولانا آزاد سمی جمعیت العلماء اسلام کے سلسلہ میں وہی آئے۔۔۔ مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم جمعیت العلماء ہند کے اقتدار کو توڑنے کے لئے ایک علماء کی جمعیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ گنگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ برطانیہ ان کو کافی امداد اس مقصد کے لئے دے چنانچہ ایک پیش قرار رقم اس مقصد کے لئے منظور کر لی گئی اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سمی کے حوالہ بھی کر دی گئی۔ اس (انگریزی) روپیہ سے کلکتہ میں جمعیت العلماء اسلام کا کام شروع کیا گیا۔ مولوی حفیظ الرحمن (سیوناری) صاحب نے کہا کہ یہ اس قدر یقینی روایت ہے کہ اگر آپ اطمینان فرمانا چاہیں تو ہم اطمینان کرا سکتے ہیں۔

(مکالمۃ الصدیقین ص ۱۱۱)

جی ہاں! اب بتائیے کہ لارڈ میکالے کے اصول کیا ہیں۔ اور ان اصولوں پر دیوبندی وہابی پورے اترتے ہیں یا سستی برپا ہے؟ اور اس کا صحیح حقیقی اور واقعی مصداق کون ہیں۔

میرے خیال میں اب آپ کو خفیہ رپورٹوں کے لئے لندن برطانیہ پیش لائبریری جانا ہی پڑے گا۔ اور دیکھتے جلتے ہوئے وزیراعظم برطانیہ مسٹر کیپن کے نام مفتی محمود کا سفارتی رقعہ ضرور لیتے جاسیے کیونکہ برطانوی وزیراعظم کے عالیہ دورہ پاکستان کے موقع پر مفتی محمود ان کے ساتھ دعوتیں اڑاتے رہے ہیں اور اچھا خاصہ تعارف نہیں بلکہ قرب حاصل کر لیا ہے۔ اگر وہاں خفیہ رپورٹیں نہ بھی ہوئیں تو وہ اپنے پرانے فرمانبرداروں کو نہی تیار کروادیں گے۔ آخر وہ رحمدل گورنمنٹ تو ہے آپ کی حالت زار پر ضرور رحم کھائے گی۔ اور وہاں سے آتے ہوئے اپنی نوموود سواہ اعظم (جلی) امتعت

کے لئے بیش قرار رقم بھی لیتے آنا۔ ضرورت پڑے تو مولانا آزاد سمی اور جمعیت العلماء اسلام کے قیام کے وقت ملنے والی بیش قرار رقم کے حوالہ سے بات کریں کام میں جائیگا۔

**چند بے دلیل دعوے** مصنف نے اپنی پُر خرافات تصنیف کا شیش محل ہوا پر تعمیر کیا ہے وہ دعویٰ پر دعویٰ کرتا چلا گیا ہے اور دلیل و ثبوت کو غالباً آخرت پر موقوف کر دیا ہے۔ علماء اہل سنت پر بازاری انداز میں الزام تراشی کرتا ہے تو بے دلیل۔ اپنے اکابر کی قصیدہ خوانی کرتا اور زمین آسمان کے قلابے مارتا ہے تو بے دلیل۔ ان کو مجاہدین تحریک آزادی قرار دیتا ہے تو بے دلیل۔ کسی بھی تو بات کا ثبوت یا دلیل پیش نہیں کرتا۔ اگر کوئی حوالہ نقل کرتا بھی ہے تو ۹۹ فی صد یقیناً غلط و بے محل ہوتا اور اس کا علیہ بگاڑ کر اپنی خود آرائی کے سانچے میں فعال اور غلاظت و خرافات میں پیٹ کر پیش کرتا ہے۔ ہم ہر بات کا نمبر وار نوٹس لے رہے ہیں۔ لیجئے تحریک آزادی سے متعلق اس کے چند دعووں کا پوسٹ مارٹم ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتا ہے:

(۱) "انگریز کے مقابلہ پر آئے تھے..... میدان شاملی دھانہ بون (بھون) میں کون تھے۔ اسی میدان میں حضرت حافظ ضامن صاحب شہید ہوئے؟" (سیف حقانی ص ۱۱۱)

(۲) "حضرت درشید احمد گنگوہی کی چھ ماہ قید کس غرض سے تھی؟" (سیف حقانی ص ۱۱۱)

پھر اسی بات کو سیف حقانی کے ص ۱۱۱ پر دوسرے لفظوں میں یوں لکھتا ہے:

"حافظ محمد ضامن شہید کی رنگین تباہ گلوں کا خون گواہ ہے....."

حضرت گنگوہی سنت نبوی کا یہاں تک پاس کہ مخلصین کے الحاح و اصرار اور دلائل کے باوجود تین دن سے زیادہ پوشیدہ درپوش رہنا گوارہ نہ ہوا۔" (سیف حقانی ص ۱۱۱)

(۳) خاک بالا کوٹ جن کی غیرت دین کی امین و شاہد ہے حق کے لئے مرنا بھی ہر دور



میں علامہ حق اپنے عمل سے بتاتے رہے۔ یہ دودھ پینے والے جنوں نہ تھے۔  
(سیف حقانی ص ۱۲)

مصنف نے ص ۱۵ پر باب نہم مولانا فضل حق خیر آبادی اور رضا خانیوں کا دجل کے نام سے قائم کیا ہے اور رنگ برنگی بن ترانیوں اور بد زبانوں کے بعد ایک ایک بات کو دس دس بار لکھنے کے بعد احساس کمتری میں مبتلا ہو کر بکتا ہے۔

۱۵) "پوری اور سینہ زوری کی مشہور عالم کدات سننے تو ہمیشہ سے آئے تھے یہ رنگ ڈھنگ رضا خانیوں کے دیکھے کو کس غیرہ چشتی اور ڈھٹائی سے مہادین آزادی کی قربانیوں کو اپنے کھاتے میں دکھانا چاہتے ہیں۔" (سیف حقانی ص ۱۵)

پھر لکھتا ہے اور شک بار کر جھک مارتا ہے :

"یہ (سنتی بریلوی) دعویدار ہیں زور سے جبر سے دھاندلی سے جیسے بن پڑے دعویٰ ہے کہ ہم سناٹا میں دہلی کے محل کے بیروں تھے۔ یکے بھائی وہی بات علامہ فضل حق خیر آبادی اسے خدا کے بند اس بے چارے (علامہ فضل حق خیر آبادی) سے تمہارا دیریلویوں کا کیا واسطہ وہ کیا گتے تھے تمہارے۔؟"  
(سیف حقانی ص ۱۵)

علامہ حقانی کا کتبہ بازاری و ناولٹ اور سحرانہ انداز تحریر ہے۔ ہداریوں کے انداز میں بکتا ہے اور بے ہودہ شیخی بگھارتا ہے۔ یہ ہیں وہ چار چوٹی کے دوسے اور ناپاک دعوے جن کو کتاب میں متعدد جگہ بے ڈھنگے انداز میں دہرایا گیا ہے۔ اگرچہ ہم نے اسی باب میں اکابر دیوبند کی انگریز پرستی کے عنوان سے ان اور اس قسم کے جھوٹے اور بے بنیاد دعوؤں کی اچھی طرح چھڑی اڑھڑی ہے۔ لیکن مختصر جواب یہاں بھی ضرور عرض کریں گے۔

بے دلیل دعوؤں کا جواب | مصنف کی یہ ڈھٹائی اور سینہ زوری ہے کہ وہ جھوٹ اور غلط باتوں کو پورے وثوق و اعتماد کے انداز میں پیش کرتا ہے۔ دیوبندی علاقوں میں یہ کمال شاید گنتی کے چند ہی افراد کو

حاصل ہو۔ دن کو راست اور رات کو دن کہنا اور اس پر عجم جانا علامہ حقانی ہی کا کمال ہے مصنف نے جو بے دلیل دعوے کئے ہیں ان کے جوابات یہ ہیں :

۱۔ مصنف کو اس قدر سفید جھوٹ بولنے سے قبل مشہور دیوبندی مولوی عاشق الہی میرٹھی کی کتاب "مذکرۃ الرشید" دیکھ لینی چاہیے تھی مگر دیکھے تو وہ جس نے سچ بولنا ہو اور سچی بات کہنی ہو۔ ان کے مذہب نامہ مذہب میں (معاف اللہ) خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے تو پھر یہ خود جھوٹ کیوں نہ بولیں بہر حال مذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۵ و ص ۱۶ پر اس سرکہ اور حافظ ضامن کے ہلاک ہونے کے متعلق یوں لکھا ہے :

"حضرت امام ربانی و مولوی رشید گنگوہی، اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (دالوتوی) اور طبیب روحانی المعروف حاجی صاحب دینار حافظ ضامن صاحب ہوا تھے کہ بند و قیدیوں سے مقابلہ ہو گیا یہ نبرد آزما دلیر جتنا اپنی سرکار (انگلش) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے اور ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اسل پھاڑ کی طرح پراچا کر ڈٹ گیا اور سرکار (انگلش) پر جانثاری کے لئے طیار ہو گیا۔۔۔۔۔ چنانچہ آپ پر فیریں ہوئیں اور حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیر ناف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے۔" (مذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۵ و ص ۱۶)

۲۔ صاحب بلی تھیلے سے باہر آگئی۔ چلا پتہ تقانہ بھون کے میدان اور حافظ ضامن کی شہادت کا۔؟ یہ سرکار برطانیہ پر علامہ دیوبند کی جانثاری تھی۔ یہ لوگ انگریز دشمنوں اور ایسٹ انڈیا کمپنی سے برسر پیکار مہادین آزادی سے اپنی سرکار کی حمایت میں لڑ رہے تھے نہ کہ گورنمنٹ (سرکار برطانیہ) سے لڑ رہے تھے۔

خود کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خود

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

آپ اپنے گھر کے جواب اور اپنے اکابر کے بیان و کلام سے بھی مطمئن نہ ہوں اور دوم ڈھاریوں کی طرح جینا پڑیں تو پھر حضرت گنگوہی کی چھ ماہ قید کس غرض کے لئے آئیے یہ بھی اپنے گھر والوں ہی سے پوچھئے :



”جب بغاوت و فساد کا قعدہ فرار ہوا اور محمد گورنمنٹ کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پاکر باغیوں کی سرکوبی شروع کی تو جن بڑوں مفیدوں کو سوائے اس کے پتی رہائی کا کوئی چارہ نہ تھا کہ جھوٹی پٹی تہمتوں اور خبری کے پیشہ سے سرکاری غیر خواہ اپنے کوئی امر کریں انہوں نے اپنا رنگ جھایا اور ان گوشہ نشین حضرات مولوی رشید گنگوہی مولوی قاسم نانوتوی وغیرہ پر بھی بغاوت کا الزام لگایا اور یہ خبری کی کہ قاضی (جون) کے فساد میں اصل الاصول یہی (دیوبندی) لوگ شامل تھے اور شاملی کی تحصیل پر حملہ کرنے والے ہی (گنگوہی کا) گروہ قیامتی کی درکانوں کے چہر انہوں نے تحصیل کے دروازہ پر جمع کئے اور اس میں آگ لگا دی یہاں تک کہ جس وقت آدھے کوڑھل گئے ابھی آگ بجھنے بھی نہ پائی تھی کہ ان مذمرانوں نے جلتی آگ میں قدم بڑھائے اور بھڑکتے ہوئے شعلوں میں گھس کر خزانہ سرکار (برطانیہ) کو لوٹا تھا۔ حالانکہ یہ مکمل پریش فائدہ کش نفس کش (دیوبندی گنگوہی نانوتوی) حضرات فسادوں سے کوسوں دور تھے۔“ (مذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۷)

گنگوہی کے چھ مہینہ حالات میں رہنے کی یہ وجہ تھی جو گنگوہی صاحب کے سوانح نگار نے بتائی ان گوشہ نشینوں پر بغاوت کا جھوٹا الزام لگایا گیا وہ تو اس فساد (جنگ آزادی) سے کوسوں دور تھے۔ اور پھر یہ سوچنے کی بات ہے جیسا کہ مصنف سیف حقانی نے خود بھی لکھا ہے کہ حضرت گنگوہی چھ مہینہ حالات میں رہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بغاوت کی سزا چھ ماہ قید ہوتی ہے۔ بغاوت کے الزام میں مجاہد اہل سنت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ کو تو پھانسی کی اور کالے پانی کی سزا دی جا رہی ہے لیکن گنگوہی جی کو صرف چھ ماہ حوالہ کی سزا دی جا رہی ہے یہ کیا ہے؟ وجہ صرف یہ تھی کہ گنگوہی صاحب کی گرفتاری بغاوت کے الزام میں ہوئی تھی ورنہ وہ حقیقی طور پر سرکار انگلشیہ کے باغی نہ تھے اور جب تفتیش میں ثابت ہو گیا کہ گنگوہی سرکار برطانیہ کا باغی نہیں ہے تو چھ ماہ کے بعد چھوڑ دیا۔ یہ بات بھی مولوی رشید احمد گنگوہی کے تذکرہ نگار نے بڑی صاف گوئی سے بیان کر دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

”حضرت امام ربانی قطب الارشاد مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کو اس سلسلہ میں امتحان کا بڑا مرحلہ طے کرنا تھا اس لئے گرفتار ہوئے اور چھ مہینہ حالات میں بھی رہے آخر جب تحقیقات اور پوری تفتیش و چھان بین سے کاشمیر فی نصف النہار ثابت ہو گیا کہ آپ پر جماعت منسبین کی شرکت کا محض الزام ہی الزام اور بہتان ہی بہتان ہے اس وقت (گنگوہی صاحب غیر مشروط) رہا کئے گئے۔“ (مذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۷)

گنگوہی کا اپنا اعتراف | مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے خلاف سن کر کہہ رہے تھے :

”میں جب حقیقت میں سرکار گورنمنٹ انگلشیہ کا فرمانبردار رہا ہوں تو (بغاوت کے) جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔“ (مذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۷)

مولوی رشید گنگوہی کا عدالتی بیان اور ربانی حکم

”جس وقت (مولوی رشید احمد گنگوہی) حاکم کے حکم سے عدالت میں بلائے جاتے تو ظاہر ہو کر بے تکلف گنگوہی کہتے ہووہ (حاکم) دریافت کرتا ہے تکلف اس کا جواب دیتے تھے آپ نے کبھی کوئی کلمہ دیا کہ یا زبان کو موڑ کر نہیں کہا۔ کسی وقت جان پہچانے کے لئے تفتیش نہیں کیا جو بات کہی وہی اور جس بات کا جواب دیا خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر بالکل واقع کے مطابق اور حقیقت حال کے موافق کبھی آپ سے سوال ہوا کہ رشید احمد تم نے مقصدوں (مجاہدین آزادی) کا ساتھ دیا اور فساد کیا؟ آپ جواب دیتے ہمارا کام فساد کا نہیں نہ ہم مقصدوں (مجاہدین تحریک آزادی) کے ساتھی۔ کبھی دریافت ہوتا کہ تم نے سرکار گورنمنٹ برطانیہ کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھائے۔؟ آپ اپنی تسبیح کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہمارا ہتھیار تو یہ ہے۔ کبھی حاکم دھمکا تا کہ ہم تم کو پوری سزا دیں گے۔ آپ



فرمانے کیا مضائقہ ہے مگر تحقیق کر کے۔ ایک مرتبہ حاکم نے پوچھا کہ تمہارا پیشہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ بھی نہیں مگر زمینداری غرض حاکم نے ہر چند تحقیق کیا اور تجسس و تفتیش میں پوری کوشش صرف کر دی مگر کچھ ثابت نہ ہوا..... آخر بری کے گئے اور فیصلہ سنایا گیا کہ رشید احمد رہائے گئے۔  
(مذکرۃ الرشید پیدل حصہ ص ۵۵ و ۵۶)

گنگوہی صاحب خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر علینہ بیان دے رہے ہیں۔ نہ میں مجاہدین آزادی کا ساتھی نہ میں نے ہتھیار اٹھائے۔ نہ میں نے سرکار انگلستان کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا مگر مصنف سیف حقانی لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے اس کے برعکس کہہ کر گنگوہی کو تحریک آزادی کا علی بابا بنا رہا ہے  
۳۔ شرم اس کو منکر نہیں آتی

۳۔ رہا بالاکوٹ کا معاملہ اس پر ہم گذشتہ اوراق میں مفصل روشنی ڈال چکے ہیں اور تاریخ ہزارہ۔ روزنامہ نوائے وقت مٹان ۲ نومبر ۱۹۸۱ء۔ مقالات سرسید ص ۳۱۸ حصہ شانزدہم۔ تجدید و احیاء دین۔ حیات طیبہ۔ تواریح عجیبہ۔ سیرت سید احمد۔ اوراق خلیفہ کے حوالوں سے بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور مفصل عرض کر چکے ہیں۔ اس کا جواب (انشاء اللہ) مصنف اور اس کے اکابر سے تاقیام قیامت نہ بن سکے گا۔  
وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے

کے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

۴۔ اب سینے مجاہد اہل سنت فاتح افرنگ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی بات جن کے متعلق بے بصیرت داند سے مصنف نے آنکھیں بند کر کے یہ سوال کیا وہ کیا گتے تھے تمہارے؟

بتاؤں وہ ہمارے کیا گتے تھے سنو وہ وہی علامہ فضل حق خیر آبادی ہیں جنہوں نے عقائد و دایہ کی دھجیاں اڑائیں۔ مسئلہ شفاعت و دیگر مسائل میں اسماعیل قلیل سے مناظرہ کر کے اس کو عاجز و ساکت کیا اور اسماعیل شہید سیل نجد کے رو میں تحقیق الفتویٰ

نامی مدلل کتاب تحریر فرمائی اور انکار شفاعت وغیرہ سے متعلق تقویت ایمان کی عبارات کفر پر ہیں الفاظ شرعی واضح فرمایا۔

”تامل اس کلام لاطال از روئے شرع سین کافر و بیدین است ہرگز مومن و مسلمان نیست۔“ (سیف الجہار ص ۵۵۔ بحوالہ تحقیق الفتویٰ از علامہ خیر آبادی قدس سرہ)

یہ وہی مولانا فضل حق خیر آبادی ہیں جن کے والد کا نام گرامی مولانا فضل امام آبادیت کے لئے موت کا پیغام ہے۔ یہ وہی مولانا فضل حق خیر آبادی ہیں جن کے متعلق سوانح قاسمی میں مذکور ہے:

”مولانا اسماعیل شہید اور مولانا فضل حق خیر آبادی (جو مولانا عبدالحق خیر آبادی کے والد ماجد تھے) ان دونوں بزرگوں میں باوجود ہمدردی ہونے کے مسئلہ استقلال نظیر پر علمی زور آزمائیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ آخر میں بات بہت دور تک پہنچ گئی اسی کے بعد ولی العہدی غامدان کے دینی علماء اور خیر آباد کے معتدلاتی مولویوں کے درمیان اختلاف کی غلیج بہت زیادہ وسیع ہو گئی تقریر و تحریر میں علمی حدود سے تجاوز کر کے سب و منقہم پر لوگ اتر آئے۔“  
(سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۵ و ۲۶)

پھر حاشیہ میں لکھا ہے:

”مولانا اسماعیل شہید کی اس سدھی سادی بات کو مولانا فضل حق صاحب نے منطقی زور آزمائیوں کی جولا نگاہ بنالیا دونوں طرف سے موٹی موٹی کتابیں شائع ہوئیں۔“  
(حاشیہ ص ۲۵)

بتائیے جناب! علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ ہمارے لگتے تھے یا تمہارے لگتے تھے۔ آخر تم نے تاریخ اور حقائق کو منہ کرنے کا ٹھیکہ کیوں اٹھالیا ہے؟ اور پھر اسکان کذب کے مسئلہ کا تو آپ کو بھی اعتراف ہے کہ علامہ فضل حق خیر آبادی قلیل و بلوی کے سخت خلاف تھے۔ یہ کوئی معمولی بات ہے ہنسی مذاق کی چیز ہے۔



علامہ خیر آبادی بھی

انگریز کے ایجنٹ تھے

علامہ اعثمافی سیف اعثمافی میں ہم سے پوچھتا ہے کہ وہ کیا گتے تھے تمہارے؟ ہم بھی پوچھتے ہیں کہ وہ کیا گتے تھے تمہارے۔ جبکہ دیوبندی کچھ پستل ضیاء القاسمی غلام آبادی اسٹنٹ سیکرٹری جعلی سواد اعظم غلام خانی اہل سنت صاف صاف کہتے ہیں:

”اس گروہ (اہل سنت بریلوی کتب فکر) کی ابتداء خیر آباد کے ایک مولوی (فضل حق) سے ہوئی وہ علامہ فضل حق (انگریز کا معروف ایجنٹ تھا) (ہفت روزہ افریشیا لاہور ۳۰۔۳۱ اپریل ۱۹۷۷ء ص ۱۳)

اب خود ہی بتاؤ علامہ فضل حق ہمارے تھے یا تمہارے تھے۔ اگر تمہارے تھے تو قتل و دہلوی کے متعلق ان کے شرعی فتویٰ پر ایمان لاؤ۔ تقویت الایمان کو پورک دو اور بقول ضیاء القاسمی انگریز کے اس معروف ایجنٹ کو اپنا کہہ کر خود بھی انگریز کے دلال بنو۔ اگر علامہ فضل حق اپنے جملہ عقائد سمیت تمہارے نہیں اور بفضلہ تعالیٰ یقیناً نہیں تو پھر اس حقیقت کا اعتراف کرو کہ دیوبندی ملاں اپنی انگریز پرستی پر پردہ ڈالنے اور عوام کو مغالطہ و فریب دینے کے لئے دوسروں کو بلاوجہ اور بلا ثبوت انگریز کا ایجنٹ قرار دیتے ہیں اور یہ مرض دیوبندی قوم میں عام پایا جاتا ہے اور اس مرض کے جراثیم ہر دیوبندی کے خون میں شامل ہیں

الزامات کی گردان

خدا جانے مصنف سیف اعثمافی نے کسی غیبت اور جنون کی کیفیت میں مبتلا ہو کر یہ ناپاک کتاب لکھی تھی اس سے بحث نہیں کہ اس میں زلزلہ اور تبلیغی جماعت کے کسی ایک حوالہ کو بھی نہیں جھٹلایا گیا یا جواب دیا گیا۔ ہمیں ترافسوس اور تعجب اس بات پر ہے اس نے اگرچہ کتاب کے دس باب باندھے ہیں مختلف عنوان قائم کئے ہیں مگر انگریز پرستی کا نہ بیان ہر جگہ نظر آتا ہے۔ عنوان خواہ کچھ ہی ہو انگریز انگریز کا دورہ پڑے اور الزامات و خلافات کے اعادہ و گردان میں کچھ حیا و محسوس نہیں کرتا۔ ملاحظہ ہو ایک ہی بات

بار بار بار بار بار۔

مسئلہ دارالسلام و دارالرحب ص ۱۲ و ص ۱۳ و ص ۱۴ و ص ۱۵ وغیرہ پر موجود ہے۔ رشید گنگوہی کی قید اور عافیت ضامن کے قتل کے قصے ص ۱۸ و ص ۱۹ و ص ۲۰ پر موجود ہیں مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف الزام تراشی ص ۱۸ و ص ۱۹ و ص ۲۰ و ص ۲۱ پر موجود ہے۔ گدی نشین مارہرہ کے خلاف بازار می بکواس ص ۱۸ و ص ۱۹ و ص ۲۰ و ص ۲۱ پر موجود ہے۔

الغرض پوری کتاب الزام تراشی کی گردان پر مشتمل ہے۔ یہ کیا ”زلزلہ“ کا جواب ہے یہ کیا ”تبلیغی جماعت“ کا رد ہے۔ دھماکہ۔ سوانح اعظم حضرت۔ سیف اعثمافی۔ بریلوی نقذہ کا نیاروپ۔ آخر آپ زلزلہ کے کتنے جواب دیں گے۔ کتنے جوابات سے آپ مطمئن ہوں گے۔ آخر کیوں آپ پر دن کا چین اور رات کی نیند حرام ہو گئی ہے۔ کہیں یہ سارے جواب آپ کی سن گھڑت تاویلات کا بھانڈا تو نہ پھوڑ دیں گے۔ آپ کو کسی طرح سکون نہیں آ رہا۔ آپ احساس کمتری میں مبتلا ہیں اور ”زلزلہ موت“ کا پیغام بن کر گردن پر کھڑا ہے اور نقد جواب کا مطالبہ کر رہا ہے اور کرتار ہے گا۔ مصنف کو معلوم ہونا چاہیے الزام نگار آسان اور جرم ثبات کرنا مشکل ہوتا ہے۔ جوڑ توڑ اور کمینچانپائی کر کے کسی کو مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا حوالہ جات ایسے واضح اور قطعی غیر مبہم ہونے چاہئیں جیسے ہم نے نقل کیے ہیں۔

دیوبندی دفاع کا

ایک نیا حربہ

موجودہ دور کے دیوبندیوں و دہلیوں نے علماء اہل سنت کے دلائل و براہین سے عاجز آ کر اپنی کتابوں کے مختلف ریڈیشنوں میں ترمیم و تحریف شروع کر دی ہے کیونکہ وہ نہ تو اپنی غلطی کا اعتراف جانتے سمجھتے ہیں نہ توبہ و رجوع کرتے ہیں نہ اپنے اکابر سے اظہار بیزاری و لاتعلقی کرتے ہیں۔ مگر چونکہ علماء اہل سنت کا دباؤ بڑھ رہا ہے اور عوام میں ان کی کوئی رکیک و ذلیل تاویل نہیں سنی جاتی۔ ہر میدان میں ان کو پسپائی ہو رہی ہے لہذا اب انہوں نے اسی میں بہتری سمجھی ہے کہ اپنی کتابوں میں



ترمیم و تحریف کی جانے اور آئندہ چھپنے والی کتابوں میں قابل اعتراض عبارات کو شامل نہ کیا جائے۔ اب تک ہمارے مطالعہ میں جو واقعات آئے ہیں ان میں فتادہ ملی رشیدیہ، تحذیر الناس، حفظ ایمان کے نئے اور پرانے ایڈیشن میں نئے ایڈیشنوں میں پرانے ایڈیشنوں کے برعکس کافی تحریف کی گئی ہے۔ اس کا اگر ضرورت پیش آتی تو ہم بنفس ذکر کریں گے۔

قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے ہم اس وقت صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شامل اور تھانہ بھون کے واقعات کے متعلق جو کچھ مولوی عاشق الہی صاحب میرٹھی نے تذکرۃ الرشید حصہ اول میں تحریر کیا تھا سوانح قاسمی جلد ۲ میں شامل اور تھانہ بھون کے ان تمام واقعات کو مولوی مناظر احسن گیلانی نے تلف کر دیا ہے جس سے دیوبندی اکابرین کا انگریز کو رحمدل گورنمنٹ کہنا اور خود کو گورنمنٹ انگلشیہ کا فرمانبردار کہنا ثابت تھا۔ ایسا کیوں؟

سب سے خودی ہے سب نہیں غالب  
کچھ تو ہے جس کا پر وہ داری ہے

اس میں شک ہے کہ تذکرۃ الرشید جس وقت چھپا تھا اس وقت ان کا آقا انگریز یہاں موجود تھا حکومت کا کنٹرول اس کے ہاتھ میں تھا لہذا اس وقت انگریزی حکومت کو رحمدل گورنمنٹ اور بناوت کرنے اور جنگ آزادی لڑنے والے مجاہدین کو باغی بکھا اور خود کو سرکار انگلشیہ کا فرمانبردار ثابت کیا اور سرکار انگلشیہ کو اپنا مالک و منتار سمجھا۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید ص ۳۰۰ ح ۳ پہلا حصہ۔

یاد رہے کہ تذکرۃ الرشید ۵ فروری ۱۸۵۷ء کی طبع شدہ ہے۔ جب انگریز ہندوستان پر قابض تھا اس وقت انگریز کی قصیدہ خوانی میں ان کا مقام تھا۔ اب جبکہ انگریز مرود و فوج ہوا ملک آزاد ہو گیا تو ان کا فائدہ اس میں ہے کہ انگریز کی تعریف نہ کی جائے اور دوسروں پر انگریز پرستی کے الزامات لگائے جائیں۔ لہذا انگریز کے جانے کے بعد ۱۸۵۷ء میں چھپنے والی سوانح قاسمی میں شامل اور تھانہ بھون کے وہ واقعات تلف کر دیئے جس سے انگریز کی وفاداری اور انگریز پر جاننا

کا ثبوت ملتا تھا ملاحظہ ہو سوانح قاسمی جلد ۲۔

لہذا مصنف سیف حقانی نے کال سکری سے وہی واقعات لکھے ہیں جو سوانح قاسمی میں مذکور ہیں۔ انگریزی عہد میں چھپنے والے تذکرۃ الرشید کے حقیقی واقعات کو دیدہ و نشہ پر رشیدہ رکھا گیا۔

یہ ہے ان کا دین و ایمان ہوا کا رخ دیکھ کر ہوا کے ساتھ چلتے ہیں۔ آج انگریز یہاں ہوتا تو سوانح قاسمی میں وہی ہوتا جو تذکرۃ الرشید میں ہے۔ نئے اور جوئے واقعات گھڑنے اور حقائق پر پردہ ڈالنے کی نوبت نہ آتی۔









۱۱۔ غریب دعا جو دیکھیں یہ کیا اور کدھر جائیں  
۱۲۔ خواجہ دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یا رب  
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی  
(مرثیہ گنگوہی ص ۶۷)

۱۳۔ خدا ان کا رب وہ مرلی تھے غنائ کے  
۱۴۔ جدھر کو آپ مائل تھے اور ہر حق بھی دائر تھا  
۱۵۔ ہرے قبلہ میرے کعبہ تھے مقانی سے مقانی  
ہرے میرا بھائی تھے کہیں کیا نفس قرآنی  
(مرثیہ گنگوہی ص ۶۷)

در حقیقت ان اشعار میں خدا تعالیٰ کی توہین ہے کیوں کہ ان میں دیر بندہ  
شیخ الہند خدا تعالیٰ سے پرچہ رہا ہے۔

خواجہ دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یا رب  
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی  
کیا معاذ اللہ رب تعالیٰ خود مجبور و بیکس ہے جو اس سے پرچھا جا رہا ہے کہ دین و دنیا  
کے خواجہ کہاں لے جائیں قبلہ حاجات روحانی و جسمانی رشید گنگوہی تو مکر مٹی میں مل  
گیا۔ آئیے اس شعر (۲) پر علماء دیوبند کا فتویٰ ملاحظہ ہو

۱۔ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی کے یہ معنی ہوں کہ وہ خود بخود بلا حق تعالیٰ کی منظوری  
و اجازت کے حاجات پوری کرنے والے ہیں تو یہ شرک ہے کفر ہے اس سے تو بفرض  
ہے۔ اور اگر یہ معنی ہوں کہ وہ دعا کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ سب خواجہ پوری کر دیں  
گے یہ درجہ حاصل ہے تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یہاں ثابت اور ان کے  
یہاں ثابت نہیں۔ شعریوں پر بیعت:

۲۔ خواجہ دین و دنیا کے فقط اللہ سے ہیں گے  
وہی ہے قبلہ حاجات روحانی و جسمانی  
نقطہ جمیل احمد قاضی مفتی ہامد اشرفیہ مسلم آباد لاہور

۱۱ شوال ۱۳۹۳ھ

○ حاجت روا خواہ حاجات دنیوی ہوں یا آخری ہوں صرف اللہ تعالیٰ ہے اور  
کوئی نہیں ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو حقیقتاً حاجت روا سمجھے وہ بحکم  
قرآن مشرک ہے چنانچہ ارشاد ہے ومن الناس من يتخذ من  
دون الله اسناداً فيحسبونهم كحب الله اني اخبرك يا است هذا  
والله تعالى اعلم بالصواب

عبد الرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی  
۸ شعبان ۱۳۹۳ھ

(ماخوذ مرثیہ گنگوہی علماء دیوبند کی نظر میں ص ۶۷)

اسی طرح تیسرے شعر میں مولوی رشید احمد گنگوہی کو ربی غنائ کہا گیا۔ غنائ جمع  
غنائ کی ہے تو پورے مصرعہ کا مطلب یہ ہوا۔ خدا ان (رشید احمد گنگوہی) کا ربی (پالنے والا)  
تھا اور مولوی رشید احمد گنگوہی ربی غنائ پوری خلقت اور تمام جہان کے پالنے والے  
تھے۔ اور پھر چوتھے شعر میں تو کمال ہی کر دیا۔ جدھر کو آپ (مولوی رشید احمد) مائل  
تھے اور ہر حق بھی دائر تھا۔ میرے قبلہ میرے کعبہ تھے مقانی سے مقانی  
یہ ہے تنقیص خداوندی۔ ذرا قبلہ و کعبہ کہنے کے متعلق خود گنگوہی صاحب  
کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے دیکھتے ہیں:

سوال: قبلہ و کعبہ یا قبلہ دارین کعبہ کو زمین یا قبلہ دینی و کعبہ دینی یا مثل ان  
الفاظ کے القاب و آداب..... کسی کو تحریر کرنے جائز ہیں یا نہیں حرام ہے  
یا غیر حرام مکروہ تحریمی یا تنزیہی  
الجواب: ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہ تحریمی ہیں  
لقولہ علیہ السلام ملاً نظرو فی الحدیث رواہ البخاری و  
المسلم جب زیادہ حدیث نبوی سے کلمات آپ کے واسطے ممنوع  
ہوئے تو اور کسی دوسرے کے واسطے کس طرح درست ہو سکتے ہیں۔

(فقط واللہ اعلم رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۷)



اور پھر چوتھے شعر میں تو مدعی کو دی۔ جدھر کو آپ رشید گنگوہی تھے اُدھر ہی حق بھی دائر تھا۔ گویا حق گنگوہی ہی کے اشاروں پر چلتا ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

مصنف سیف حقانی کو مدح اعلیٰ حضرت کے شعر تو نظر آگئے اور اس نے بزعیم خود اس کو خدا تعالیٰ کی توہین بھی قرار دے دیا۔ لیکن وہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی کو کیا کہے گا۔ وہ اپنے پیر طریقت حضرت نور محمد صاحب علیہ الرحمۃ کی مدح میں ان کو مدد کرنے پکارتے ہوئے نکلتے ہیں :

مہم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا مہم میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ  
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا عشق کی پُرسکے تہیں کا پتے پر دست پیا  
لے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا آسرا دنیا میں ہے از بس تہا رہی ذات کا  
دامد الشاق صلیا و شہائم امداد صلیا

بتائیے ان اشعار کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟ یہ اشعار مولوی رشید احمد گنگوہی نے امداد السلوک میں بھی لکھے ہیں۔

**حاضر و ناظر کا اطلاق**  
منہ پر لعنوزان خدا حاضر و ناظر نہیں کہتا ہے خدا کی توہین کا لحاظ ہو حنفی سلسلہ اسلام کا ملت فرماتے ہیں :  
”اللہ عزوجل کے لئے لفظ حاضر و ناظر خاص نہیں۔“ اس کے بعد ملاں جی بے چین طبیعت کے ساتھ کہتا ہے تو حضور والا پھر کس کے لئے خاص ہے اگر عام ہے تو کس کس کے لئے۔ اس کے ساتھ ہی ملاں جی نے دو تین آیات بھی نقل کر دی ہیں جو اس مفہوم کی ہیں۔ ”خدا متبارکے ساتھ ہے“ حالانکہ بات حاضر و ناظر کے اطلاق سے متعلق جو یہ ہے مگر یہ جاہل حاضر و ناظر کے معنی و مفہوم کو کیا سمجھے اس نے اپنی جہالت و حماقت کا بھنگڑا ضرور ڈالنا ہے کاش کہ یہ جاہل مطلق مہذب و الصالح اور جمیع بحار الانوار الصباح النیر وغیرہ میں حاضر و ناظر کے معانی تلاش کرتا تو اس قدر کھلی جہالت کا مظاہرہ نہ کرتا۔ عالم میں حاضر و ناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ توست قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف و دست کی طرح دیکھے اور

قریب و بعید کی آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرے خواہ یہ روحانی طور پر ہو یا جسمانی طور پر ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام و بزرگان دین کو یہ طاقت حاصل ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خلیق اقدب الیہ من جبل اورید اور علی کا شوق قدسی ہے اور عالم الغیب ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اور شان قرآن عظیم سے ثابت ہے اور ہم انبیاء و رسل علیہم السلام کو علی کا شوق قدسیت نحن اقرب الیہ من جبل اورید۔ عالم الغیب نہیں ملتے اور حاضر و ناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے نہ کسی آیات و احادیث میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہا گیا نہ اللہ تعالیٰ کے ائمہ حسنہ میں حاضر و ناظر کا نام شامل ہے نہ صحابہ کرام یا تابعین یا ائمہ مجتہدین یا سلف صالحین میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر و ناظر کا نام استعمال کیا۔ اور نہ یہ نام اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔ یہ مصنف کی اپنی مرضی ہے کہ وہ بے لگام ہو کر جس چیز کو چاہے اللہ تعالیٰ کی توہین قرار دے۔ اور دل کی بجز اس نکالے مثلاً ششیان حق و انصاف اگر چاہیں تو اس سلسلہ میں امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ کی تصانیف جلیلہ اور کتاب جہار الحق و رسالہ تسکین الخواطر و تہر خداوندی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

مصنف نے اس سلسلہ میں جو چند آیات نقل کی ہیں وہ قطعی بے محل ہیں۔ اولاً تو وہ اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے کے اثبات میں نہیں۔ دوم ان میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر نہ کہنے کو ان میں توہین قرار نہیں دیا۔ مصنف کو چاہیے کہ وہ بے موقعہ و بے محل آیات نقل کر کے اپنی قرآن دانی کا رعب جمانے کی بجائے اس مفہوم کو آیات نقل کر کے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر نہ ماننا اس پاک ذات کی توہین ہے۔

### اختیارات و تصرف

مصنف نے جنون و ہل بیت سے مغلوب ہو کر حنفی سلسلہ اسلام کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے

”حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں تمام جہاں حضور



کے زیر حکومت و تصرف میں ہے جو چاہیں کریں جسے چاہیں دیں جس سے چاہیں واپس لیں اور تمام جہان ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ احکام شریعت حضور کے قبضہ میں ویسے گئے جس پر جو چاہیں حرام فرمائیں۔ جس کے ۲ جو چاہیں حلال کریں فرض جس پر چاہیں منافیہ فرمائیں۔

تہائیے جناب اس میں کون سی بجلی گر گئی تھی جو زمین نجد تباہ ہو گیا۔ اگرچہ ہم نے  
خفی سلسلہ اسلام نہیں دیکھا اور محمول بالا عبارت بھی تحریر شدہ معلوم ہو رہی ہے  
لیکن اس عبارت میں بھی یہ تو ہے کہ حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق  
اور یہ بھی ہے :

”تمام جہان اُن دنی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محکوم اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں“ (سیف حقانی ص ۳۲)

مصنف نے چورس الفاظ کا بدترین مثال قائم کرتے ہوئے اس عبارت میں سوا کا لفظ ختم کر دیا۔ بہر حال جب یہ ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں اور اپنے رب کے محکوم ہیں تو پھر آخر بے چینی کیوں ہے۔ کیا یہ غلط ہے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۗ وَاٰیٰتُہٗ وَکُتُبُہٗ

خلیفہ کا دعویٰ محض نائب ہے دیکھو فیروز اللغات مفت خلیفہ (نائب) احکام و لوازم  
و دیگر تصرفات میں اصل کا نائب ہوتا ہے۔ یہ آئیہ کہ یہ سیدنا آدم علیہ السلام سے متعلق  
ہے۔ لیکن ہمارے آقا و ولی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ انبیاء و رسل  
علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا ہیں۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق نہیں کیا  
اللہ تعالیٰ کا نائب بے کس و بے بس اور مجبور و بے اختیار ہوگا اور اس کو اپنے رب  
تعالیٰ کے فضل و کرم سے تصرف کی قدرت حاصل نہ ہوگی۔ یہ کتنی صریح جہالت ہے  
اللہ تعالیٰ کے نائب کے اختیارات و تصرفات کا انکار و حقیقت اللہ تعالیٰ کی  
قدرت کا ہی انکار ہے۔

مصنف نے اس سلسلہ میں در آیات بھی نقل کی ہیں کہ لَمْ يَخْلُقْ وَالْأَمْرُ  
بِشَيْءٍ مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْخَلْقَ اِلهٌ كَمَا هُوَ اور حکم ہی عرف  
اسی کا اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے.....

مصنف کا سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ اس نے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مضموم کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ وہ محبوب و محب میں فرق سمجھتا ہے حالانکہ یہاں میرا تیرا نہیں ہے یہ بے بصیرت کو لَوْ لَمْ نَخْلُقْكَ لَمْ نَخْلُقْكَ الدُّنْيَا اور لَوْ لَمْ نَخْلُقْكَ لَمْ نَخْلُقْكَ الْآفَلَاكُ کے معنی و مفہوم سے مطلق نا آشنا ہے۔ اپنی موروثی جہالت کے سبب جو آیات طیبہ بے عقل نقل کی ہیں ان میں یہ ہرگز ثابت نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مطلقاً اختیارات نہیں دیے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے مالک و قادر ہونے کا اثبات ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے تعرف و اختیارات کی نفی نہیں ہے۔ مصنف کو نفی کی دلیل پیش کرنا یا سہی مگر نہیں کر سکتا۔

تعبیر ہے کہ جاہل مصنف اتنا اہم سمجھ گیا کہ غفلت و رشان رسالت سے تعلق اسے کوئی آیت نظر نہیں آتی۔ ملاحظہ کیجئے کیا آیات قرآن عظیم میں نہیں ہیں۔؟

○ وَمَا تَقْصُوا إِلَّا أَنْ تُغْنِيَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ  
کیا بڑا لگا ہی تاکہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (پارہ ۱۰، صفحہ ۱۰۷)

○ وَسَوَاءٌ لَهُمْ رِضْوَانُ اللَّهِ أَمْ لَكَ رَسُولُهُ وَمَا أَحْبَبْنَا إِلَيْهِ  
سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ  
اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جرات رسول نے اُن کو دیا اور کہتے  
ہیں ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول  
ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے (پارہ ۱۰۔ التوبہ)

قرآن پاک ہی میں ہے :

○ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا



اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے۔

نیز لکھا ہوا:

○ الذین اتبعوا الرسول السبب الا فی اللہ فی یحذرون ما کانوا  
عندہم فی الشوریٰ والنجیل یا مشرکھم بالمشرکون و یطہرون  
عن الممکون و یحللکم الطیبات و یحرم علیہم الخبیثات و یفج  
عنہم اشرہم و الا غلغل الی ان کان علیہم۔ وہ لوگ کہ پیروی کریں گے  
اس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے اس کی جیسے لکھا پائیں گے اپنے  
پاس توریت و انجیل میں وہ انہیں حکم دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے  
اور حلال کرے گا ان کے لئے سحری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں  
اور اتارے گا ان پر سے اُن کا بھاری برجہ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو  
ان پر تھے۔

معلوم نہیں دہائیوں کو آدھا قرآن پڑھنے اور آدھا کو نظر انداز کرنے اور غلط معنی  
پہنانے کا مرض کیوں ہے۔؟ یا ان کو مذکورہ بالا آیات نظر نہیں آتیں۔

مصنف سیف حقانی کو یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی مسلمان یہ کہے کہ حضور نبی اکرم  
رسول مجرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ مصنف  
نے اپنے نقل کردہ اسی حوالہ میں بڑے خود اس کا بھی تسخیر اڑانے کی کوشش کی یہی کچھ  
بابائے دہابیت قتیل دہلوی کہتا رہا ہے کہ

” رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔“ (تقریب الا بیان ص ۲۷)

اب اس احمق اور اس کے گرد بابائے دہابیت کو کون سمجھائے کہ تمہیں قرآن کا  
نام لے کر قرآن عظیم کی تمکذیب کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ کیا قرآن عظیم میں یہ  
نہیں ہے وَتَسُوْفُ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی اور کیا حدیث قدسی میں یہ نہیں  
ہے کَلَّمْتُمْ لَیْسُ لَیْسُوْنَ وَصَافِیْ وَ اَنَا اَھْلُبُ رَضَاکَ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہ ہوتا تو  
کعبہ قبہ کیونکر قرار پاتا۔؟ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
کے چاہنے سے مسلمان نہیں ہوئے۔؟ کیا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے  
سے ڈوبا ہوا سورج واپس نہیں ہوا۔ چاند و شکرے نہیں ہوا۔؟

ایک طرف تو حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام حتیٰ کہ سید الانبیاء مصیب خدا  
نائب خالق ارض و سما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے معاندانہ عقائد ہیں۔  
دوسری طرف اپنے ملاؤں کے متعلق کھلم کھلا کہتے ہیں

۱۔ نہ رکا پد نہ رکا پد نہ رکا۔ اُس کا جو حکم تھا سیف قضا نے مہرم  
در شیعہ گنگوہی ص ۱۲۸

مولوی رشید گنگوہی کا حکم قضا نے مہرم کو کاٹنے والی تلوار تھا۔ اور اسی پر بس نہیں  
آگے ملاحظہ ہوا۔

۲۔ مردوں کو زندہ کیا زندہ کو مرنے نہ دیا۔ اس میحالی کو دیکھیں ذریٰ ابن مریم  
در شیعہ گنگوہی ص ۱۲۸

اور پھر حق تو گنگوہی جی معاذ اللہ اشاروں پر چلتا ہے۔

۳۔ جد مر کو آپ مائل تھے اور یہی حق بھی دائر تھا۔ میرے قبہ میرے کہتے تھے حقانی سے حقانی  
در شیعہ گنگوہی ص ۱۲۸

مولوی رشید امجد گنگوہی جی تو یہ شان ہے انہوں نے۔

حضرت قاسم و امداد کو مرنے نہ دیا۔ بلکہ زندہ ہی رکھا علی وجہ اتم  
در شیعہ گنگوہی ص ۱۲۸

بتائیں دیوبندیت کی دیواریں منہدم کر دینے والی ان مبالغہ آرائیوں کا ان کے پاس  
کیا جواب ہے جو ان کے اپنے بقول شرک ٹائیس خدا تعالیٰ کی اور قرآن کی توہین اور نہ جانے  
کیا کیا ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آنکھوں پر پرچی باندھ اپنی سیف حقیقیہ میں لکھا یہ  
عارف ہے کہ :



”رضا خانی دین کے پرستاروں نے صاف صاف کہہ دیا ہے  
خدا کے پے میں بجز وحدت کے رکھا کیسے جوینا ہے ہیں نے میں گے مصطفیٰ سے  
(سیف حقانی ص ۱۱۲)

ازام تو بڑی فراخ دل سے لگا دیا لیکن یہ نہیں بتایا۔ رضا خانی دین کے پرستاروں  
نے یہ کہاں بکھلا ہے۔ اور کچھ نہیں تو چٹان کا ہی حوالہ دے دینا تھا یا کم از کم پروفیسر  
روحی ہی کا نام لے دینا تھا۔ بلا دین و ثبوت ازام تراشی کرنا اور پھر زبان درازی کے  
بل بوتے پر یہ کہنا ”کیا یہ فتنہ اور اس کی خطرناکی قادیانی و جال سے کم ہے؟ خود جال  
و کذاب ہونے کا کھلا اعتراف ہے یا نہیں۔؟ اگرچہ ہم نے حنفی سلسلہ اسلام نامی  
کوئی کتابچہ نہیں دیکھا۔ مگر اپنے تجربہ و مجربہ کی بنا پر ان کی تراش خراش سے واقفیت  
کے باعث اس کے نقل کردہ حوالوں کی چوری صاف محسوس کر رہے ہیں اہل سنت  
کے ذمہ وہ عقائد تھوڑے جارہے ہیں جن کا ان سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ہم بہتر جانتے  
ہیں کہ علماء اہل سنت کے عقائد و نظریات کیا ہیں۔ اور وہ بات کس انداز میں کہتے ہیں  
اور پھر یہ بات ثابت نہیں کہ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری قدس سرہ کی کوئی  
کتاب حنفی سلسلہ اسلام کے نام سے موجود ہے۔ اگر بالفرض یہ کتاب ہو بھی سہی تو یہ  
یقین نہیں کہ علامہ مرحوم نے اس انداز میں یہ باتیں کہی ہوں جو مصنف کہہ رہے اور  
اگر بالفرض یہی کچھ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب علیہ الرحمۃ کا عقیدہ تسلیم کر لیا جائے  
تو پھر اس کی زد دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری پر بھی پڑے گی۔  
کیونکہ دیوبندی شیخ التفسیر اور سابق امیر جمعیتہ العلماء اسلام آنجنابی احمد علی لاہوری  
ان ہی علامہ ابوالحسنات کی بہت عزت و تعظیم کرتے تھے جن کو دیوبندی مصنف  
معاذ اللہ منکر قرآن ٹھہرا رہا ہے۔ ملاحظہ ہو

”ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی کی دعوت پر ان کے مدرسہ شیش محل میں  
مینگت تھی حضرت (مولوی احمد علی) پہلے سے کسی پر تشریف فرما تھے جو دودی  
صاحب اور مولانا ابوالحسنات (سید محمد احمد بریلوی) بعد میں تشریف لائے حضرت

شیخ (احمد علی) ہر دو اصحاب کے لئے کسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر ان کو  
گئے لگایا۔“ (دہنت روزہ خدام الدین ۸۔۱۰ پرچہ ستئمہ ص ۱۱۳)

اور پھر سلسلہ کی تحریک تحت ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمل کا صدر مولانا ابوالحسنات صاحب  
کو تسلیم کرنے والے یہی دیوبندی اکابرین عطاء اللہ بخاری۔ احمد علی لاہوری۔ عبداللہ درغلائی  
وغیرہ تھے۔ لہذا وہ مصنف سیف حقانی کے بقول ایک منکر قرآن کو اپنا صدر بنا کر خود بھی  
منکر قرآن ہوئے۔ مذکورہ بالا اور اس قسم کے بہت سے دیوبندی ملآن مصنف کے اس  
فتویٰ سے نہیں بچ سکتے۔

مگر مصنف کا یہ سارا تانا بانا ہی غلط ہے اور اس کی چوری کالیتین ہیں اس سے  
بھی ہوتا ہے کہ اس نے سیف حقانی کے ص ۱۱۲ پر قرآن کی توہین کے زیر عنوان شرح استدلا  
ص ۱۱۲ کے حوالہ نقل کیا ہے :

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری خدائی طاقت دی گئی ہے جب ہی تو  
خدا کی طرح مختار کل ہیں اور خدا کے نائب کل“

اور کشف ضلال دیوبند ص ۱۱۲ کے حوالہ سے بکھلا ہے :

”قرآن و حدیث کے خلاف پر بزرگوں کے قول سے سند پکڑنا جائز ہے“  
(سیف حقانی ص ۱۱۲)

ہم دیوبندیوں کے اس کذاب مصنف کو منہ دکانے کو تیار نہیں۔ جب آدمی جھوٹ  
برتنے پر کمر باندھ لے تو اس کو کیا کہا جائے۔ مگر ہم اس کذاب کے استاذ مفتی محمود کو  
چیلنج کرتے ہیں کہ وہ میدان میں آئیں اپنے کذاب شاگرد کے مذکورہ بالا دونوں حوالہ جات  
ثابت کرنے کے ہم سے ایک ہزار روپیہ نقد انعام حاصل کریں۔ اور ہم مزید ایک ہزار روپیہ  
اس پر انعام دیں گے کہ کوئی یہ ثابت کر دے کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا  
فاضل بریلوی قدس سرہ یا کسی بھی عالم اہل سنت کی کوئی کتاب کشف ضلال دیوبند کے نام  
سے دنیا میں موجود ہے۔ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ ان دونوں کتب تو کیا اگر سیدنا اعلیٰ  
قدس سرہ کی کسی کتاب سے یہ الفاظ ثابت کر دیں تو ہم اس کو ایک ہزار روپیہ



دیں گے۔ مصنف بے شرمی سے کہتا ہے ”گل مک لگی“ حالانکہ ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹ وی حد تک لگی۔ حقیقت یہ ہے کہ نام نہاد سیف مقانی جیسی سو فیصد خالص جھوٹی کتاب ہم نے نہیں دیکھی۔

### علم ماکان و مایکون

مصنف مستند علم غیب پر بھی مختلف گفتگو کی ہے مگر وہی چال بے ڈھنگی جو پہلے قبیح سو اب بھی ہے اس مسئلہ کو بھی تھوڑا تھوڑا مختلف صفحات پر زیر بحث لایا ہے مگر وہی بنیادی غلطی جو ان کے بڑے کرتے آئے ہیں یہ لوگ ان عقائد و نظریات کا رد نہیں کرتے جو علماء اہل سنت کے ہیں بلکہ اپنی طرف سے ایک عقیدہ گھڑ کر سنیوں کے سر تنوہیں گے اور پھر محقق بن کر اس کا رد کریں گے۔ مسئلہ علم غیب ہی کو لے لیجئے۔ اس میں پہلے تو اہل سنت پر یہ الزام لگائیں گے کہ یہ لوگ انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب سمجھتے ہیں اور پھر ایسی آیات و احادیث نقل کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا اثبات ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کو ایسی آیات و احادیث پیش کرنی چاہیے کہ تہامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی ملاں چیر کا علم اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں فرمایا۔ یہی چیلنج بار بار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ نے ان کو دیا مگر لا جواب رہے سینے۔

### سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا چیلنج

”ہاں ان تمام نجدیہ و ہولیہ گنگوہی جنگلی کو ہی سب کو دعوت عام ہے اجعوا شہادۃ کم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدالالتہ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف و صریح طور پر ثابت ہو کہ تہامی نزول قرآن عظیم کے بعد اشیاء مذکورہ ماکان و مایکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا“

(انہاء المصلیٰ صفحہ ۱۷۱ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز)

سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے اس چیلنج کا جواب آج تک اکابر و راجد

زور سے تو بے چارہ اپنے منہ علامہ قریشی کی لکھی ہوئی ہے جو جواب دے۔ اس کا انحصار تو ہوائی فائرنگ پر ہے۔ مصنف نے ص ۳۲ کے علاوہ ص ۲۱ اور چند دیگر مقامات پر بھی اس مسئلہ کو چھیڑا ہے مگر وہی چار سو بیسی اور ہیرا پھیری لکھتا ہے:

”چنانچہ دیکھئے دریلوی کہتے ہیں اولیاء بھی عالم الغیب ہیں۔ اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غیب وافی ان کے اختیار میں دے دی ہے۔ جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں ان کے اختیار و قابو میں ہے۔“  
(الامین والعلی ص ۲۵)

○ صفحہ ۱۷۲ پر لکھتا ہے ”خدا کے ساتھ نبی بھی عالم الغیب؟.....“

حالانکہ اہل سنت و جماعت حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام اور بزرگان دین اولیاء کاملین قدس سرہ کو عالم الغیب نہیں مانتے۔ عالم الغیب کہنا اور بات ہے اور بظاہر الہی علم غیب ماننا اور بات ہے اور مصنف الامین والعلی ص ۲۵ تو کیا اپنے نقل کردہ الفاظ الامین والعلی کے کسی بھی صفحہ پر نہیں دکھا سکتا۔ ہم نے مصنف کے اس خوار کو بہتان سمجھنے کے باوجود اپنے مکمل اطمینان کے لئے الامین والعلی کو چھان مارا۔ لیکن مصنف کے نقل کردہ الفاظ کہیں نہیں ملے۔ ہم مصنف کے استاد مفتی محمود کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اپنے ہونہار شاگرد کے نقل کردہ الفاظ دکھا کر ایک ہزار روپیہ مزید انعام حاصل کریں ورنہ اس کذاب کے منہ میں لگام دیں۔

### محدث اعظم پاکستان کا

### منظورہ سنہجلی کو چیلنج

”آپ دوسری منظورہ سنہجلی نے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز پر اقرار کیا ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب کہنا عرفاً جائز بتایا ہے اگر آپ میں ذرہ سی بھی سچائی ہو تو زیادہ نہیں ایک ہی کتاب پیش کر دیکھئے لفظ عالم الغیب کا اطلاق ہم بھی عرفاً غیر خدا عز و جل پر نہیں کرتے مگر



لعللہ فی سید الانبیاء بلکہ جمیع انبیاء بلکہ اولیاء کرام کے لئے بھی علم غیب  
ماتے ہیں؟ (نعت خداوار متا از محدث اعظم ابن النضر بن النعمان رحمہ اللہ)

یہی کچھ فقیر نے اپنی کتاب انوار حق بجواب اظہار حق میں لکھا ہے۔ لیکن اس کے باوجود  
دیوبندی ملاں وہی مرغ کی ایک ٹانگ کہے جا رہے ہیں اور حقائق یہ ہے کہ حضور اقدس  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خدا و علم غیب شریف کی نفی میں آیات نقل کریں گے تو وہ  
ایسی ہوں گی جیسوں یا تو اللہ عزوجل کے عالم الغیب ہونے کا بیان ہو گا یا ذاتی و  
غیر متناہی علم غیب کی نفی ہوگی۔ دیکھئے معصفت نے سیف حقانی ص ۳۴ پر چند ایک  
آیات نقل کی ہیں وہ آیات معہ جوابات یہ ہیں۔

پہلی آیت انما للغیب للہ اس آیت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ  
نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا نہیں فرمایا۔

دوسری آیت قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کا  
معنی یہ ہے کہ وہ اسے محض علی اللہ علیہ وسلم کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ آسمانوں اور زمین میں ہے  
غیب کی بات کو مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اس آیت کے تحت تفسیر انور جلیل میں  
ہے معناه لا یعلم الغیب بل لا دلیل الا اللہ اذ لا یسئلہ احد فی الغیب  
اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ بغیر دلیل یا بغیر بتائے (بلا تعلیم خداوندی) یا سارے غیب  
خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ روض التفسیر شرح جامع صغیر میں امام مناوی علیہ الرحمۃ  
لکھتے ہیں اما قولہ لا یعلم ففسر بانہ لا یعلم احد بذاتہ ومن ذاتہ  
الا هو۔ اسی طرح امام نووی کے فتاویٰ اور امام ابن حجر مکی کے فتاویٰ حدیثیہ اور شرح  
شفاء غفاجی میں ہے اختصار مانع ہے ورنہ مفصل لکھا جاتا۔ الغرض اس میں نفی علم ذاتی  
ہی کی ہے اور یہی مطلب ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مطلقاً نفی نہیں ہے

تیسری آیت قل لا اقول کم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب  
تم فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ  
(خود بخود) غیب جان لیتا ہوں۔ اس آیت کے تحت علامہ نیشاپوری اپنی تفسیر میں

لکھتے ہیں (قل لا اقول کم) لم یقل لیس عندی خزائن اللہ لیس عندی خزائن اللہ لیس عندی خزائن اللہ  
خزائن اللہ وہی العلم بحقائق الاشیاء وما هی اتماع عندہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
بامستجابۃ دعاء لا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قولہ انا الاشیاء کما ہی  
ولکنہ یتکلم الناس علی قدر عقولہم (ولا اعلم الغیب) ای لا اقول کم هذا  
مع انہ قال صلے اللہ علیہ وسلم علمت ما کان وما سیکون اھ مختصراً۔

یعنی ارشاد ہوتا کہ اسے نبی فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں  
یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ  
میرے پاس ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
ہیں مگر حضور ان کی سمجھ کے قابل باتیں بیان فرماتے ہیں اور وہ خزانے کیا ہیں تمام  
اشیاء کی ماہیت و حقیقت کا علم حضور نے اس کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول  
فرمائی پھر فرمایا اور میں غیب نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے  
ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ماکان وما سیکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گا  
اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ انتہی اس آیت میں دعویٰ کی نفی ہے علم غیب  
کی نفی نہیں ہے اسی طرح تفسیر مدارک میں ہے یہی کچھ روح البیان میں ہے۔

چوتھی آیت وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا هو۔ اس آیت کے متعلق  
مفسرین نے فرمایا کہ مفاتیح الغیب (غیب کی کنجیوں) مراد غیب کے تمام خزانے ہیں  
یعنی جملہ معلومات الہیہ کا جاننا کیونکہ کنجی کا کام ہی یہ ہوتا ہے قفل کھولا جائے تو حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غیب کی کنجیاں نہیں وہ جملہ معلومات الہیہ کو محیط نہیں اور  
غیب کے نامتناہی خزانوں کا خود بخود بغیر عطا خداوندی علم نہیں رکھتے۔ اس کے تحت  
تفسیر کبیر میں فرمایا سارے ممکنات پر قادر ہوتا ہے۔

پانچویں آیت لہ مقالید السموات والارض میں بھی علم عطا کی نفی نہیں  
ہے لہ مقالید السموات والارض اور عندہ مفاتیح الغیب کے متعلق سیدنا  
اعظم حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ عجیب علمی نکتہ بیان فرمایا فرماتے ہیں



دوں کے معنی میں کجیاں اور اگر مناجات کا اول اور آخر حرف یعنی م اور ح میں اور مقالید کا حرف اول اور حرف آخر یعنی م اور دال میں تو بنتا ہے نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس سے سجدہ میں آتے کہ ذات پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظہور عالم کی کنفی ہے۔

الفرض مصنف سیف عتقانی کی نقل کردہ آیات میں سے ایک آیت بھی علم عطائی کی نفی نہیں کرتی۔ اگر بالفرض ان آیات سے علم عطائی کی نفی بھی مراد لی جائے تو یہ دوسری آیات قرآنیہ معارض ہوں گی۔ مثلاً علم غیب عطائی کے متعلق قرآن عظیم میں ہے:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْهِرَ عَنْكَ الْغَيْبَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَسِي سُبُطَ رُسُلِهِ مَن يَشَاءُ فَأَمْسُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْتُمْ مُسْمُوعُونَ وَتَقُولُوا كَلَّمَ الْأَجْمَلِ عَظِيمِ۔ اللہ جل شانہ یوں نہیں کہ تم کو مطلع کر دے غیب پر لیکن اللہ تعالیٰ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان پر رہو تم اور پر ہیز گاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے۔

دوسری آیت میں ہے:

عَنِ الْغَيْبِ لَا يَنْظُرُ عَلَى شَيْءٍ أَحَدٌ إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مَوْجِدُ رَسُولِ۔ اللہ جل جلالہ عالم الغیب ہے پس اپنے غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر سوائے پسندیدہ رسولوں کے۔

اور بھی بہت سی آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے علم غیب بظاہر خداوندی ثابت ہوتا ہے مگر اختصار مانع ہے۔ قارئین کرام تفصیل کے لئے الدولۃ المکیہ، فالعقلاء اعتقاد، انبار المعصنات از امام اہل سنت العظمت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ، الکامنتہ العلیاء مصنفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ، مناظرہ بریلی از محدث اعظم علامہ سیدی سردار احمد قدس سرہ، جامع الحق از مفتی احمد یار خاں بدایونی، اور فقیر کا رسالہ انوار حق بجواب اظہار حق ملاحظہ کریں۔

مسئلہ علم غیب اور اکابر دیوبند دیوبندی و بابی مختلف حیلوں اور بہانوں اور ڈھکوسلوں سے علم غیب کی نفی کرتے ہیں

آجکل یہ کہا جا رہا ہے، علم غیب بتانے سے غیب نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا ہے تو وہ غیب نہیں رہا کبھی علم غیب عطائی کا بھی انکار کیا جاتا ہے کبھی شکر کہ قرار دیا جاتا ہے وغیرہ۔ آئیے اکابر دیوبند کی کتب سے مسئلہ علم غیب کا ثبوت پیش کریں:

○ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں:

”مثلاً علم اولین اور میں اور علم آخرین اور میں یہ سب علوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں“ (تہذیب الناس ص ۱)

○ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

”رسل و اولیاء غیب اور آئندہ کی خبر دیا کرتے ہیں“ (تکمیل البقیہ ص ۱۳۱)

○ مولوی غلیل احمد انیسٹروی دیوبندی لکھتے ہیں:

”ہمارا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کے علوم دیئے گئے“ (الہدایہ ص ۱۱۰)

○ مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:

”یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے اللہ کے اسرار و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا وفات بعد الموت سے ان چیزوں کے بتانے میں ذرا بخل نہیں کرتا“ (حاشیہ تفسیر قرآن از مولوی شبیر احمد عثمانی ص ۱۹۳)

○ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

”اولیاء اللہ کے واسطے زمین کا سمٹ جانا بیان کیا گیا ہے..... وقت کا سمٹ جانا..... بعض غیب اور کشف کی باتوں کا خبر دینا اس کے درجے اس قدر ہیں کہ شامیں نہیں آسکتے“ (جمال اولیاء ص ۲۳۳ و ۲۳۴)

حاجی صاحب اکابر دیوبند حاجی ابدال اللہ صاحب اور مسئلہ علم غیب کے پیرومرشد ہیں۔ وہ



کہتے ہیں :

لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک فیضات کائنات کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدیہ و حضرت عائشہ (کے معامات) سے جزئی تھی اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے " (مشاہیر اداۃ مدنیہ صفحہ دوم)

مصنف سیف عقیانی نے اپنے زعم جہالت میں اہل سنت عقیدہ علم غیب کا مذاق اڑاتے ہوئے صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے :

" اللہ مجھے معاف کرے خیال گزرتا ہے کہ یہ فرقہ حضور پر کہیں سلسلہ وحی کا منکر تو نہیں اس لئے کہ جو عالم ماکان و مایکون ہے تو پھر وحی کی ضرورت ہی کی دہی؟ (سیف عقیانی ص ۳۲)

دیکھنا دیربندی جہالت و حماقت کا کرشمہ گویا اس کو ابھی تک وحی کی ضرورت ہے۔ اپنی جان میں برائیت مارا تھا ہم کہتے ہیں کہ کیا ملاں جی مذکورہ بالا اکابر دیوبند اور حاجی امداد اللہ صاحب سے بھی یہی سوال کریں گے کہ آپ حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو علم غیب مان کر کہیں سلسلہ وحی کے منکر تو نہیں ۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بداد نہ دے

**بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے** سیف عقیانی ص ۳۲ پر حسب عادت شرح استمداد ص ۳۲ کے حوالہ اس کا بھی مذاق اڑایا گیا ہے۔ مگر عقل سے پیل مصنف کو یہ نظر نہیں آیا کہ صاحب شرح استمداد نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ تو اکابر دیوبند کے پیرومرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے حوالے سے نقل فرمایا ہے لہذا اس مسئلہ میں اہل سنت پر اعتراض کرنا اکابر دیوبند کے مرشد کا مذاق اڑانا ہے۔ آئیے اس مسئلہ پر بھی تقویری گفتگو کرتے ہیں۔

قرآن عظیم میں ہے قَدْ يٰۤاٰۤیٰۤاۤبَادِیَ الْمَرْۤیۤیۤنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْۢفُسِهِمْ لَا تَقْلُوْا

وَلَا تَحۡسَبُوْا اللّٰہَ اَسْفٰکَۃً ۚ اے محبوب فرمادو کہ میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اس جگہ کیا عبادتی میں ۱۲۱ احتمال پیدا ہوتے ہیں ایک یہ کہ رب تعالیٰ فرماتا اے میرے بندو۔ دوسرا یہ کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ فرمادو اے میرے بندو۔ اس دوسری صورت میں عباد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہوں گے۔

آئیے بندہ کالغوی معنی معلوم کرتے ہیں اور پھر اس مقام پر قرآن عظیم میں جو کیا عبادتی کہا گیا ہے اس سے کون مراد ہیں۔ اس کا فیصلہ مولانا روم علیہ الرحمۃ اور حاجی امداد اللہ صاحب و مولوی اشرف علی صاحب تھانوی وغیرہ سے کراتے ہیں۔

### بندہ کالغوی معنی

عبد کے معنی محض عابد یا عبادت کرنے والا نہیں ہے بلکہ اس کا معنی غلام اور خادم اور نوکر چاکر بھی ہے لہذا جب

عبد یا عبادی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی تو اس کا معنی عبادت کرنے والے یا عابد کے ہوں گے اور جب اس کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہوگی تو اس کا معنی غلام۔ خادم۔ نوکر کے ہوں گے لہذا فیروز اللغات ص ۱۲۹ پر بندہ کا معنی غلام۔ نوکر چاکر خادم موجود ہے۔ باقی رہا یہ کہ مذکورہ بالا آیت میں یا عبادی کا مصداق کون ہے تو وہ مولانا روم علیہ الرحمۃ حاجی امداد اللہ صاحب اور تھانوی صاحب سے پوچھیے۔

مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

بندہ خود خواہد احمد و درشاہ جملہ عالم را بخوان قل یا عباد  
حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارے عالم کو اپنا بندہ فرمایا قرآن عظیم میں  
پر حلو قل یا عباد

### حاجی امداد اللہ صاحب

اکابر دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی اپنے رسالہ فتح میکہ



ترجمہ شام اداویہ صفحہ ۱ پر فرماتے ہیں :

عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ يَا عِبَادِيَ  
الَّذِينَ آمَنُوا ذُكِّرُوا لَكُمْ آيَاتِهِ مَرَجَ ضَمِيرُكُمْ أَنْخَفَرْتُ صِلَى اللّٰهِ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

”قرینہ بھی انہی معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے لَذِكْرُكُمْ أَكْبَرُ رَحْمَتِي إِلَهُكُمْ اگر  
مرتب اس کا اللہ تعالیٰ ہوتا فرماتا من رحمتی تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی (شام اداویہ)  
یہی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنے ترجمہ قرآن میں قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ  
الَّذِينَ آمَنُوا کا ترجمہ ”آپ کہہ دو کہ میرے بندو“ کرتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

ازالة الغمارة میں بحوالہ الریاض النضرۃ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بربرہ  
خطبہ میں فرمایا قد كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فكننت عبدا  
وخادما یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں آپ کے بند و خادم تھا  
مشہور شریف میں وہ واقعہ نقل فرمایا جبکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر حضرت بلال  
رضی اللہ عنہ کو خرید کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائے تو عرض کیا  
ہم گفت ماؤد بندگان کرنے تو کر دمش آزاد ہم پر روئے تو  
ہم دونوں آپ کی بارگاہ کے بندے ہیں میں ان کو آپ کے سامنے آزاد کرتا ہوں

صاحب در مختار

دیوبندی حنفی تو کہلاتے ہیں حنفیت پر عمل سے کتراتے ہیں، سنو! صاحب در مختار  
خطبہ در مختار میں اپنا شجرہ علمی یوں بیان کرتے ہیں :

نافی ادویہ عن شیخنا الشیخ عبد النبی الخلیل میں اس کو اپنے  
شیخ عبد النبی خلیل سے روایت کرتا ہوں۔

کیوں جناب اب تو کبھی در مختار کا نام نہیں لیں گے۔ کہہ دو یہ تو مشرکوں کی کتاب ہے

مولوی محمود الحسن دیوبندی

اپنے شیخ طریقت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے  
مرنے پر ان کی مدح میں لکھتے ہیں۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں  
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی  
(مرثیہ گنگوہی ص ۵)

یعنی مولوی رشید گنگوہی صاحب کے کالے بندے بھی یوسف ثانی ہیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)  
مصنف بتاتے کہ اس شعر میں عبید سود کس کا کہا جا رہا ہے۔؟

مصنف نے سیف حقانی حقانی ص ۳۵ پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول کا بندہ کہنے کو  
بڑی جسارت۔ قرآن کا انکار۔ ایمان کی بربادی اور محرومی قرار دیتا ہے لیکن اس کے نزدیک  
مسلمانوں کو شیطان کا بندہ کہنا عین ایمان ہے۔ ملاحظہ ہوں ماں جی اپنی سیف حقیقہ کے  
ص ۳ پر سنیتوں بریلویوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے ”ان بندگان ابلیس“ گویا دیوبندیوں  
کے نزدیک بندگان ابلیس کہنا تو جائز اور عین ایمان ہے۔ لیکن عبد الرسول عبد النبی کہنا معاذ اللہ  
قرآن کا انکار ہے کیوں نہ ہو شیطان تو ان کا آقا اور حقیقی رہنما ہے۔ مولوی خلیل انیسوی  
نے بھی اپنی براہین قاطعہ میں ابلیس کا علم غیب رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ  
بتایا ہے۔

ہم مصنف سے اتنا پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا حاجی ادا اللہ صاحب، اشرف علی تھانوی،  
محمود الحسن وغیرہ نہ صرف یہ بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی بلکہ صاحب در مختار  
ہاں ہاں بلکہ سیدنا صدیق اکبر عتیق اطہر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما معاذ اللہ ثم معاذ اللہ  
قرآن عظیم کا انکار کرتے رہے ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کیا انہوں نے ایمان کی بربادی کی؟



مصنف سیف حقانی ص ۲۵ ہی پر لکھتا ہے :

پھر لکھتا ہے :

”العیاذ باللہ یہ محبت نہیں بلکہ صریح خداوندیہب کی دشمنی ہے اور عظیم توہین ہے اللہ بکراتے۔“

آئیے دیکھیں استاد میں کھاکیا ہے جو نجدی حواس باختہ ہوا جا رہا ہے لیجیے حبیب  
استاد ہے اس میں کھاکیا ہے :

”اب احادیث سنئے صحیحین میں ہے اسم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سے عرض کرتی ہیں مَا أَرَىٰ رِبِّكَ إِلَّا يَكُونُ فِي هَوَاكِ میں حضور کے رب کو حضور کی خواہش میں جلدی ہی کرتا دیکھتی ہوں یعنی حضور چاہتے ہیں جلدی کر دیتا ہے اقول ابن عدی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ابوطالب نے مکرار و بارگاہ رسالت میں عرض کی ان ربك ليطيعك بیشک حضور کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے فرمایا يا سماعة لو اطعته ليطيعنك اے چچا اگر تم اس کی اطاعت کرو تو وہ تمہارا چچا نہ ڈالے۔ حاکم مستدرک میں عباد بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی جب حضور روز قیامت (اپنے اللہ کو) سجدہ شفاعت کریں گے ارشاد ہوگا يا محمد ارفع راسك وقد تطلعُ محمدٌ رجلي اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری اطاعت کی جائے گی۔“ (الاستاذ)

مصنف کے پاس ان احادیث کا کیا جواب ہے، اس کے اکابر نے ان احادیث کا کیا جواب دیا ہے؟ قارئین کرام غور کریں کہ مصنف کی جو اس بازی اور زبان و رازی کی نزد کس کس پر پڑتی ہے، مذہب اور خدا کا دشمن معاذ اللہ کون قرار پایا عظیم توہین کا مرتکب کون بنایا گیا۔ بلاشبہ نجدیت اندھی جہالت کا نام ہے۔

انبیاء سے اولیاء کو افضل ماننے کا اہتمام  
سیف حنفانی ص ۳۲ پر رضا خانی دین کا  
کچھ چھپایا قمرطاس امین کے تحت  
گستاخیاں اور شہزادہ کے زیر عنوان "تو ہیں انبیاء" کی ذیلی سرخی کے ساتھ ایک عوالہ حنفی  
سلسلہ اسلام ص ۲۲ سے نقل کیا ہے کہ

”پہلے پچھلے سب نبیوں سے افضل اُمّت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولی ہیں“

اس کے بعد ملاں جی کہتے ہیں کہ کیا منصب انبیاء کی کھلی توہین نہیں۔

آج دہائیہ دیا بنہ اہل سنت پر انبیاء علیہم السلام کو حد سے بڑھانے خدا تعالیٰ سے ملانے کا الزام عائد کرتے تھے۔ آج دیوبندیت کا یہ نومولود فرزند انبیاء علیہم السلام کو اولیاء کرام سے گھٹانے کا الزام لگا رہا ہے۔ مصنف نے یہاں بھی دھوکہ دیا اور بددیانتی کا مظاہرہ کیا۔ حالانکہ عبارت میں انبیاء علیہم السلام سے افضل اولیاء کو نہیں کہا جا رہا بلکہ پہلے پچھلے انبیاء کی اُمت سے اُمت محمدیہ کے اولیاء اللہ کو افضل کہا گیا ہے یعنی جس طرح حضور پر نور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اسی طرح اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اولیاء جملہ انبیاء علیہم السلام کے امتیاز سے افضل ہیں۔ جو عقیدہ وہ اہل سنت کے مرتقون رہا ہے وہ اس کے اپنے اکابر کا ہے ملاحظہ ہو بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں :

”انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔

باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات استی بظاہر مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں؟ (تحدید الناس ص ۴)

اپنی بلا و دوسروں کے سرواٹا کہاں کا انصاف ہے؟ یہی نہیں کہ صرف انبیاء علیہم السلام سے امتیاز کو رکھ دیا جائے بلکہ تقدیر الایمان ص ۲۵ پر توصیف لکھا ہے:

”انبیاء اولیاء امام زادہ پیر شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان

ہی ہیں اور ہندو عا جز اور ہائے بھائی :

بلکہ اسی تقویر میں ایمان میں انبیاء کرام علیہم السلام کو گاؤں کے چوہڑی کے ہم معنی قرار دیا گیا ہے



اور مرثیہ گنگوہی میں تو معاذ اللہ قسم معاذ اللہ سرکارِ دو عالم نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی مولوی رشید گنگوہی قرار دیا گیا ہے۔ لکھا ہے

۱۔ اشاعہ عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی (مرثیہ گنگوہی ص ۱)

خود تو یہ اپنے ملاں کو بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم تک کا ثانی قرار دیتے ہیں اور اس میں تو زمین نسبتاً نہیں بلکہ تو زمین سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر نہیں آتی لیکن الزام دیا جا رہا ہے اہل سنت کو کہ جی یہ تو پہلے پچھلے نبیوں سے امت محمدیہ کے اولیاء کو افضل کہہ رہے ہیں۔ یہ ہے ان کا دین و ایمان۔ مصنف نے اپنی حقیقت کے حقائق پر غفلت حصہ اول سے یہ عبارت نقل کی ہے :

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کا خداوند کہہ سکتے ہیں“ (سیف حقانی ص ۱)

حالانکہ غفلت میں اس طرح ہے :

عرض۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خداوند عرب کہہ کر ندا کر سکتے ہیں۔  
ارشاد۔ کر سکتے ہیں خداوند عرب کے معنی مالک عرب

آئیے لغت سے خداوند کا معنی معلوم کرتے ہیں ملاحظہ ہو فیروز اللغات ص ۱۶۹ خداوند صاحب۔ آتا۔ بتایا جانے کہ خداوند عرب کا معنی جبکہ صاحب۔ آقا۔ مالک ہے تو کس دلیل شرعی سے اس کو کفر قرار دے سکتے ہیں البتہ اس ضمن میں اسی صفحہ پر مصنف کا یہ جتنا کہ ”چند اللہ میان کو تو چھٹی کرادی“ ضرور قابلِ مواخذہ ہے اور تنقیصِ خدا تعالیٰ ہے۔

**مسئلہ حاضر و ناظر** | مصنف سیف حقانی نے مسئلہ حاضر و ناظر پر کئی جگہ اعتراض کئے ہیں مثلاً ص ۳۸ و ص ۳۹ وغیرہ وغیرہ۔ ہمیں اختصار مانع ہے لہذا ایک ہی جگہ اس مسئلہ پر گفتگو کریں گے لیکن جوابات جملہ اعتراضات کے دیں گے مصنف نے یوں تو مسئلہ حاضر و ناظر پر مسخرانہ انداز میں کئی جگہ ہالانکہ اعتراضات کئے ہیں مگر یہ اعتراضات زیادہ تر سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے نقلِ فرمودہ بزرگانِ دین و اولیاء کا طعن کے ارشاد است عالیہ و اقبال مبارکہ پر ہیں اور مسئلہ حاضر و ناظر سے متعلق جو آیات کریمہ و احادیث مبارکہ علماء اہل سنت پیش کرتے ہیں۔ مثلاً

یا ایہا النبی انا رسولک شاہد و مبشر و نذیر و داعی  
الی اللہ باذنہ و سر اجا منیر۔ اسے غیب کی خبریں بتانے والے بیشک  
ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سنانا اور اللہ کی طرف اس کے  
حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

النبی اولی بالمرئیین من انفسہم نبی مسلمانوں سے ان کی جانوں سے  
زیادہ قریب ہیں۔

فیقولان ما کنتم تقول فی ہذا الرجل محمد بنوین بیت سے  
پوچھتے ہیں کہ تم ان (محمد رسول اللہ) کے بارے میں کیا کہتے ہو۔

ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ لہذا جاہل مصنف نے بزرگانِ دین کے جن اقوال مبارکہ کا مذاق اڑایا ہے ہم انہی پر گفتگو کرتے ہیں۔

اولیاء اللہ کا پسند جگہ حاضر ہونا! مصنف لکھتا ہے :

سوال : حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں ؟

جواب : اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت  
قبول کر سکتے ہیں۔ (غفلت اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ۱۲)

مصنف نے اعلیٰ حضرت کا یہ ارشاد نقل کر کے مسئلہ حاضر و ناظر پر گفتگو سے زیادہ دعوت  
کے لفظ کا مذاق اڑایا ہے۔ اس کے نزدیک دعوت کا معنی صرف کھانا کھانا ہے۔ اور  
بس۔ بہر حال آئیے یہ دیکھتے ہیں کہ حضرات اولیاء اللہ متعدد جگہ حاضر ہو سکتے ہیں  
یا نہیں مگر لطف نہیں آئے گا اگر ہم نے یہ بات دیوبندیوں کے گھر سے ثابت نہ  
کی۔ تو آئیے ہم اس دیوبندی بیمار کو دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا  
نسخہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو :

”محمد الحضری بمذہب..... آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ دیا اور نماز  
جمعہ (ہر جگہ) ایک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں



شب ہشس ہوتے تھے؟ (جمال الاولیاء ص ۱۸) از سوری اشرف علی خانوی

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

محمد الشریفی..... ایک سیاح سے روایت ہے کہ ان کی اولاد کچھ تو ملک مغرب میں مرکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ اولاد عجم میں تھی اور کچھ بلاد ہند میں اور کچھ بلاد ترکو دریں تھی۔ آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل و عیال کے پاس ہوا کرتے تھے اور ان کی ضرورتیں پوری فرما دیتے تھے اور ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہی کے پاس قیام رکھتے ہیں؟ (جمال الاولیاء ص ۱۸)

بتائیے جناب اپنے حکیم الامت کیلئے بقول ان دی توڑ باتوں کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ باقی رہا لفظ دعوت پر آپ کا مراد کیا ہے تبصرہ کہ حضرت پیٹ کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں دس ہزار کا کھانا (یہ آپ نے غلط لکھا لفظ کھانا ہوتا ہے) ایک وقت میں چٹ کر جلتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ بتائیے یہ بازاری بکواس علم و تحقیق کا کونسا حصہ ہے۔ آپ نے اپنی اسی حقیقہ کے ص ۲۵ پر تسلیم کیا ہے کہ

مولانا احمد رضا خاں کے والد مولانا مفتی علی خاں صاحب امیر کبیر بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے ضلع جالپور میں ان کی بہت بڑی جائداد تھی۔

لہذا ثابت ہو جو امیر کبیر ہو بہت بڑی جائداد کا مالک ہو وہ تو پیٹ کے بھنور میں نہیں پھنس سکتا۔ آئیے ہم بتاتے ہیں کہ پیٹ کے بھنور میں کون پھنسا ہوا تھا اور دعوتوں میں حرام مال تک کون چٹ کر جاتا تھا۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کے متعلق سوانح قاسمی میں لکھا ہے:

بعض اوقات ناجائز اور مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوتوں میں شریک ہونے پر آپ کو مجبور ہونا پڑتا تھا شریک بھی ہوتے تھے اور دعوت کرنے والے کی تسلی کے لئے کچھ تبادل بھی فرما لیتے تھے؟ (سوانح قاسمی اول ص ۳۵)

سوانح قاسمی کے بعد ادراج ثلثہ کو بھی ایک نظر دیکھ لیں: لکھا ہے:

ایک رنڈی دکنگری، اپنی چھوڑی دلوہان لڑکی کو جو سیانی تھی اپنے ہمراہ لائی مولانا

محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے (چونکہ مولانا محمد قاسم بہت مشہور تھے) اور مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ اس قدر مشہور نہ تھے ان کے پاس تعویذ لینے آئی مولوی قاسم صاحب نے کہا اوپر چپارہ پر ایک بزرگ مولوی محمد یعقوب نانوتوی ہیں ان کے پاس جاؤ انہوں نے مولوی یعقوب صاحب سے تعویذ حاصل کیا۔

ادراج ثلثہ میں لکھا ہے: "خدا کے فضل سے اس چھوڑی کو آرام ہو گیا تو وہ مٹھائی لائی اور سیدھی اوپر مولانا کے پاس پہنچی اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضرت آپ کی دعلے میری لڑکی صحت یاب ہو گئی ہے یہ مٹھائی شکر یہ میں لاتی ہوں۔ مولانا نے فرمایا رکھ دو۔" (ادراج ثلثہ ص ۳۶)

بتائیے جناب: حرام کانی کی دعوتوں میں شرکت کرنے اور حرام کانی کی مٹھائی رکھوانے والے کون تھے پیٹ کے بھنور میں کون پھنسے ہوئے تھے۔

ظ الزام ہیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اس کے بعد ص ۲۸ پر بقول خود دیوبندی نے مسئلہ حاضر و ناظر سے متعلق سیدی حضرت فتح محمد صاحب قدس سرہ اور سبع سنابل شریف کا بھی مذاق اڑایا ہے۔ اس کے سوا کبھی کیا سکتا ہے لکھتا ہے: "سبع سنابل شریف کون سا پارہ ہے؟" بقول خود مشرل دیوبانی کو اتنا معلوم نہیں کہ سیدی حضرت فتح محمد صاحب علیہ الرحمۃ کون بزرگ ہیں کیونکہ نانوتوی تھانوی گنگوہی انبیہ ٹھوی کے چکروں تک محدود ہے سبع سنابل کو یہ احمق کیا جانے دماغ میں جو تقویت الایمان، حفظ الایمان، تحذیر الناس۔ برائین قاطعہ کی خواست پھنسی پڑی ہے۔ کیا مصنف سیف حقانی خود بتا سکتا ہے کہ یہ "چٹان" بریلی کا نیا دین "کونے پارے ہیں۔ آخر اس نے بھی اپنے مردود دعوے ان مردود کتابچوں اور رسالوں سے ثابت کئے ہیں۔

مصاحب یہ ہے مصنف کے بیان کردہ مسئلہ حاضر و ناظر کے دلائل کا طول و عرض اسی بل بوتے پر مصنف بنا بیٹھا ہے۔ حقائق و دلائل پیش کرنا نہیں جانتے حقائق و دلائل کا منہ پھڑانا جانتے ہیں۔



## کعبہ جھکا ہوا تھا مدینے کے سامنے

ابن نظر نے غور سے دیکھا تو یہ کھلا

کعبہ جھکا ہوا تھا مدینے کے سامنے

کچھ کہ بک ماری ہے "خدا ہی بہتر جانتا ہے آخر اس قسم کے معنوں سے دین کی یہ اہل نظر کو کسی خدمت انجام دے رہے ہیں؟

ٹھیک ہے مگر ذرا ایک نظر سوانح قاسمی کو دیکھ لیا جوتا، لکھا ہے:

"مولانا محمد قاسم نے ایک خواب ایام طالب علمی میں دیکھا تھا کہ میں

خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ میں سے ہزاروں نہریں جاری ہو رہی ہیں

سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۲۱

کعبہ معقلہ کے مدنیہ طیبہ کی طرف جھکنے سے مصنف کو کعبہ شریف کی بے حرمتی نظر آتی لیکن یہ کتنی بڑی جسارت اور کتنی بڑی بے حرمتی ہے کہ کعبہ معقلہ کی چھت مبارک پر پرشمن کے خواب فخریہ طور پر بیان کئے جا رہے ہیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ آخر اس قسم کے گمراہ کن خوابوں سے دین کی یہ بے خبر کو کسی خدمت انجام دے رہے ہیں؟

دیوبندیت کی بنیاد ہی حضرات اولیاء اللہ

قدس سرہم کی غلطیوں اور کرامتوں کے

انکار پر ہے پہلے یہ لوگ انکار کرتے تھے اور اب مصنف نے کرامتوں کا مذاق اڑانے

کی بنیاد رکھی ہے۔ چنانچہ مصنف نے ص ۱۲ پر خدا کی توہین جیسا مجاہدانہ عنوان جھاکر

ملفوظات سیدنا اعظم حضرت حصہ اول سے یہ واقعہ نقل کیا ہے:

"ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجہ پر تشریف لائے

اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر مثل زمین کے چلنے لگے بعد کہ ایک شخص آیا اُسے

بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اس نے

حضرت کو جاسے دیکھا عرض کی میں کس طرت آؤں فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔

اس نے یہی کیا اور دریا پر زمین کی مثل چلنے لگا۔ جب نیچ دریا میں پہنچا شیطان

لعین نے دل میں دوسرے ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھے یا جنید کہلاتے

ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا

حضرت میں چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا یا جنید یا جنید دریا پار

یہ لو صاحب معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی توہین ہو گئی۔ اس موقع پر ہم یہ بتا دینا چاہتے

ہیں کہ امام اہل سنت سرکار اعظم حضرت قدس سرہ العزیز نے یہ واقعہ حدیثہ ندرے سے نقل

فرمایا ہے اور واقعہ ہے حضرت سیدی جنید بغدادی رضی اللہ عنہ جیسے ولی کامل کا کوئی

اس گمراہ کو بتائے کہ توہین خدا تعالیٰ کا الزام کس پر لگا؟

مصنف عنید اس قدر اسحق واقعہ براب کہ وہ اپنے اکابر کی کتب تو دیکھتا نہیں

اور اعتراض کرنے دوڑتا ہے علم و فضل کے بادشاہ سیدنا اعظم حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ

عند جیسے امام المحققین کی تصانیف جلیلہ پر۔ کاش مصنف نے کبھی اپنے حکیم الامت

تھانوی کی الاناضات الیومیہ دیکھی ہوتی تو معاذ اللہ حضرت سیدی جنید بغدادی جیسے

ولی کامل پر توہین خدا تعالیٰ کا الزام عائد نہ کرتا۔ دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب

دیکھتے ہیں:

"میں نے طالب علمی کے زمانہ میں کسی کتاب میں دیکھا کہ ایک پیر نے مرید سے

پوچھا کہ تم خدا کو جانتے ہو۔ مرید نے کہا میں خدا کو کیا جانوں میں تو تم کو جانوں۔

مجھ دھانوی کو اس پر براغضہ آیا کہ بڑا ہی جاہل اور ایمان سے دور تھا میں نے

یہ قصہ (اپنے استاد) مولانا محمد یعقوب صاحب (داناوڑی) سے عرض کیا کہ حضرت

ایسے ایسے بھی جاہل ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ کیا تم خدا کو جانتے ہو تب میری

آنکھیں کھلیں فرمایا کیا کسی اللہ والے ہی کو پہچانیے یہ ہی بڑی نعمت ہے۔

(الاناضات الیومیہ جلد چہارم ص ۱۲۱)

اب مصنف سیف حقانی بتائے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی توہین ہے یا نہیں؟

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جاہل مصنف سیدی اعظم حضرت امام اہل سنت کے پردہ



میں کتے بڑے بڑے جلیل القدر اولیاء کرام پر بے ہودہ اعتراضات کر رہا ہے۔  
سیدی حضرت جنید بغدادی وہ عظیم ولی کامل ہیں جن کو تھوڑے دنوں میں مولوی قاسم  
نازوقی اور امداد السلوک میں مولوی رشید گنگوہی جمال الاولیاء میں اشرفی تصانوی نے ولی  
کامل اور صاحب کرامت تسلیم کیا ہے۔ مگر مصنف اپنے زعم جہالت میں ان کو معاذ اللہ  
تو بہین خدا تعالیٰ کا مرتکب ٹھہرا رہا ہے۔

مصنف کو چاہیے کہ حضرت جنید کے الفاظ کو گامہ کفر قرار دینے سے قبل حدیث صحیحہ  
کو ملاحظہ کرے۔ اگر حدیث مدیہ میں یہ واقعہ نہ ملے تو پھر سیدی اعظم حضرت قدس سرہ پر اعتراض  
کا شوق پورا کرے۔ مگر اس کے ساتھ تصانوی صاحب اور مولوی یعقوب صاحب نازوقی  
کا واقعہ پیش نظر رکھے اور اس کے متعلق بھی حکم شرعی واضح کرے۔ آیا یہ بھی کافر ہے  
یا نہیں؟

**علم مافی الارحام**  
دیوبندی دھرم کی بنیاد ہی شمشہ و تمسخر پر ہے مشرکین مکہ  
حبیب خدا شہرہ دو سرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلیل القدر  
معجزات پر تمسخر کرتے تھے اور دیوبند حضرات اولیاء اللہ محبوبان خدا قدس سرہ ہم کی  
کرامات کا تمسخر اڑاتے ہیں اور شمشہ کرتے ہیں چنانچہ مصنف سیف حقیقی ص ۱۷۷ پر  
دعویٰ مافی الارحام کے تحت فتاویٰ افریقیہ میں سیدنا اعظم حضرت مجدد دین و ملت  
فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقل کردہ ان دو واقعات کا مذاق اڑایا ہے

۱۔ حضرت شیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گائے کو دیکھ کر فرمایا اس کے  
پہیٹ میں سرخ پتھر ہے جس کے ماتھے پر پسیدی ہے وہ ہماری نذر ہوگا۔  
۲۔ ایک بزرگ (شیخ عبدالقادر نجیب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ) کے سامنے ایک  
پتھر اندر لایا گیا لیکن حضرت دفی نے لگے یہ پتھر اکہتا ہے میں آپ کی نظر نہیں  
بلکہ شیخ حسینی (سیف حقیقی) میں یہ نام غلط لکھا ہے بلکہ شیخ علی بن ہبیت ہے) کی  
نذر ہوئی چنانچہ یہی ہوا۔ (سیف حقیقی ص ۱۷۷ بحوالہ فتاویٰ افریقیہ ص ۱۷۷)

مصنف سیف حقیقی نے کتر بیونت کر کے اعظم حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کے

فتاویٰ افریقیہ سے یہ ناتمام سی در عبارات نقل کر کے بھرپور خرافات کا مظاہرہ کیا ہے۔  
لکھتا ہے:

غرض قرآنی احکام کی نفی کرنی ہے جیسے بھی بن پڑے یہ بزرگوں کی باتیں ہیں یا  
چند خلع کے ٹھگوں کی داستان ٹھگ بازی غرض اپنے فتاویٰ یا موقوفات میں  
کثرت سے ایسی خرافات و لغویات نحو تراشہ یا ائمہ الکفر کی تراشہ کو جگہ  
دے کر قرآن و حدیث کے خلاف ذہن تیار رکھے ہیں۔ ..... (سیف حقیقی ص ۱۷۷)

تھانین کرام، دیکھا آپ نے غصہ ہے کہ تمہارا نظر نہیں آتا۔ حفیظ جانندہ صری نے ان  
کے آباؤ اجداد کے متعلق سچ کہا۔ جہالت ہی نے رکھا ہے صداقت کے خلاف ان کو  
سچ ہے کہ دیوبند جہالت نگر ہے کیوں نہ ہو جس دماغ میں دیوبند ہو وہ عقل کیا خاک کام  
کرے گی۔ ان کے بڑے بڑے نازوقی گنگوہی چنگلی کو ہی علم و فضل کے بارشاہ امام اعظم  
ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے سچے جانشین اعظم حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی  
گردراہ کو بھی نہیں پاسکتے۔ سیدنا اعظم حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہود و واقعات  
محض زبانی کلامی قصہ کہانی کے طور پر بلا دلیل و ثبوت نقل نہیں فرمائے۔ اگر مصنف اندھا  
نہ ہوتا تو دیکھ سکتا تھا۔ سیدنا اعظم حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے  
یہ واقعات جن کو مصنف نے نقل کر کے مذاق اڑایا اور قرآن و احادیث کا انکار قرار دیا  
کہاں سے نقل فرمائے ہیں۔ سینے اعظم حضرت ان واقعات و کرامات کو نقل فرمائے سے  
پہلے لکھتے ہیں:

امام اجل سیدی ابراہیم نور الملت والدین علی بن یوسف بن جریر نخعی شطرنوی قدس  
سرہ العزیز جن کو امام فن رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء اور امام عیسیٰ  
جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں الامام الاوحد کہا اپنی کتاب مستطاب  
بہجت الاسرار شریف میں محدثانہ اسانید صحیحہ معتبرہ سے روایت فرماتے ہیں اخبرنا  
ابو الحسن علی بن الحسن السامری قال اخبرنا ابی قال سمعت والدی  
رحمہ اللہ تعالیٰ یقول کانت لفتہ شیخنا الشیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ



موت الغیب وكان نافذ التصريف خارق الفعول متواتر انكشف  
بينذله كشيراو كنت عنده يوما فمرت به بقرات مع راعيها  
فاشاراني احد هن وقال هذه حامل بعجل احمر اعرصفته  
كذا وكذا ويولد وقت كذا اليوم كذا وهو نذري وشدبجه انقراء  
يوم كذا اديا كله ثلاث وثلاث ثم اشار الى اخرى وقال هذه حامل  
بانثي ومن وصفها كذا وكذا اتولد وقت كذا وهي نذري يذبحها  
ثلاث رجبل موت انقراء يوم كذا وياكلها ثلاث وثلاث وكتاب  
احمر فها يصب قال فوالله لقد جرت الحال علي ما وصف الشيخ  
بهين خبردي ابو الحسن علي بن حسن سامري نے کہ ہمیں ہمارے والد نے خبر دی  
کہا میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے ہمارے شیخ حضرت جاگیر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کا خرمن غیب سے چلتا تھا اور ان کا تصرف نافذ تھا ان کے کام کرامات  
تھے علی الاتصال انہیں کشف ہوتا تھا مسلمان کثرت سے ان کی نذر کرتے ایک  
دن میں ان کے پاس حاضر تھا کچھ گائیں اپنے گوائے کے ساتھ گزریں حضرت نے  
ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس گائے کے پیٹ میں سرخ پتھر ہے  
جس کے ماتھے پر سپیدی ہے اور اس کا سب عید بیان فرمایا فلاں دن فلاں  
وقت پیدا ہوگا اور وہ ہماری نذر ہوگا فقر اُسے فلاں دن ذبح کریں گے اور فلاں  
فلاں اُسے کھائیں گے پھر دوسری گائے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس کے پیٹ  
میں پتھر ہے اور اس کا عید بیان فرمایا فلاں وقت پیدا ہوگی اور میری نذر ہوگی  
فلاں فقیر اُسے فلاں دن ذبح کرے گا اور فلاں فلاں اُسے کھائیں گے اور ایک سرخ  
کے کا بھی اس کے گوشت میں حصہ ہے ہمارے والد نے فرمایا خدا کی قسم جیسا شیخ  
نے ارشاد کیا تھا سب اسی طرح واقع ہوا۔

دوسرا واقعہ :

اخبرنا الفقيه الصالح ابو محمد الحسن بن موسى الخالدي قال

سمعت الشيخ الامام شهاب الدين السهروردي رضي الله تعالى عنه يقول  
ما لاحظته محي شيخنا الشيخ ضياء الدين عبد القاهر رضي الله تعالى  
عنه مرید اربعين الرعاية الاتج وبرع وكنت عنده مرة  
فاتاه سوادى بعجل وقال له يا سيدى هذا نذركم والانصراف  
الرجل نجاء العجل حتى وقف بين يدي الشيخ فقال الشيخ لنا ان  
هذا العجل يتحول لي ان كنت العجل الذي نذركم بل نذرت  
الشيخ علي بن الهيثمي واما نذركم اني حلم ببيت ابن جاد سوادى  
وبه عجل يشبه الاول فقال السوادى يا سيدى اني نذرت لك هذا  
العجل ونذرت للشيخ علي بن الهيثمي العجل الذي اشتبه به اولاً  
وكان اشتبهما علي واحداً الاول انصرف.

ہمیں خبر دی فقیر صالح ابو محمد حسن بن موسیٰ خالدی نے کہ میں نے شیخ امام شہاب الدین  
سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہمارے شیخ حضرت عبد القادر نجیب الدین  
سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی مرید پر نظر عنایت فرماتے وہ پھوٹا پھٹا اور عید  
رتبہ کو پہنتا اور ایک دن میں حضور میں حاضر تھا ایک وہبتانی ایک پتھر لایا اور عرض  
کی یہ ہماری طرف سے حضرت کی نظر ہے اور چلا گیا پتھر اگر حضرت کے سامنے  
کھڑا ہوا حضرت نے فرمایا یہ پتھر مجھ سے کہتا ہے میں آپ کی نذر نہیں ہوں  
میں حضرت علی بن ہیتمی کی نذر ہوں آپ کی نذر میرا بھائی ہے کچھ دیر نہ ہوتی تھی  
کہ وہ وہبتانی ایک اور پتھر لایا جو صورت میں اس کے مشابہ تھا اور عرض کی  
اے میرے سردار میں نے حضور کی نذر یہ پتھر لانا تھا اور وہ پتھر جو پہلے میں  
حاضر دیا وہ میں نے حضرت شیخ علی بن ہیتمی کی نذر مانا ہے مجھے دھوکہ ہو گیا یہ  
کہ پہلے پتھر مجھ سے کہتا تھا لے لیا اور واپس چلا گیا۔ (فتاویٰ الزلیقہ)

امام اہل سنت سرکار العلماء حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے ہر دو  
واقعات بہجتہ الاسرار شریف سے نقل فرمائے جس کے مصنف کو امام شمس الدین ذہبی



اور علامہ امام جلال الدین سیوطی قدس سرہم نے معتبر مانا اور مستند جانا مگر ویو بندیت کا یہ نومولود مصنف جہالت کی خاک اڑا رہا ہے جلیل القدر مشائخ و محدثین کرام کو معاذ اللہ قرآن و حدیث کا منکر چنڈو خانے کے ٹھگ اور شعبہ باز قرار دیکر ان کے نورانی اقوال کو معاذ اللہ خرافات و لغویات قرار دے رہا ہے اور حدیث کہ ان واقعات کو بطور کرامت تک ماننے کو تیار نہیں خود لکھتا ہے:

کرامتوں کے نام پر شعبہ باز یوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ..... الخ  
(سیف حقانی ص ۷۷)

تجرب ہے کہ سرور مذاں اپنی جہالت و لاعلمی کا ماتم تو کرتا نہیں اور طعنہ زنی کر رہا ہے سلطان العلوم اعظم حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی پر مصنف سیدنا اعظم حضرت کی جن عبارات طیبہ پر جہالت کے تیر برسا رہا ہے اور معاذ اللہ ان کو قرآن و احادیث کا انکار قرار دے کر خرافات و لغویات ٹھہرا رہا ہے کیا اکابر و بندگان اس سے بے خبر رہے۔ انہوں نے آخر ان عبارات کا مواخذہ کیوں نہیں کیا اور قرآن و حدیث کا انکار قرار دیکر کفر کیوں نہیں ٹھہرایا۔ معلوم ہوا یہ عبارات صحیح اور ان کے قائل اکابر و بندگان کی نظر میں صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔ یا پھر مصنف سیف حقانی اپنے بڑوں سے بڑا ہے اور ان سے زیادہ وسعت معلومات کا حامل اور علمی گہرائی کو جاننے والا ہے۔

علم مافی الارحام پر تحقیقی نظر  
دیوبند کے ہر پیر و جوان کو دیکھ کر مافی الارحام ازبر ہے وہ اس کے تحت چشم زدن میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام و حضرات اولیاء اللہ قدس سرہم کو بے علم ماننے کو قرآن و احادیث کا منکر قرار دے دیتا ہے۔

ہم کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے مافی الارحام کی خبر بھی دی یعنی ولادت سے قبل بتا دیا لڑکا ہوگا یا لڑکی ہوگی چنانچہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ امام مہدی کے پیدا ہونے کی خبر دی اور نہ صرف یہ بلکہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے کی خبر دی

مشکوٰۃ شریف منہ باب مناقب اہل بیت بروایت ام فضل مذکور ہے:

ام فضل نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آج شب ایک نہایت ناپسند خواب دیکھا ہے فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا عرض کیا وہ بہت سخت ہے۔ فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا میں نے دیکھا کہ ایک لکڑا حضور کے جسم مبارک کا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب تو اچھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لڑکا ہوگا وہ تیری گود میں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں ثلاث فاطمۃ انشاء اللہ علا ما یكون فی حجرک۔

تفسیر عرائس البیان میں آیہ کریمہ و یعلم ما فی الارحام کے تحت مذکور ہے:

وسمعت ایضاً من بعض اولیاء اللہ انہ اخبر ما فی الرحم من ذکر و انشی درایت بعینی ما اخبر یہ کہ میں نے بعض اولیاء اللہ سے یہ بھی سنا کہ انہوں نے مافی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا۔  
(تفسیر عرائس البیان ص ۱۳۸)

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تو مصنف کے نزدیک یقیناً معتبر ہیں وہ کہتے ہیں:

نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر رافرزندہ زینت کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید شیخ فرمود از پشت تو فرزند میخیزد برآمد کہ بعلم خود دنیا را پر کند یعنی شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہیں رہا کرتی تھی ایک روز رنجیدہ خاطر ہو کر اپنے شیخ کے حضور میں پہنچے۔ شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایسا فرزند از رحمہ پیدا ہوگا جس کے علم سے دنیا بھر جائے گی چنانچہ ابن حجر پیدا ہوئے۔

(دہستان المحدثین ص ۱۱۱ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ)

ہم سمجھتے ہیں کہ سیف حقانی کے مصنف کو میں نہ مانوں کا مرض ہے شاید وہ ان



حوالوں کا بھی غامضانی روایت کے مطابق مذاق اڑا دے اور قرآن عظیم کا انکار قرار دے تو ہم اس کا کان پکڑ کر اس کے گھر پہنچا دیں کیوں بچہ چور گھر کی تو مانو گے بابا کی تو سچ جانو گے؟  
**مانی الارحام اور اکابر دیوبند**  
 اس کو مصنف دیکھ مافی الارحام کے تحت انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ کو یہ علم ماننے کو قرآن عظیم کا انکار قرار دیتا ہے آئیے دیکھیں منکر قرآن کون ہے ملاحظہ ہو دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

”میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں جن کا نام حافظ غلام مرتضیٰ ہے اُن سے کہا گیا تھا کہ اس لڑکی میری (اشرف علی کی) والدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تو فرمایا عمر اور علی کی کھینچ تانی میں ٹوٹ جاتی ہے اب جو اولاد ہر علی کے سپرد کر دینا اس کو کوئی نہیں سمجھا میری والدہ سمجھ گئیں اور کہنے لگیں باپ فاروقی ہیں اور ماں علوی اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں اب جو اولاد ہوں ماں کے خاندان پر نام رکھو یعنی اس میں لفظ علی ہو وہ (مجذوب) خوش ہوتے اور فرمایا یہ لڑکی (اشرف علی کی والدہ) بڑی فہیم ہے یہی مطلب ہے مافی صاحب نے فرمایا تو آپ ہی نام رکھ دیجئے فرمایا۔ دولہ کے ہون گے ایک کا نام اشرف علی خاں رکھنا اور ایک کا اکبر علی خاں۔ عرض کیا کیا یہ پٹھان ہیں فرمایا ہاں ایک کا اشرف علی اور ایک کا اکبر علی رکھنا ایک ہمارا ہو گا وہ حافظ اور مولوی ہو گا اور ایک دنیا دار ہو گا پھر ہم دو بھائی پیدا ہوتے۔“ (الافاضات ایومیہ صفحہ پنجم ص ۱۲)

○ مولانا نازقوی فرماتے تھے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی کے ایک مرید تھے جن کا نام عبد اللہ خاں تھا اور قوم کے راجپوت تھے اور یہ حضرت کے خاص مریدوں میں تھے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں صل ہوتا اور وہ تعویذ مینے آتا تو آپ فرمادیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا ہوگا اور جو آپ بتلا دیتے تھے وہی ہوتا تھا؟ (ارواحِ ثلاثہ ص ۱۲)

فرماتے جناب یہ کیا خرافات و لغویات ہے یا کیا شعبہ بازی ہے یہ کن چند خفا

کے ننگوں کی داستان ہے قرآن و حدیث کے خلاف کون ذہن تیار کر رہا ہے؟  
 یہ یوں نظر دوڑے نہ برہمی تان کر  
 اپنے بیگانے ذرا پہچان کر  
**احیاء موتی** میں ہے:

عرض کیا اولیاء سے بھی احیاء موتی کا ثبوت ہے؟

ارشاد: ہاں حضرت سیدی احمد جام زندہ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ تشریف لے جاتے تھے راہ میں ایک ایتھی مرا پڑا تھا لوگوں کا مجمع تھا آپ تشریف لے گئے فرمایا کیا ہے عرض کیا ایتھی مر گیا ہے فرمایا اس کی سونڈ ویسی ہی ہے آنکھیں بھی ویسی ہی ہیں ہاتھ بھی ویسے ہی ہیں پیر بھی ویسے ہی میں غرض سب چیزوں کو فرمایا کہ ویسے ہی ہیں پھر مر کیے گیا یہ فرمانا تھا کہ فوراً زندہ ہو گیا جب سے آپ کا نام زندہ پیر پڑ گیا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

مصنف سیف حقانی نے ص ۱۲ پر پہلے تو اس واقعہ کا حلیہ بگاڑا پھر اس کرامت کا مذاق اڑایا اور دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے پورا صفحہ سیاہ کر دیا ہے اور معاذ اللہ اس کو شعبہ بازی قرار دیا ہے اور توحید کے منافی بتایا ہے۔ ہمیں سیف حقانی کے محدود مطالعہ اور علمی بے بضاعتی پر حیرت ہوتی ہے وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کتابوں کا نام تو بے دریغ لے رہا ہے گو عبارات میں خیانت کر کے الفاظ میں کتر بیونت کرتا ہے لیکن اپنے اکابر کی کتابیں اس نے بالکل نہیں دیکھیں ورنہ اس آزادی اور بے باکی سے اعتراضات کی وصول نہ آتا۔ آئیے اکابر دیوبند کی کتب دیکھیں وہ کیلہتے ہیں:

**مردوں کا زندہ ہوتا**

”علامہ تاج الدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ کرامتوں کی بہت سی قسمیں ہیں وہ مردوں کا زندہ کرنا اور دلیل میں ابو عبیدہ بسری کا قصد بیان کیا



کہ انہوں نے ایک جنگ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ ان کی سواری کو زندہ فرما دیں اور حق تعالیٰ نے ان کی اس دعا سے زندہ فرمایا تھا اور مفرج دماہینی کا قصہ ذکر کیا ہے انہوں نے بھنے ہوئے پردوں کے بچوں کو فرمایا تھا اڑ جاؤ تو وہ اڑ گئے تھے اور شیخ ابدال کا قصہ لکھا ہے کہ انہوں نے مری ہوئی بلی کو آواز دی تو وہ ان کے پاس آگئی اور شیخ وسیدنا عبدالقادر جیلانی کی حکایت لکھی ہے کہ آپ نے گوشت کھانے کے بعد مرغ کی ہڈیوں کو فرمایا کہ اس خدا کی اجازت سے اٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتا ہے تو مرغ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور شیخ البریسف دہمانی کا واقعہ کہ آپ ایک مردہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے اٹھ جاؤ وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر عرصہ دراز تک زندہ رہا اور شیخ زین الدین فاروقی شافعی مدرس شامیہ کا قصہ بھی لکھا ہے جس کے متعلق علامہ سبکی یہ کہتے ہیں کہ میں نے اس قصے کو ان کے صاحبزادہ اللہ تعالیٰ کے ولی شیخ فتح الدین یحییٰ سے سنا کہ ان کے گھر میں ایک چوٹا بچہ چیت سے گر گیا اور مر گیا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا تھا۔

(۱۲۰ احادیث ص ۲۵)

ممکن ہے کہ یہ کہی ہو تو بطور کرامت ہے تو جناب ہم بطور کرامت ہی مانتے ہیں اولیاء اللہ کو معبود سمجھ کر نہیں مانتے مگر آپ سیف حقانی کے اسی صنف پر کرامت کا یہی الفاظ صاف انکار کر چکے ہیں

”آخر کرامتوں کے نام پر شعبہ بائیں کا ختم ہونے والا سلسلہ ختمی مرتبت کے بتائے دئے تصور و عقیدہ توحید کے شدید کے بعد انسانوں کی خدائی مزانے کے لئے تو نہیں تاکہ شرک کی گرم بازاری رہے۔“ (سیف حقانی ص ۲۵)

کرامتوں کے تو آپ صاف انکار ہی ہیں ممکن ہے آپ یہ کہہ کر بھاگنے کی کوشش کریں کہ جی ان کرامتوں میں یہ ہے کہ مردہ زندہ کرنے سے پہلے یہ کیا گیا تو خدا کی اجازت سے اٹھ۔ حق تعالیٰ سے دعا مانگی زندہ فرما وغیرہ تو ہم کہتے ہیں اولیاء اللہ محبوبان خدا قدرت

اسرار ہم اپنی ذاتی طاقت و تصرف سے نہیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے ہی ایسا فرماتے ہیں یہی کچھ اعظمت قدس سرہ کی کتب میں ہے۔ مگر آپ اس کے منکر ہیں آئیے تھانوی صاحب کی کچھ ایسی عبارتیں بھی دکھائیں جن میں خدا تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا۔ ملاحظہ ہو:

### مرید کی بیوی کا زندہ ہونا

”ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ امام احمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کے صاحبزادہ یہ فقیہ عالم صالح صاحب کرامات و معاشقات تھے ان کے کشف و کرامت میں یہ بھی ہے ایک فری اقتدار شخص ان کا مرید تھا اس کی بیوی مر گئی وہ اس سے بہت محبت کرتا تھا اس نے بہت سخت رنج ہوا یہ فقیہ محمد بن موسیٰ کے پاس پہنچا اور اپنی حالت کی شکایت پیش کی اور عرض کیا کہ میری تمنا یہ ہے کہ اسے دیکھ لوں اور جان لوں کہ اس پر کیا گزاری ہے فقیہ نے عذر کیا مگر اس نے زما ۱۲ اور عرض کیا کہ جب تک مسیر میری حاجت پوری نہ ہوگی میں نہیں جاؤں گا فقہ کے یہاں اس کی قدر و منزلت بہت تھی آپ نے اس سے تین دن کی مہلت مانگی پھر اس کو ایک دن بلایا اور فرمایا اس حجرہ میں اپنی بیوی کے پاس چلے جاؤ۔ یہ اندر گیا تو اس کو اچھی حالت اور اچھے لباس میں پایا۔ حال پر چھا تو اس نے کہا کہ یہی بہتر حالت ہے اس کو بہت مسرت ہوئی اور خوش خوش اور ہشاش بشاش حضرت فقیہ کے پاس باہر آ گیا اور جس قدر رنج و غم تھا اس سے سکون ہو گیا۔“ (رجال الاولیاء ص ۳۵)

بتائیے جناب یہاں دعا کا لفظ کہاں ہے نہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی اجازت یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا یہ مذکور ہے۔؟

### گردن ٹوٹنے کے بعد زندہ ہونا

”آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ جب آپ نے مسجد جو ان کی آبادی میں ہے بنائی تو اتفاق سے ایک شخص ایک اونچی جگہ سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی



وہ حضرت فقیر کے پاس لایا گیا آپ نے گردن پر ہاتھ پھیرا اور لعاب مبارک لگایا تو اس کی گردن ٹھیک ہو گئی اسی وقت سب کے ساتھ (زندہ ہو کر) کھڑا ہو کر تعمیر کرنے لگا۔ (جمال الادبیار ص ۱۳۸)

یہاں بھی دعا کا نام نہیں ہے۔

مردہ زندہ کرنے کا وہابیت شکن واقعہ: دیوبندی حکیم الامت کہتے ہیں:

محمد ہادی الدین شاہ نقشبند بخاری تھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اعظم اور بڑے بڑے ائمہ صوفیہ کے پیشرو تھے طریقت کے شیخ محمد بابا السہاسی سے اور پھر سید امیر کلان سے حاصل کیا..... آپ کی بڑی کرامتوں میں سے ایک یہ ہے آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں محمد زاہد جنگل گئے اور یہ سنے عاشق تھے اور ہمارے ساتھ کھدائیں تھیں ہم بھی ان کی شغل کر رہے تھے کہ ہم پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ جس نے مجبور کر دیا کہ ہم کھدائیں پھینک دیں اور معرفت کی باتوں کا تذکرہ کریں۔ اسی گفتگو میں سلسلہ کلام بزرگی پر پہنچا تو میں نے کہا اس کی انتہا اس درجہ پر ہوتی ہے کہ اس مقام بندگی والا کسی کو یہ کہہ بیٹھے کہ مر جا تو وہ فوراً مرنے لگے۔ پھر یہ ہوا کہ میں نے ان سے کہہ دیا کہ تم مر جاؤ وہ اسی وقت مر گئے اور چاشت کے وقت نصف انتہا تک مردہ ہی رہے گرمی کا وقت تھا اس لئے میں گھبرا گیا اور بہت حیران ہوا۔ میں قریب ہی ایک سایہ کی جگہ پہنچ گیا اور سخت حیرت میں رہا پھر ان کے پاس لوٹ کر آیا تو ان میں گرمی کی زیادتی سے تغیر بھی ہو چلا تھا پھر تو اور بھی پریشانی بڑھتی اس وقت میرے دل میں یہ اتفاق کیا کہ ان سے کہو اے محمد زندہ ہو جاؤ میں نے ہمیں مرتبہ ان کو یہ کہا تو ان میں تھوڑی تھوڑی حیات (زندگی) سرایت کرنے لگی اور میں ان کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ یہ پہلی سی حالت پر لوٹ آئے (یعنی زندہ ہو گئے) میں سید کمال کی خدمت میں حاضر ہوا تو سب قصہ عرض کیا جب میں نے یہ عرض کیا کہ وہ مر گئے اور میں اس کی وجہ سے حیران ہو گیا تو فرمایا بیٹا تم نے ان سے کیوں

نہ کہہ دیا کہ زندہ ہو جاؤ۔ میں نے کہا جب مجھے اس کا اہام کیا گیا تو میں نے یہ کہہ دیا اور وہ زندہ ہو گیا؟ (النور بابت ماہ رجب ۱۳۸۰ جمال الادبیار ص ۱۳۸)

دیکھتے ہیں اب مصنف سیف حقانی اپنے حکیم الامت پر وہابیت کا کونسا رکیویشن نافذ کرتے ہیں اور کونسے طبقہ میں دھکیلتے ہیں؟

بندروں کا ادب قرآن و قیام میلاد

مصنف جی نے اپنی جان میں ایک اور بڑا تیر مارا ہے وہ یوں

ترکیبے ملفوظات حصہ چہارم ص ۱۱۱ میں ہے اعظمی فرماتے ہیں کہ میرے چھوٹے بھائی چمت پر تلاوت (قرآن مجید) فرما رہے تھے ساتھ ہی چمت چہرہ کہیں بندر بھی کھیل رہا تھا شہنا ہوا جب قریب سے گزرا تو سنے اکر سجدہ کیا اور چلا گیا..... پھر اعظمی فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی کے گھر پر میلاد خوانی کر رہا تھا بندر بھی سنا تھا سناستار ہوا جب ہم نے قیام کیا تو بندر نے بھی قیام کیا؟

یہ واقعہ لکھنے کے بعد مصنف لکھتا ہے کہ

معلوم ہوا قیام ضروری ہے..... ٹھیک ہے بندر ہی قیام کرتے ہوں گے تو بندروں کے طریقہ کی بندر ہی پیروی کریں گے ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ رسول اللہ کے حین حیات جب آپ تشریف لاتے تو صحابہ کرام کو قیام کی اجازت نہ دیتے غیر تعجب ہے کہ یہ بندر آئے کہاں سے تھے کیا گھر میں پائے ہوئے تھے؟ (سیف حقانی ص ۱۱۱)

بتائیے اس سیدھی سی بات پر اس طرح کی پزیرائی کا کون سا موقع تھا؟ قطع نظر اس سے کہ اس دیوبند رہنمادوں کا واقعہ توڑ مروڑ کر نقل کیا ہے اعظمی حضرت قدس سرہ گستاخ دیوبندوں کی عقلوں کو بندروں کی عقل سے تشبیہ دیتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں:

”ان کی عقلیں بندر کی عقل سے بھی بدتر ہیں“



یہ لکھنے کے بعد، حضرت رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا دو واقعات ارشاد فرمائے، مصنف کا یہ کہنا ٹھیک ہے بندر ہی قیام کرتے ہوں گے مصنف سے سیکھ کر کوئی دوسرا گستاخ منکر قرآن یہ بھی کہہ سکتا ہے ٹھیک ہے بندر ہی قرآن کی تعلیم کرتے ہوں گے تو قرآن عظیم کی تعلیم کرنے والا ہر مسلمان مصنف کے اصول سے بندر قرار پائے گا۔ باقی رہا یہ کہ بندر ہی قیام کرتے ہوں گے تو جناب یہ تیر آپ نے جناب گنگوہی و تھانوی جی کے پیروں میں جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے سینہ میں مارا کیونکہ وہ بھی قیام میلا کرتے تھے۔ ہاں ہاں یہ سب کچھ اہل دیوبند کی کتب میں بند ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔ اور بندر قرار دیجئے، لکھا ہے :

”حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے کسی نے پوچھا کہ قیام مولود کیسا ہے فرمایا مجھے تو لطف آتا ہے“ (ادراج منہ زیر حکایت ۱۶)

اب مصنف سیف حقانی بتائے اگر قیام بندر ہی کرتے ہیں تو حاجی امداد اللہ صاحب کون ہوئے اور پھر ایک غور طلب سوال یہ بھی ہے کہ کیا گنگوہی، تھانوی وغیرہ بندر کے مرید ہو گئے تھے؟ باقی رہا یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے قیام سے منع فرمایا تو اس کا مقصد یہ نہیں کہ قیام حرام و گناہ ہو گیا، بہت چیزیں جائز ہوتی ہیں مگر ایک عام آدمی بھی اپنے لئے تکلف پسند نہیں کرتا اور پھر قیام اگر مطلقاً حرام و گناہ ہی ہے تو بتائیے حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ کے لئے قیام کیوں فرماتے رہے۔ ایک چیز جائز تو ہوتی ہے خود نمائی اور تکلف کے طور پر اپنے لئے پسند نہیں کی جاتی اور پھر قیام واقعی حرام و گناہ ہی ہے تو یہ دیکھئے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کیا فرما رہے ہیں سمجھتے ہیں :

”تعلیم دیندار کو قیام کرنا، کھڑا ہونا درست ہے اور باتھ پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے اور احادیث سے ثابت ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۵)

بتائیے اب کس جہنم میں پڑیں گے گنگوہی صاحب یہ کیا غضب فرما رہے ہیں کہ تعلیم

دیندار کے لئے قیام کو احادیث سے ثابت مان رہے ہیں مولوی رشید گنگوہی صاحب تعلیم دیندار کے لئے قیام کو درست قرار دے رہے ہیں لیکن جس جمعیت العلماء اسلام کے سیکرٹری جنرل مصنف سیف حقانی کے استاد مفتی محمود ہیں اس جمعیت کے سابق امیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری تو اپنے بقول بدعتی اور دجال تک کے لئے قیام کرتے رہے ہیں یہ راز بھی طشت از بام نہیں۔ دیکھئے علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سنی بریلوی تھے اور سنی جمعیت العلماء پاکستان کے اولین صدر تھے ویاہدہ سنیوں کو بدعتی قرار دیتے ہیں اور مصنف سیف حقانی کے بقول مشرک ہیں اور بانی جماعت اسلامی مولودی صاحب کے متعلق مولوی احمد علی صاحب لاہوری اور عطار اللہ صاحب بخاری احواری کا عقیدہ یہ ہے :

○ ”میری سمجھ میں ان تیس دجالوں میں ایک مولودی ہے؟“ (ص ۵۴)

○ ”مولودی مبتدی اور محد زندق ہے“ (ص ۵۴)

○ ”ایسے شخص کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے“ (ص ۵۴)

دکتاب حق پرست علامہ کی مولودیت سے جراثیم کے سبب

یہی مولوی احمد علی صاحب لاہوری مولانا علامہ ابوالحسنات قادری اور مولودی صاحب کے لئے قیام کرتے رہے ہیں، دیکھئے :

”ایک دفعہ مولانا داکوہ غزنوی (غیر منقلد) کی دعوت پر ان کے مدرسہ شیش محل میں میٹنگ تھی، حضرت مولوی احمد علی پہلے کرسی پر تشریف فرماتے مولودی صاحب اور مولانا ابوالحسنات (بریلوی) بعد میں تشریف لائے، حضرت شیخ ہرودا صاحب کے لئے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر ان کو گلے لگا لیا۔“

دخام المین ۶ ج ۸ ماہ ۶۳ ۱۳۵۲ھ

جمعیت العلماء اسلام کے آنجنابی امیر نے تو کمال ہی کر دیا کیونکہ مولوی گنگوہی جی نے تو تعلیم دیندار کی شرط لگائی تھی مگر لاہوری جی نے یہ فرق ہی ہشادیا اور جن کو وہ خود بے دین و بدعتی اور دجال قرار دیتے تھے انہی کے لئے خود قیام کیا ہے، مصنف سیف حقانیہ اب



کس مان کو مان کہے گا؟ اور مان مصنف نے بڑے ہی تعجب سے پوچھا ہے کہ یہ بندر آتے کہاں سے تھے۔ جناب آپ کوؤں کے متعلق تو پوچھ سکتے تھے کہ یہ کہاں سے آتے ہیں جبکہ ہم دیابند سب کوے پٹ کر گئے مگر بندروں کو تو دیوبند میں بند نہیں کر دیا تھا بندروں کو کھانا تو گنگو ہی صاحب نے ثواب قرار نہیں دیا تھا۔ بہر حال آپ کو تعجب نہیں ہونا چاہیے کسی مہاجر سے پوچھ لیں کہ ہندوستان کے بعض شہروں میں بندر عام پھرتے تھے بلکہ شہروں میں گھروں کی چھتوں پر عام پائے جاتے تھے۔ بندر نے قرآن عظیم کی تعلیم کی یا قیام مولود کیا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے اور اس پر طعن زنی کا کیا موقع ہے کیا شجر و جرنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم نہیں فرمائی۔ پتھروں نے کلمہ نہیں پڑھا اونٹ ہرنی نے سجدہ نہیں کیا۔؟

نذرانہ اہل عرس میں یہ کہیں بھی موجود نہیں کہ اعظم حضرت امام اہل سنت کے والد ماجد مولانا مفتی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ خود بشیر بازی یا مرغ بازی کرتے تھے بلکہ مصنف نے بھی یہ بات ص ۴۲ پر رد سا بادیوں اکھیرہ وغیرہ کے مشاغل کے طور پر نقل کی ہے تو یہ کام رسوا کا ہونا کہ اعظم حضرت کے والد ماجد قدس سرہ کا اور پھر باست تو بندروں کی ہو رہی ہے مرغ بشیر اور بندر کیا ایک ہی چیز ہیں۔ شاید دیوبندی بندروں کو اور مرغ و بشیر کو ایک چیز سمجھتے ہوں اور اسی لئے انہوں نے بشیر نہ بننے پر کو اکھلنے کو ثواب قرار دیا ہو۔ اعظم حضرت نے بھی تو یہی فرمایا ہے ج۔ بشیر ہاتھ نہ آئے تو زارغ نے کچلے

اسی طرح اس بات پر بھی کیا اعتراض ہو سکتا ہے کہ سانپ نے میلاد و حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت شریف کا ذکر سنا۔ یہ تو اسلام کی حقانیت و صداقت کی دلیل ہے کہ ۱۴۰۰ ہس بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر سانپ بھی سنتے ہیں مصنف میں وہ ہے تو مخالفت کی دلیل مع حوالہ نقل کرے زبانی جمع خرچ سے کام نہ چلانے۔ اگر مصنف سیف حسانی بہر صورت سامعین میلاد کو سانپ قرار دینے اور بندر گردانے پر مصر ہے تو پھر اس کی زد بھی اکابر دیوبند پر پڑے گی ہم صرف ایک حوالہ نقل کرتے ہیں۔ مولوی خلیل احمد انیسٹروی لکھتے ہیں:

”وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریف ہو؟“ (المہند ص ۳۸)

### دلوں کے بھیید

مصنف سیف حسانی نے ص ۴۲ و ص ۴۳ پر مغز لطائف حضرت حقہ چہارم سے حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات پر مشتمل دو اہم واقعات کا اپنی روایتی جہالت کے باعث صاف انکار کر دیا بلکہ اس کو یہ تک معلوم نہیں کہ حضرت سیدی ابن مسعود قدس سرہ العزیز کوئی بزرگ ہیں بھی یا نہیں لکھتا ہے:

”دو عجیب واقعے کسی جنگلی بزرگ کے سنائے ہیں“ ص ۴۲ و معاذ اللہ استغفر اللہ

کیوں نہ ہو دیوبند کی بنیاد ہی بے ادبی و گستاخی پر ہے تو پھر ایک جلیل القدر ولی کامل کو ”کسی جنگلی بزرگ“ کے گستاخانہ الفاظ سے کیوں نہ یاد کرے۔ اور مزید بے خبری یہ کہ ان ہی بزرگ سے متعلق ایک واقعہ سے اپنی جہالت کا برملا اعتراف یوں کرتا ہے ”ایک واقعہ گھر کے اس بزرگ کے سر نہ دیا“ حالانکہ سیدنا اعظم حضرت قدس سرہ ان ہرود واقعات و کرامات کو حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے ولی کامل سے نقل فرمایا جو اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں مگر یہ بد بخت کا نگرہی ایجنٹ اور گاندھی کے پیٹل حسین احمد ٹانڈوی کے نام سے تو واقف ہے مگر حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام گرامی سے واقف نہیں اور پھر دیکھنا یہ ہے کہ ان ہرود واقعات میں سے کیا جو اس کو موت نظر آرہی ہے۔ سچے واقعہ میں تو یہ ہے کہ

ایک شخص اپنا دلا بیل بیکر آیا دیکھا فرمائیے اس میں طاقت آجائے۔ آپ نے شیروں کو اشارہ کیا وہ کھل گئے آپ نے مڑا ساڑھ بیل دے دیا اس آدمی کے دل میں یہ خطرہ آیا یہ شیر حضرت کے سامنے تو کچھ نہ کہیں گے راستہ میں بیل کھائیں گے حضرت کو اس کے خطرہ پر اطلاع ہوگئی دومرا خطرہ اُس کے دل میں یہ آیا کہ معلوم نہیں کس کا بیل ہے کوئی پرچے گا تو کیا کہوں گا۔ حضرت نے فرمایا تم سے کوئی نہ پرچے گا۔







سانچہ و حال پیش کیا۔ امام عبدالوہاب شترانی علیہ الرحمۃ کو امام عبدالوہاب شترانی تو یہ کیا مجلس میلاد کے ساتھ لفظ میلاد کا اضافہ کیا اور پھر مصنف نے عبارت تو نقل کر ڈالی مقصد معلوم ہی نہیں کہ کس نے یہ عبارت پیش کی گئی ہے۔ میلاد شریف پر اعتراض کرنا چاہتا ہے تو کھل کر بوالہ کتب دلیل سے بات کرے۔ اگر سیدی احمد کبیر علیہ الرحمۃ کے قبر مبارک سے کام لے کر اپنے حکیم الامت تھانوی جی کے جمال الاولیاء کے دو احفانہ سے دولے وہ لکھتے ہیں

”امام شترانی کہتے ہیں کہ یہ میں نے پچشم خود دیکھا ہے کہ غری کہتے ہیں کہ ان کو حضرت احمد بدوی سے بہت زیادہ محبت تھی اور ان سے نسبت تامہ حاصل تھی یہ بارہا ان سے گفتگو کیا کرتے تھے اور وہ (سیدی احمد بدوی) قبر کے اندر سے جواب دیا کرتے تھے شترانی کہتے ہیں کہ میں نے خود سنا ہے کہ یہ حضرت احمد سے باتیں کرتے تھے اور وہ قبر کے اندر سے جواب دے رہے تھے۔ طبقات وسطیٰ میں بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ خود سنا کہ یہ حضرت احمد بدوی سے کسی مصر کی ضرورت میں مشورہ کر رہے تھے اور شیخ احمد نے قبر کے اندر سے جواب دیا کہ سفر کر جاؤ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو“ (جمال الاولیاء ص ۱۰۸)

یہ تو تھا سیدی احمد بدوی علیہ الرحمۃ کے قبر مبارک سے گفتگو کرنے کا ثبوت لیکن اس چیز کو جھٹلانے والے دیوبندی وہابی یہ بات تو اپنے ملاؤں کے لئے بھی مانتے ہیں۔

لاحظہ ہو:

”فرمایا کہ ایک صاحب کشف حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے بعد فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں بڑے دل لگی باز ہیں جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ فاتحہ کسی مردہ پر پڑھیو یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو“ (ارواح مثلاً ص ۲۴)

○ جمعیت العلماء اسلام کے انجمنی امیر مولوی احمد علی صاحب کے متعلق لکھا ہے ”حضرت والا (مولوی احمد علی) اپنے مغموم دل سے اپنے بچوں میں سے بعض

کی قبور پر تشریف لے گئے اور حالت کشف میں جو گفتگو ہوئی اُس کو اہل جان (اپنی بیوی) سے آکر پیش کرتے ہے“ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۳۳۷ء)

○ علامہ دشمس الحق افغانی نے دریافت فرمایا کیا وجہ ہے کہ سید صاحب جو شیخ اور مرشد ہیں کی قبر پر انوار مولانا (اسماعیل) شہید کی قبر کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں حضرت (احمد علی) نے فرمایا ہاں یہ واقعہ ہے کہ میں نے صاحب قبر سے دریافت کیا تو اس نے کہا میں سید احمد شہید نہیں ہوں میرا نام سید احمد ہے میں مولانا (اسماعیل) شہید کا مرشد نہیں ہوں۔ لوگوں نے مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب سمجھ لیا ہے“

(خدام الدین ۲۲ فروری ۱۳۳۷ء ص ۲۴)

مذکورہ بالا سیف حقانی شکن حوالوں سے ثابت ہوا کہ اہل قبر سے گفتگو ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مصنف ان حوالہ جات کو کشف چیمینی قرار دے تو ہم کہیں گے اول تو کشف کا لفظ دو حوالوں میں مذکور ہے اور خدام الدین کے مؤرخ الذکر حوالہ میں کشف کا لفظ مذکور نہیں اور خدام الدین کے ۲۲ فروری ۱۳۳۷ء کے شمارہ میں متعدد حوالہ جات ایسے ہیں جن میں کشف کا لفظ مذکور نہیں ہے اگر بالفرض بہر صورت مصنف سیف حقانی کشف ہی کا سہارا لیکر یا بہانہ بنا کر جان چھڑانے کی کوشش کرے تو ہم کہیں گے کہ کشف ہی کون سا ان کے اہل حلال ہے۔ دیکھئے بابائے وہابیت اسماعیل دہلوی کیا گل کھلاتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

”جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسروں کا“

”شُرک سب عبادت کا نور کھو دیتا ہے کشف کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں“ (تقویت الایمان ص ۲۴)

دیکھتے ہیں اب مصنف سیف حقانی کہ ہر جگہ کس کی پناہ میں جاتا ہے



سید احمد شہید ہے یا مفروز؟ مولوی احمد علی صاحب لاہور نے اپنے مذکورہ بالا حوالہ میں سید احمد شہید کو کراسامعیل کے پیر کو شبہ قرار دیا ہے مگر اراج ثلاثہ میں اس سے یکسر مختلف ہے لکھا ہے:

”پھر کچھ عرصہ بعد کوک سنگھ پسر نجیت سنگھ والی لاہور سے لڑائی ہوئی جس میں بہت سے (دیوبندی واپی) مجاہدین مارے گئے حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی محمد حسن صاحب بھی وہیں شہید ہوئے البتہ..... سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا پتہ نہ لگا۔ (اراج ثلاثہ ص ۱۷۸)

اس جگہ سید احمد صاحب کے متعلق لکھا ہے ”سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا پتہ نہ لگا؟“ اس کے بعد سید صاحب کی تلاش شروع ہوئی۔ اب تلاش کرنے والے تین معتبر راویوں کے بیان سنئے کہتے ہیں جب سید صاحب اسماعیل دہلوی وغیرہ کے قتل کے بعد میدان سے بھاگ گئے تو

”لوگ تلاش میں تھے اور ادھر ادھر جتو کرنے لگے چند آدمی مختلف دیہات اور پہاڑوں میں جا کر ڈھونڈا کرتے تھے اور (سید احمد) کسی کو نہ ملتے تھے گاؤں میں برابر پتہ ملتا چلا جاتا کہ یہاں تھے وہاں تھے ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے سخت بخار تھا اسی حالت میں میں نے تینوں شخصوں کو جاتے دیکھا جن میں ایک سید صاحب تھے میں نے غل چایا کہ حضرت آپ ہم کو کہاں چھوڑ گئے اور کیوں ہم سے علیحدہ ہو گئے سب لوگ آپ کے راہ براہ ہیں میرے غل چلانے پر حضرت سید احمد صاحب نے منہ پھیر کر مجھے دیکھا کچھ جواب نہ دیا اور چلے گئے۔“ (اراج ثلاثہ ص ۱۷۸)

دوسرے شخص نے بیان کیا ہم انہیں دفن سید صاحب کو ایک پہاڑ میں تلاش کر رہے تھے دفعتاً کچھ فاصلہ پر گڑ بڑاٹ سنا میں وہاں گیا تو دیکھوں کیا کو سید صاحب اور ان کے دو ہمراہی بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کیا مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ حضرت کیوں غائب ہو گئے سب لوگ بغیر آپ کے پریشان ہیں مجبور ہو کر ہم نے غل شخص کو اپنا خلیفہ بنالیا ہے اور ان سے بیعت کی ہے آپ

نے اس شخص کی اور فرمایا ہم کو اب غائب رہنے کا حکم ہوا ہے اس نے ہم نہیں آسکتے اتنا فرما کر قافلہ والوں کی غیر اور حالات پرچے اور پھر روانہ ہو گئے میں نے بھی ہمراہ ہونے کے لئے عرض کیا تو منع فرمایا اور پھر کوشش کر کے جو میں نے پیچھے چلتا چا تا تو میرے ہاتھ پاؤں وزنی ہو گئے میں تو کھڑا کاکھڑا رہ گیا حیران اور مایوس تھا کہ یا اللہ کیسے چلوں اور حضرت سید صاحب مدظلہ العالی غائب ہو گئے۔“ (اراج ثلاثہ ص ۱۷۸)

”تیسرے شخص نے بیان کیا کہ سید صاحب کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہم ایک گاؤں میں ایک جگہ اترے وہاں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ قبر جو ڈھنتی ہوئی تازہ پڑی ہے اس کو سید صاحب اسی ڈھوا کر گئے ہیں کیونکہ اونچی قبر تھی ادھر ادھر دیکھا تو کہیں پتہ نہ تھا۔“ (اراج ثلاثہ ص ۱۷۸)

ایسا ہی تذکرۃ الشہید میں لکھا ہے۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ سید صاحب میدان جنگ سے فرار ہو گئے تھے۔ لیکن مولوی احمد علی صاحب لاہوری نئی ترنگ میں کچھ اور ہی فرما رہے ہیں اور ان کو شہید قرار دے رہے ہیں۔

بہر حال بات میں بات نکلتی چلی گئی ہم نے اکابر دیوبند سے یہ ثابت کر دیا کہ اہل قبر سے گفتگو ثابت ہے اور سیدی احمد بدوی علیہ الرحمۃ سے گفتگو پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

باقی رہا یہ کہ اگر مصنف سیف عتانی ملفوظات اعظم حضرت حصہ سوم کے اس واقعہ کو نقل کر کے اس کو واللہ علیہ بذات الصدور کے منافی قرار دے چاہتا ہے تو ابھی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ دیوبندی علماء تو اپنے اکابرین کو دونوں کے بھیدوں سے واقف مانتے ہیں۔ آخر اس حوالہ کے نقل کرنے کا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

کوک شاستر | چونکہ فرقہ دیوبندیہ دہلیہ کانگریسین اور کانگریسوں سے قدیم بلکہ



جدی پشتی نیا زنی حاصل ہے کانگریس کے ایک مشہور لیڈر اور بھارت کے ایک سابق وزیر اعظم شاستری بھی رہے ہیں ان سے بھی ان کی ضرورت کوئی رگ ملتی ہوگی لہذا عنوان کچھ بھی ہو اپنے کانگریسی آقاؤں کی یاد تازہ کرنی ہے۔ شاید اسی مناسبت سے صفحہ ۴ پر مصنف نے ایک عنوان کوک شاستری بھی قائم کیا ہے اور امام اہل سنت سیدنا اعظم حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات شریف سے ایک حوالہ کا حلیہ بگاڑ کر عبارت میں سخت مجرمانہ تحریف کر کے یوں لکھا ہے :

”یہی حضرت عبدالوہاب شرعی دربار سے میلاد کیجئے گئے گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک تاجر کی پری پیکر کینز پر نظر پڑ گئی ایک ہی نظر میں گھائل ہو گئے لیکن شریعت کے پاس سے دوسری نظر نہ کی۔ مزار پر واپس آئے تو صاحب مزار نے پوچھا کیوں عبدالوہاب وہ کینز بہت پسند آتی۔ عرض کی ہاں۔ فرمایا اچھا تو وہ کینز ہم نے تمہیں ہبہ کر دی تھوڑی دیر میں تاجر نے وہی کینز مزار پر آکر ہبہ کر دی۔ ادھر مزار سے خادم کو اشارہ ہوا کہ کینز شرعی کو دے دو۔ چنانچہ آپ کو دے دی گئی۔ اس کے بعد صاحب مزار نے فرمایا میاں عبدالوہاب اب دیکھیں فلاں حجرہ شریف میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو“

(ملفوظات حصہ سوم ص ۳۳)

جاہل دیوبندی تو اپنے اس نامور مصنف کی اس فنکاری پر مجھوم گئے ہوں گے۔ فیصل آباد دلاکپور غلام آباد کے سنتو قوال نے تو یقیناً اس حوالہ کو اذہر کر لیا ہو گا یہ کمال کسی دیوبندی مصنف و مناظر کو حاصل نہ ہوا جو اس تسلی نے کر دکھایا۔ آج اگر دیوبندی مناظرین آنجنابانی عبد الشکور کاکوروی۔ مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی چاند پوری زندہ ہوتے تو اپنے اس فضل مکتب کے زیر کار ناموں پر مجھوم جلتے اور فراطعیت کے بے ساختہ پکار اٹھتے واہ بیٹا قریشی واہ ہم تو آج تک عبارتوں کا منہ موم بگاڑتے اور بدلتے رہے مگر تم نے تو کمال ہی کر دیا۔ پوری کی پوری عبارتیں بدل دیں۔ کاش ہم یہ فن جانتے ہوتے۔ سرور محمد رضا خانی بریلوی اور حشمت علی خاں رضا خانی بریلوی سے بے درپے

ذلت امیر شمسون کا سامنا نہ کرنا پڑا بلاشبہ یہ مصنف سیف حقانی ہی کا حصہ ہے کہ اس نے دیوبندی سائنس میں جدید تجربوں کی بنیاد رکھی ہے۔ اور اس کے سوا چارہ بھی کیا تھا۔ بہر حال ہم کہتے اور ڈنکے کی چوٹ پہنچ کرتے ہیں مصنف تو بے ہی ایک دو ٹکے کا آدمی اس کے بڑے بوڑھے جو اس کی ان ایسا نہ حرکتوں پر بغلیں۔ بجا رہے ہوں وہ خواہ نقلی سواد اعظم اہل سنت کے سیکرٹری جنرل غلام راولپنڈی ہوں یا مردہ قومی اتحاد کے خود ساختہ صدر مصنف کے استاذ مفتی محمود ہوں یا اس ناپاک کتاب سیف حقانی پر دل آزار تبصرے اُگلنے والے غلام الدین لاہور کے چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور ہوں وہ میدان میں آئیں۔ اور اپنے اس فرزند دلبند کی نقل کردہ مذکورہ عبارت کو ملفوظات اعظمہ حصہ سوم ص ۳۳ یا کسی حصہ اور کسی صفحہ سے جوں کی توں ثابت کر دیں تو ہم انہیں ایک دھڑی روپے انعام دیں گے اور زراغ معذوف کی پر تکلف دعوت کا استہام بھی کریں گے۔ آئیے ملفوظات کی اصل عبارت دیکھیں تاکہ مصنف کی مجرمانہ خیانتوں کا مشاہدہ ہو سکے۔

### اصل عبارت

”حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا اس مجمع میں چلے آتے تھے ایک تاجر کی کینز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیری کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا النظرۃ الاولیاء ثلاثۃ والثانیۃ علیہا پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہو گا خیر نگاہ تو آپ نے پھیری مگر وہ آپ کو پسند آتی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا کہ عبدالوہاب وہ کینز تمہیں پسند ہے۔ عرض کی ہاں۔ اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیے۔ ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کینز ہبہ کی۔ اب آپ سکوت میں ہیں کہ کینز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ مٹاؤ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کینز مزار اقدس کی نذر کی۔ خادم کو اشارہ ہوا۔ انہوں نے آپ کی



نذر کردی ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی فلاں توجہ میں نے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔

بتایا جائے اس میں پری پیکر کینز اور ایک ہی نظر سے گناہ کی جیسے گستاخانہ و مسخرانہ الفاظ کہاں ہیں؟ کیا یہ دیوبندی مصنف کی بکروی اور ذہنی آوارگی کی دلیل نہیں؟ اور پھر اس میں سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز پر کیا الزام وہ یہ سب کچھ علامہ امام عبدالوہاب شترانی اور حضرت سیدی احمد بدوی کبیر قدس سرہ جیسے اکابر اولیاء کرام سے نقل فرما رہے ہیں اور الابرین شریف سے ماخوذ ہے اور الابرین شریف نہایت مشہور و معتبر کتاب ہے جو حضرت ابن مبارک فاسی علیہ الرحمۃ کی تالیف ہے جس کو دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب نے جمال الاولیاء ص ۶ پر معتبر و مستند مانا ہے اور اکابر اولیاء کی تصنیف گروانا ہے اور پھر ہبہ کرنے کے بعد حجرہ میں لے جانے اور حاجت پوری کرنے پر کوئی شرعی مانعت ہے اور کس طرح اس کو حرام و گناہ قرار دیا جاسکتا ہے؟ کیا عورت کا ہبہ شریعت اسلامیہ میں حرام و گناہ ہے؟ کیا کثیر و شرعی باندی اسے حاجت پوری کرنا حرام و گناہ ہے؟

حدیث شریف صحیح بخاری میں یوں ہے کہ

”حضرت ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں میں نے ایک کینز آزادی کی تھی جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور کو اس کی اطلاع دی فرمایا اگر تم نے اپنے مامل کو ہبہ کی ہوتی تو تمہیں زیادہ ثواب ملتا۔“

ہم نے اس عبارت پر رد و رد شدہ ۱۰ ہائے اعتراضات کے مفصل و مدلل جوابات اپنی کتاب قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی میں دیئے ہیں۔

دیوبندی جاہل مصنفین کو چاہیے وہ اس عبارت پر اعتراضات سے قبل کتب احادیث و فقہ میں ہبہ کے مسائل پڑھیں۔ اور الابرین فی مناقب عبدالعزیز و باغ علیہ الرحمۃ کا مطالعہ کریں۔

اس عبارت سے متعلق مصنف کے ان الفاظ کی کیا حقیقت ہے اور اس کی زد کس پر پڑتی ہے اور بات کہاں پہنچتی ہے؟

”اب بتائیے جہلا اس پر کوئی کیا تبصرہ کرے امام شترانی یا شیخ کبیر تہیقناں کفریات سے بری ہیں؟ (سیف حقانی ص ۴۳)“

بتائیے اس واقعہ کو کفریات میں کس طرح شامل کیا جاسکتا ہے؟

سیدی احمد سہلماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے ایک واقعہ پر بھی جاہلانہ تبصرہ کیا گیا اور سیدی عبدالعزیز و باغ ہے۔ ملفوظات حصہ دوم کے حوالہ سے لکھتا ہے:

”سیدی احمد سہلماسی کے دو بیویاں تھیں۔ آپ کے مرشد سیدی عبدالعزیز و باغ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری بیوی سے ہم بستری کی یہ نہیں چاہیے۔ عرض کیا حضور وہ تو اس وقت سوتی تھی فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پتنگ بھی متاعرض کیا ہاں ایک پتنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا“

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد طوفان بدقیامی کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ آخر میں لکھتا ہے

”خان بابا کیا آپ کا دین انہیں کفریات پر مبنی ہے خدا کا کچھ تو خوف کرو دین مصدق کا لحاظ کرو۔“ (سیف حقانی ص ۴۳)“

ہم نے اس عبارت پر اپنی کتاب برق آسمانی میں رد و رد شدہ ۱۱ مفصل بحث کی ہے اور دیوبندی حاکموں کا جواب دیا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے یہ واقعہ بھی سیدی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہ نے الابرین فی مناقب عبدالعزیز سے نقل فرمایا ہے۔ الابرین شریف کا موجودہ اس میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ الابرین کو جمال الاولیاء میں دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی نے معتبر مانا ہے اور مفتوح جمیل احمد تھانوی نے اپنے ایک فتویٰ میں معتبر مانا اور اس کے مصنف کو بڑے اولیاء کرام میں سے قرار دیا ہے۔ فتویٰ ہمارے پاس موجود ہے ”برق آسمانی“ میں



بھی نقل کر چکے ہیں۔ مگر تعجب کی بات تو یہ ہے کہ دیوبندی مصنف اعظم حضرت کو خان بابا کہہ کر جو یوں کہ مار رہا ہے کہ

”خان بابا کیا آپ کا دین انہیں لغویات پر مبنی ہے خدا رکھ تو خوف کرو  
دین مصطفیٰ کا لحاظ کرو“ (سیف حقانی ص ۲۴)

اس عبارت کا ایک ایک لفظ دیوبندی کے لئے تباہ کن راکٹ ہے۔ اعظم حضرت قدس سرہ کو خان بابا کہہ کر ان سے سوال کرنے کا مقصد تو یہ ہوا کہ مصنف بھی اعظم حضرت کو زندہ اور موجود اور اپنے قریب ماننے لگے۔ اور اعظم حضرت امام اہل سنت نے اپنے وصایا میں میرادین کہہ دیا تو دیوبندیوں پر قیامت آگئی اور کہا گیا دیکھو اعظم حضرت میرادین کہہ رہے ہیں یعنی ان کا اپنا گھڑا ہوتا بنایا ہوا دین۔ لیکن یہاں دیوبندی مصنف خود یہ کہہ رہا ہے۔ خان بابا کیا آپ کا دین تو ثابت ہوا میرادین کہنا کسی طرح بھی قابل مواخذہ نہیں ہے اور آج تک دیوبندی میرادین کہنے پر اعتراض کر کے جھک مارتے رہے ہیں۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ خدا جانے اپنی بیوی سے ہم بستری کس طرح قابل اعتراض ہے؟ باقی رہا یہ کہ شیخ کسی وقت اپنے مرید سے جدا نہیں تو اس کا فیصلہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کرایا لیجئے۔ وہ لکھتے ہیں:

”مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہو گا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں ہے۔ (امداد مسک ص ۲۴)

حضرت شیخ سیدی عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ کے مرید کے پاس تشریف لائے پر اعتراض کرنے اور تمسخر اڑانے سے قبل مولوی قاسم نانوتوی کے متعلق دیوبندیوں کو اپنے اکابر کا یہ خود ساختہ عقیدہ پڑھ لینا چاہیئے کہ

”ایک دفعہ نہیں متعدد مواقع پر مشاہدہ کئے دہلیوں نے وفات کے بعد دیکھا کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسد عظمیٰ کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے؟“  
دروازہ قاسمی جلد ۳ ص ۲۴۱ بحوالہ دروازہ غلظہ ص ۱۸۸

اب دیوبندی مصنف کو اپنی ناک کٹوا لینی چاہیئے۔

یہی حال دیوبندی مصنفین کا ہے وہ حوالہ جات کی نقل میں دیدہ دلیری سے چوری کرتے ہیں اگر چوری نہ کریں تو ہیرا پھیری سے نہ جانے

کے دل و دماغ میں کار فرما ہے کیوں نہ ہو آل حسین احمد کانگریسی سے ہے۔ چوری اور ہیرا پھیری سے کام نہ لیں تو پھر دیوبندی میں دغا کی دال کا ظہور کیسے ہو۔ بہر حال مصنف نے اپنی حقیقت کے ساتھ پر سرخی تو یہ جمائی ہے۔ ”اولیاء از عرش تا تحت الثریٰ دیکھتے ہیں“ لیکن اس کے ضمن ملفوظات اعظم حضرت حصہ چہارم سے ملتا ”تا مدتہ تین حوالہ نقل کئے ہیں جن کا علیحدہ ہی بگاڑ دیا گیا ہے اور اتنے الفاظ لکھ دیئے جو اس کی باطل مراد کے لئے کافی ہو سکتے تھے۔ ہم اپنی طرف سے جواب دینے کی بجائے ملفوظات اعظم حضرت کی اصل عبارت نقل کر دیں تو وہی جامع جواب ہو گا چور کی چوری اور ہیرا پھیری جی ثابت ہو جانے گی مصنف نے عنوان کے برعکس مذکورہ بالا سرخی کے ذیل میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی بحث پھیر دی حالانکہ سرخی اولیاء اللہ کے علم غیب سے متعلق لگائی گئی تھی بہر حال اس نے سیدنا اعظم حضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کی عبارت یوں نقل کی ہیں:

”دار دنیا شہادت ہے اور دار آخرت غیب غیب کی کنجیوں کو مفتاح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں وعنده مفتاح الغیب لا یعلمہا الا ہوا کسی خدا کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے علاوہ کوئی از خود نہیں جانتا۔ دوسری آیت نقل کی ہے ”مقالید السموات والارض خدا ہی کے لئے مقالید ہیں آسمانوں اور زمین کی“۔ یہ ترجمہ بھی آپ (یعنی اعظم حضرت) کا ہے۔ اب سنئے فرماتے ہیں ”غیب و شہادت کی سب کنجیاں دے دی گئی ہیں محمد رسول اللہ کو کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں۔“ ص ۲۴

یہ ہے دیوبندی نجدی سائنس کی کارگرگی۔ اپنی مرضی کے الفاظ لکھ دیئے۔ دیکھئے اصل



عبارت یوں ہے: اعظمیٰ امام اہل سنت قدس صرف فرماتے ہیں:

دار دنیا شہادت ہے اور دار آخرت غیب غیب کی کنجیوں کو منافع اور شہادت کی کنجیوں کو مقاید کہتے ہیں۔ ترکانِ عظیم میں ارشاد ہوتا ہے: وعندہ مغایع الغیب لا یعمیہا الا ھو اللہ ہی کے پاس میں غیب کی مغایع (کنجیاں) ان کو خدا کے سوا کوئی (بذات خود) نہیں جانتا۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے: لا مقاید السموات والارض خدا ہی کے لئے ہیں مقاید (کنجیاں) آسمان و زمین کی اور مغایع کا حرف اول دم، اور حرف آخر دج، اور مقاید کا حرف اول دم، وحرف آخر دج، انہیں مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب و شہادت کی کنجیاں سب دیدی گئی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں..... اور یا اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے مغایع و مقاید غیب و شہادت سب حجۃ خفایا عدم میں مقفل تھیں و مفتاح و مقلاد جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدان ظہور میں لایا گیا وہ ذات اقدس ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجۃ عدم یا خفایا میں رہتے۔ (ملفوظات اعظمیٰ حصہ چہارم)

امام اہل سنت مجددین و ملت اعظمیٰ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہایت ہی نفیس علمی نمونہ بیان فرمایا تھا مصنف سیف حقانی نے اس کا جواب تو دیا نہیں، اس کو درمیان سے نکال کر عبارت کو بے مقصد بنا کر رکھ دیا اور اعراض جو دیا۔ اب اس چوری کی چوری ظاہر کرنے کے بعد ہم اپنی طرف سے کسی جواب کی ضرورت نہیں سمجھتے اور جواب کی ضرورت ہوتی بھی اس وقت جب یہ کوئی اعراض اگلتا لیکن اس مقام پر تو اس کی بولتی بند ہے کیوں نہ ہو اس کے بڑوں کی بولتی بند رہی۔

مصنف کا جنون اور بوکھلاہٹ ملاحظہ ہو مصنف سیف حقانی مذکورہ بالا طریقہ حوالہ نقل کرنے سے پہلے لکھتا ہے کہ اعظمیٰ کے ملفوظات حصہ چہارم ص ۱۸۸ سے جستہ جستہ عبارت نقل کرتے ہیں لیکن اس عبارت کے خاتمہ پر

بہر حوالہ لکھتا ہے ص ۱۸۸ اسی طرح اس کے نیچے لکھتا ہے آگے ص ۱۸۸ پر فرماتے ہیں اور جب یہ حوالہ ختم ہوتا ہے لکھتا ہے ملفوظات اعظمیٰ ص ۱۸۸ گویا دعائی توازن بجز چکابے کچھ نہیں سوچتا کیا سمجھ رہا ہے کیا لکھتا ہے، سچ ہے ک۔ خدا جب دین پیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

یہ دو بکے بندوں ہیں کا جگر گروہ کہ وہ دن و ہاڑے چوری کرتے چوری اور سینہ زوری سے کام لیتے ہیں۔ لکھتا ہے:

آگے ص ۱۸۸ پر (ملفوظات) فرماتے ہیں ان کے (یعنی رسول اللہ کے) غلاموں اور اولیاء اللہ کے پیش نظر عرش سے تحت الشریٰ تک ہوتا ہے پھر کسی مصلوم صحابی سے کہلاتے ہیں میں نے صبح اس حال میں کی کہ از عرش تا تحت الشریٰ تک دیکھتا ہوں جنتوں کو جنت میں ووزخیوں کو ووزخ میں فرماتے ہیں ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے اولیاء کرام فرماتے ہیں کوئی پتہ سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ (ملفوظات اعظمیٰ ص ۱۸۸)

یہ ہے وہ عبارت جو شروع کی گئی تو ص ۱۸۸ تقابلی ختم ہوئی تو ص ۱۸۸ ہو گیا۔ خیر یہ بات تو حوالہ کی تھی جو چاہے اس کا حق و بائیت سا کرے مگر ہم دکھانا یہ چاہتے ہیں کہ مصنف نے یہاں بھی چوری اور سینہ زوری سے کام لیا ہے۔ ملاحظہ ہو ملفوظات اعظمیٰ حصہ چہارم میں یوں ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اولیاء کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الشریٰ تک ہوتا ہے پھر صحابہ کی شان کا کیا پوچھنا۔ حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا کیف اصبحت تم نے کیونکر صبح کی اصبحت مومن حقا میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا مومن تھا ارشاد فرمایا ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعویٰ کی سچائی ثابت ہوتی ہے تمہارے دعویٰ کی کیا دلیل ہے عرض کی میں نے صبح کی اس حال میں کہ عرش سے تحت الشریٰ تک تمام موجودات عالم میرے پیش نظر ہے



جنہوں کو جب میں عیش کرتے دیکھ رہا ہوں اور جنہوں کو جہنم میں پہنچنے چلا تے  
غذاب پاتے دیکھ رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا تم ہر پہنچنے والے علمینان رکھو (پھر فرمایا)  
ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے اولیاء کرام فرماتے ہیں کوئی  
پتہ سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں۔

تاریخ کرام! دیکھا آپ نے کہ یہ نجدی فرزند کس دیدہ دلیری احادیث سے انکار  
کرتا ہے اور صحابہ کرام کو عامیانا انداز میں کسی نامعلوم صحابی سے کہلاتے ہیں جیسے گستاخانہ  
الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ سیدنا اعظم حضرت رضی اللہ عنہ جیسے مخزنِ خوار اور عالمِ اکمل کے بیان  
فرمودہ حوالوں کا ماخذ جاہل دیوبندی قائل کہاں پاسکتے ہیں جن کے علم کی رسائی کبھی پختی  
روٹی اور مر قین چٹنیوں صابنوں اچاروں کی کتاب ہشتی زیر تک ہے۔ حدیث شریف  
کا ماخذ خود تلاش نہ کر سکیں اعتراض اعظم حضرت پر صحابہ کرام کی ذوات قدسیہ سے  
واقفیت خود کو نہیں اعتراض فاضل بریلوی پر او۔ پھر مکتبہ ہے کسی نامعلوم صحابی سے کہلاتے  
ہیں۔ گویا سیدنا اعظم نے فاضل بریلوی ان صحابی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں وہاں موجود  
تھے حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام کے لئے اس عظمت و فضیلت کا انکار اور سرکار  
اعظم حضرت کے لئے اقرار اور پھر اپنی جہالت اور عدم واقفیت کا ماتم تو کرتا نہیں صحابہ  
کرام کو کہتا ہے نامعلوم صحابی گویا صحابی صرف وہ ہو سکتا ہے جس کو مصنف سیف حقانی  
بانتا ہو کس قدر غبیث فکر اور مردود ذہن ہے۔

اولیاء اللہ کا عرش تا فرش مشاہدہ فرمانا  
مصنف نے تو خود کہتا ہیں پڑھتا ہے نہ  
اپنے اکابرین سے پوچھ کر اعتراض کرتا ہے  
کتاب "الابریز" صفحہ ۲۵۰ میں اپنے شیخ عارف حضرت عبدالعزیز علیہ الرحمۃ سے  
اولیاء کا مخلوقات، ناطقہ و صامتہ وحوش و حشرات زمین و آسمان ستاروں وغیرہ باتمام  
عالم کا مشاہدہ فرمانا نقل ہے ملاحظہ ہو عبارت یہ ہے:

«ولقد رأيت وليا يبلغ مقاماً عظيماً وهو انه يشاهد  
المخلوقات الناطقة والصامتة والوحوش والحشرات والسموات

ونجومها والارضين وما فيها وكرة العالم بأسرها التامة منه  
وليس مع اصواتها وكلامها في لحظة واحدة وعدك واحد بما يحتاجه  
ولعطيته وما يصلحه من غير ان يشغله هذا بل اعلى العالم و  
اسفله بمنزلة من هو في حيز واحد عنداً.

نوٹ: الابریز شریف وہ کتاب ہے جس کو جمال الاولیاء ص ۱۰ پر دیوبندی حکیم الامت  
تھانوی صاحب نے معتبر مانا ہے اور مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور نے  
اس کے مصنف کو اکابر اولیاء میں سے تسلیم کیا ہے۔ اس سے فرار ممکن نہیں  
کاش کہ مصنف بلا دلیل و ثبوت اعتراض جڑنے کے غلط میں مبتلا ہونے سے  
قبل قصیدہ غوثیہ میں حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے اس فرمان و نشان کو ملاحظہ کرتا:

«نظرت إلى بلاد الله جميعاً  
لقد كنت على حكم اتصال

نیز مولانا کے رومی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

لوح محفوظ است پیش اولیاء  
از چہ محفوظ است محفوظ از غطا

مگر مصنف سیف حقانی کا تعلق میں نہ مانوں قبیلہ سے ہے جنہوں نے نہیں ماننا  
تھا اپنی آنکھوں کے سامنے پتھروں کو کلمہ پڑھتے دیکھا چاند کو دو ٹکڑے اور سورج کو  
واپس لوٹتے دیکھا مگر نہیں مانے اسی مرض میں یہ مبتلا ہے۔

نیا باب پرانی باتیں  
مصنف نے ص ۱۰ پر تیسرا باب برپا کیا ہے جس کا  
عنوان ہے "تو زمین رسول" اس کو کہتے ہیں حقیقت کا  
منہ چڑانا یہ کچھ نیشن بن گیا ہے کانے کو کا نا کہو تو وہ بھی جواب میں کا نا کہتا ہے۔  
حال ہی میں مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے ٹیلی ویژن ریڈیو انٹرویو میں اس طائفہ کے  
متعلق کہا آجکل چور خود کہتا ہے چور چور تاکہ اس کی جہاں پر پردہ پڑا رہے بہر حال



اب دیوبندی فرقہ نے نئی کوٹ بدلی ہے پہلے تو ان کے اکابر اہل سنت مسلمانوں کو کہتے تھے یہ رسول کو خدا سے ملاتے ہیں یہ نبی کو حد سے بڑھاتے ہیں یہ رسول کو خدا بناتے ہیں خدا سے بڑھاتے ہیں وغیرہ مگر آج یہ صاحبزادے دنیا کو یہ باور کرانے اٹھے ہیں کہ سنی مسلمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں

۵۔ امد سے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوچی

سوال یہ ہے کہ معاذ اللہ اگر خدا نخواستہ سنی بریلوی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں تو پھر آپ نے اپنی اسی سیف حقیقیہ کے منہ پر سنیوں کو مسلمان اور ان کی اقتدار میں نماز کو جائز قرار کیوں دیا ہے اور مفتی محمود کو ضمانت کے طور پر کیوں پیش کیا ہے؟ کیا معاذ اللہ توہین رسول کرنے والے مسلمان ہوتے ہیں؟ کیا ایسوں کی اقتدار میں نماز ہو سکتی ہے؟

بہر حال مصنف نے تیسرا نیا باب قائم کر کے اس میں پہلا حوالہ فتاویٰ افریقیہ ص ۱۱ سے یہ دیا ہے کہ :

”محبت میں نئی نئی باتوں اور طریقوں کی ایجاد نہ صرف جائز بلکہ مناسی اور کار ثواب ہے“

حالانکہ ہم اپنی اس کتاب کے پہلے باب میں اس کا جواب دے چکے ہیں مصنف نے یہی حوالہ اپنی سیف حقیقیہ کے منہ پر بھی دیا تھا وہ یہ ہے کہ مصنف نے اپنی عادت و طبیعت سے مجبور ہو کر فتاویٰ افریقیہ سے آدھی عبارت نقل کی ہے پوری عبارت یہ ہے :  
اعلمت قدس سرہ فرماتے ہیں :

”انفال تعلیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لئے راہ احسان کشادہ ہیں وہ جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعلیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو“ (فتاویٰ افریقیہ)

خط کشیدہ مؤرخانہ ذکر الفاظ ہی اس کا شافی جواب ہے۔

دوسرا حوالہ مصنف نے کشف ضلال دیوبند ص ۱۱۰ پر پیش کیا ہے کہ :

”قرآن وحدیث کے خلاف پر بزرگوں کے قول کو حجت پکڑنا جائز ہے“

اس کا جواب بھی ہم پہلے اوراق میں عرض کر چکے ہیں کشف ضلال دیوبند میں اگر کوئی شخص یہ الفاظ تو کیا اس مفہوم کے کوئی دوسرے الفاظ بھی دکھائے ہم منہ مانگا انعام دیں گے اور اس جھوٹ پر ہم بخیر لعنة الله على الكاذبين اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

مصنف سیف حقیقی نے پورا صفحہ ۵۱ زبانی ٹوٹو ٹوٹو ہانسی میں سیاہ کر دیا ہے اور کوئی حوالہ نقل نہیں کیا۔ البتہ صفحہ ۵۲ پر بغیر حوالہ کے یہ شعر نقل کیا ہے :

سے جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے  
حب م کوثر کا پلا احمد رضا

مصنف نے صرف شعر نقل کر دیا ہے نہ حوالہ نقل کیا نہ قرآن وحدیث سے اس شعر کا کفر ہونا ثابت کیا۔ اس شعر میں یہ کہیں بھی مذکور نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں ساقی کوثر ہیں یا مامک کوثر ہیں نہ یہ ثابت کہ قیامت کے دن عرض کوثر پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے مولانا احمد رضا خاں کوثر تقسیم فرمائیں گے۔ نہ یہ ثابت کہ یہاں شاعر کی مراد قیامت قیامت کے بعد عرض کوثر سے ہے پھر کوئی شرعی حکم کس طرح لگایا جاسکتا ہے؟ اور پھر مصنف اس بات کا تو قائل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ساقی کوثر ہوں گے کوثر تقسیم فرمائیں گے۔ اور مسلمان آپ کے دست کرم سے کوثر پئیں گے۔ اگر شاعر بیخیال کرے کہ سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے محبوب بندہ بارگاہ امام احمد رضا کوثر عطا فرمائیں گے میں اُن کا نیاز مند ہوں میں ان سے حاصل کروں گا یا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل فرما کر مجھے عنایت فرمادیں گے تو اس میں شرعاً کیا خرابی ہے؟ مصنف سیف حقیقی نے ایک شعر کسی کتاب نعمت الروح سے یہ نقل کیا ہے :

سے تیسری تعلیم ہے سرکار عرب کی تعلیم  
تو ہے اللہ کا اللہ تیسرا احمد رضا

یہ ایسا ہی ہے جیسے کہا گیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ ایک خوبصورت کرسی کی تعریف اس کے بنانے والے کاریگر کی تعریف ہوتی ہے



رسالہ انوار علی پور ص ۵ کے حوالہ سے یہ شعر نقل کرتا ہے ۵

حورو ملک فلک پر فرش زمیں پہ سارے

خادم ہیں دست بستہ چاروں کتاب والے

لیکن شعر نقل کرنے سے قبل رافضیوں کی طرح تبری بکتے ہوئے کہتا ہے:

» در العزم انبیاء کرام کی شان اقدس کو انگریز کے ایک ایجنٹ پیر جماعت علی شاہ کی بازگاہ کی بھینٹ پڑھا دیا « (ص ۵)

غالباً پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اس لئے انگریز کے ایجنٹ ہیں کہ انہوں نے کانگریسی کٹھپتلی حسین احمد مانڈوی صدر دیوبند کے گاندھویا نہ عزائم کو ناکام بنا دیا اور پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ باقی رہا شعر کا معاملہ تو یہ شعر کوئی صحیفہ آسمانی نہیں نہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے خود اپنے متعلق فرمایا اور نہ ہی خادم سے اس شعر میں شاعر کی مراد حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام ہیں بلکہ شاعر نے چاروں کتاب والے کہا چاروں کتاب والے سے مراد چاروں کتابوں کے ماننے والے امتی ہیں جن کو اہل کتاب کہا جاتا ہے نہ کہ صاحب کتاب حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام بلاشبہ حضرت محدث علی پوری علیہ الرحمۃ حلقہ احباب و حلقہ ارادت بڑا وسیع تھا اور چاروں کتاب والے ہی ان کی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بتائیے اس کو کفر یہ جسارت کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے؟

معراج کے زیر عنوان سیف حقانی ص ۵۵ پر بیت المقدس اور بیت المعمور کی نمازوں کا مذاق اڑایا گیا ہے اور ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۵۵ کو مخلصاً لکھ کر اس کا علیہ بگاڑ دیا گیا ہے بیت المعمور کی نماز کا انکار مقصود تھا تو مصنف کو چاہیے تھا اس کی دلیل نقل کرتا ہے ہودہ گوئی کے ساتھ مذاق تو ہر بات کا اڑایا جاسکتا ہے۔

اور سینے ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ کے زیر مصداق مصنف سیف حقانی نے وہ پر » انکار شفاعت « کی سرخی جاکر سیف حقانی ص ۵۵ پر

شفاعت

جو خوبیاں تمام انبیاء و رسل علیہم السلام میں موجود ہیں وہ آپ میں جمت ہیں علماء حضرات انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں لہذا ان کی تعظیم مجازی طور پر انبیاء علیہم السلام ہی کی تعظیم ہوتی ہے باقی اگر مصنف کو اس پر کچھ کلام تھا تو وہ مدلل بیان کرتا کہ ایسا کہنا کون سی نص قطعی سے کفر یا حرام و گناہ ہے اس میں انبیاء علیہم السلام سے مساوات کی کوئی بات نہیں۔ البتہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ ہے:

» انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں « (تخذیر الناس ص ۵)

یہاں امتی کو انبیاء علیہم السلام سے نہ صرف مساوی بتایا گیا بلکہ حکم کھلا بڑھا گیا ہے یہ لگے مساوات و برابری جس پر پردہ ڈالا جا رہا ہے۔

مصنف نے ص ۵۵ پر یہ شعر بھی لکھا ہے کہ ۵

نیکوین جو آ کے پوچھیں گے تو کس کا ہے

ادب سے سر جھکا کر نام لوں احمد رضا کا

یہ شعر ہے نہ دارج اعلیٰ حضرت میں مذکور ہے۔ مصنف کا یہ کہنا کہ ایک ہی جھٹکے میں امتی سے نبی اور خدا بن گئے۔ مذکورہ بالا الفاظ میں بھی خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں ہے۔ نیکوین قبر میں سوال کریں گے تیرا رب کون ہے اگر شعر میں شاعر یہ کہنا کہ میرا رب احمد رضا ہے یا معاذ اللہ میرا نبی احمد رضا ہے پھر واقعی جرم تھا مگر اس شعر میں ایسا نہیں ہے۔ کوئی بتائے اس شعر میں کہاں یہ مذکور ہے کہ معاذ اللہ مولانا شاہ احمد رضا خدا ہیں یا معاذ اللہ نبی و رسول ہیں۔

۵۔ کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

پیر سید جماعت علی شاہ مصنف سیف حقانی بے لگام ہو کر بزرگان دین

رہا ہے۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کی مدح میں علماء عالمین اور مشائخ پیران عظام پر چھٹ



بہار شریعت، برکات الامداد، فتاویٰ افریقیہ کے قطعی بے محل حوالہ جات نقل کئے ہیں۔  
حوالہ جات میں جن امور کا اثبات ہے اس بزم خود "علامہ نے ان کو نفی میں پیش کیا ہے  
اب ممکن یہ ہوتا رہا ہے کہ دیوبندی مصنفین کوئی عبارت نقل کر کے اس کا اپنی مرضی کا  
منہوم بیان کرتے رہے ہیں مگر مفہوم کے ساتھ عبارتیں بدلنے کی ابتداء کا سہرا مصنف  
سیف حقانی کے سر ہے۔ امام الفقہاء حضرت صدر الشریعت بدرالطریقہ مولانا علامہ  
محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی قدس سرہ نے بہار شریعت میں ہر طرح کی شفاعت  
حضور اقدس نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت فرمائی ہے مثلاً شفاعت  
بالوفاء، شفاعت بالمحبہ، شفاعت بالوجاہت الغرض ہر طرح کی شفاعت حضور  
پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت فرمائی لیکن مصنف سیف حقانی نے سیدی  
حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ العزیز کی عبارت کا حلیہ تبدیل کر کے اپنی مرضی کے  
الفاظ تحریر کر کے یہ غلط تاثر دیا کہ بہار شریعت میں شفاعت کی نفی ہے

"مکھتا ہے حضور کے ہاتھ میں جنت و نار کی کنجیاں ہیں جس کو چاہیں جنت دیں  
جس کو چاہیں جہنم دیں؟"

حالانکہ اس غیانت شدہ عبارت سے بھی اس کی باطل مراد ثابت نہیں ہوتی اور انکار  
شفاعت کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ لوگوں کو گمراہ کر کے جہنم تو دیوبندی مٹا بھی جھوٹے ہیں  
باقی رہا جنت کا معاملہ تو یہ لوگ اس چیز کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے توڑتے  
نہیں اپنے علاقوں کے لئے مانتے ہیں بلکہ جو چیز یہ لوگ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کے دست میں نہیں مانتے وہ مولوی اشرف علی تھانوی کے پاؤں میں مانتے ہیں مثلاً  
ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان یہ کہہ دے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں  
جنت کی کنجیاں ہیں یا وہ جس کو چاہیں جنت دے سکتے ہیں تو یہ ان کے لئے قابل  
یقین اور قابل قبول نہیں لیکن اس کے برعکس ان کا عقیدہ یہ ہے کہ

"واللہ العظیم (خدا کی قسم) مولانا (اشرف علی) تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات  
آخری کا سبب ہے؟" (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۱۱۱)

آخرت میں نجات پانا جنت میں جانا ہے اور آخرت کی نجات مولوی تھانوی کے پاؤں  
دھو کر پینے پر موقوف ہے تو ان کے نزدیک جو بات نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ہاتھ میں نہیں وہ مولوی اشرف علی تھانوی کے پاؤں میں ہے۔ یہ ہے ان کے نزدیک  
حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان۔ کاش اس کو باطن کے اندھے کو کہیں یہ مشہور  
حدیث ہی نظر آتی ہوتی کہ

"ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔"

تو ایسی لایعنی بکواس نہ کرتا۔ مگر ان کے نزدیک ایسی حدیث حدیث ہی نہیں رہتی جس  
میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا بیان ہو۔

"سولات لما خلقت الدنيا لے محبوب ہیں آپ کو پیدا کرنا منظور  
نہ ہوتا تو ہم دنیا کو پیدا نہ کرتے" (حدیث قدسی)

دنیا پیدا نہ ہوتی تو دنیا بھر کی مائیں کہاں پیدا ہوتیں۔ ماں کے قدموں کے نیچے تو جنت ہو  
اور جن کے صدقہ میں سب مائیں پیدا ہوئیں ان کے ہاتھ میں جنت کی کنجی نہ ہو  
کل مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے؟

بتلئے سیدنا اعظم حضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر میں کیا شرعی تہمت  
ہے کہ کل ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی؟ چلو آپ یوں کہہ لیں  
"ہم دیوبندی نہ رسول اللہ کے ہیں اور نہ جنت رسول اللہ کی" اگر اس طرح قرار آتا ہے  
تویں ہی کہیے اور جاتیے جہاں آپ کا ٹھکانا ہے۔  
باقی رہی "برکات الامداد" کی یہ بات کہ:

"جنت کی زمین اللہ جل وعلا نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو  
چاہیں جسے بخش دیں"

مصنف کا مقصد اگر دھوکہ دینا نہ ہوتا تو وہ ان الفاظ کے ساتھ امام اہل سنت سیدنا  
اعظم حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا بیان فرمودہ حوالہ بھی نقل کر دیتا مگر مقصد تو  
بہر صورت دھوکہ دینا ہے اور لوگوں کو گمراہ کر کے اپنے ساتھ جہنم میں لے جانا ہے



اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہ الفاظ کہاں سے نقل فرماتے ہیں؟ دل کی نہ سہی سر کی آنکھیں ہوں تو پڑھیں فرماتے ہیں:

”علامہ علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں یوحذ من اطلاقہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الامر بالشوال ان اللہ تعالیٰ مکنتہ  
من عطا کل ما اراد من خزائن الحق یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
نے جو (ربیع بن کعب رضی اللہ عنہ کو) مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے  
کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو  
کچھ چاہیں عطا فرمائیں پھر کما و ذکر ابن سبع فی خصائصہ وغیرہ  
ان اللہ تعالیٰ اقطعہ ارض الجنة یعطی منها ما شاؤنہ یشاء  
یعنی امام ابن سبع وغیرہ علامہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر  
کردی ہے کہ اُس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں“

کیوں جناب مصنف سیف حقانی اب آپ خود ہی بتائیں آپ کے جاہلانہ نہیں نہیں  
بلکہ احمقانہ اعتراضات کی زد کہاں پڑی احادیث شریفہ پر کیونکہ ربیع بن کعب سلمی  
رضی اللہ عنہ کو مانگ کیا مانگتا ہے کی حدیث شریفہ کو صحیح مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ  
و معجم کبیر طبرانی وغیرہ نے بیان کیا ہے لہذا منکر حدیث بننا پڑے گا۔ علامہ علی قاری  
علیہ الرحمۃ الباری کی مرقاۃ سے منہ موڑا تو حنفیت کے دھول کا پول کھل جائے گا۔  
اس کے بعد اسی صفحہ پر مصنف کے نقل کردہ فتاویٰ افریقیہ کے حوالہ کا بھی  
جائزہ لیتے ہیں۔ مصنف سیف حقانی لکھتا ہے:

”دوسری جگہ بر ملا اور صاف صاف حضور کے بارہ ہیں اُمت کے منصوص  
عقیدے کا انکار اور رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محتاجی ہی منشاء شفاعت  
ہے جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے تو شفاعت  
کی کیا حاجت ہو“ (فتاویٰ افریقیہ ص ۱۳۸)

گویا مصنف نے اپنی جان میں یہ ثابت کر دیا کہ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ  
شفاعت کے منکر ہیں حالانکہ یہ چور فتاویٰ افریقیہ ہی سے سوال و جواب دونوں نقل کر  
دیتا تو اس کی چوری عین موقع پر پکڑی جاتی۔ ہم فتاویٰ افریقیہ سے پہلے سوال نقل کرتے  
ہیں اور پھر اس سوال سے متعلق جواب۔ اس سے خود بخود واضح ہو جائے گا کہ سیدنا  
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی شفاعت کا انکار نہیں فرما رہے بلکہ ایک منکر شفاعت کے  
شبہ کا ازالہ فرما رہے ہیں۔ فتاویٰ افریقیہ میں یوں ہے:

سوال ۸۲ عمرو اگر اپنا راہ ناپیر و مرشد و سید کے واسطے ڈھونڈے تو وہ اُس کا وسیلہ  
ہو کر دنیا و آخرت میں شفاعت کر کے عذاب سے نجات دلاتے ہیں یا نہیں  
زید کہتا ہے کہ قیامت میں انبیاء و اولیاء سب اللہ عزوجل کے دربار میں تو محتاج  
ہوں گے وہاں کس کو طاقت ہوگی کہ شفاعت کرے؟

دیکھئے سوال میں زید منکر شفاعت یہ کہہ رہا ہے:

”کہ قیامت میں انبیاء و اولیاء سب اللہ عزوجل کے دربار میں تو محتاج ہوں گے  
وہاں کس کو طاقت ہوگی کہ شفاعت کرے؟“

تو زید منکر شفاعت کے جواب میں امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
فرماتے ہیں:

”زید گمراہ کی یہ شدید جہالت و ضلالت قابل تماشاکہ دربار الہی میں محتاج ہونے  
کو نفی شفاعت کی دلیل ٹھہرایا حالانکہ یہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے جہاں  
محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے شفاعت کی کیا حاجت ہو“  
(فتاویٰ افریقیہ ص ۱۳۸)

مصنف سیف حقانی نے اپنے دل کی بیماری کی مجبوری کے باعث زید منکر شفاعت کا  
جاہلانہ سوال تو مطلقاً نقل ہی نہیں کیا اور سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جواب کا وہ حصہ  
جس میں زید منکر شفاعت کے جاہلانہ استدلال کا رد و تقاب و دیدہ دانستہ چھوڑ دیا اور اپنی  
باطل مراد ثابت کرنے کے لئے صرف آخر کے چند الفاظ نقل کر دیئے



۱۔ نہیں کیا آسمان بھی تیری کج بینی پر روتا ہے

اگر اہل دیوبند میں کوئی منصف مزاج ہے تو بتائے کہ کیا اب اسی طرح چوری اور چور بازاری سے دیوبندیت کا دفاع ہو گا۔ کیا ایسے بدترین غائبین کو ”علامہ“ قرار دیا جا سکتا ہے اور ایسے چوروں کی تصانیف پر اعتماد کیا جا سکتا ہے جو جھوٹ اور جعل سازی کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتے؟

**اشعار پر اعتراضات** | مصنف ”سیف حقانی“ نے صفحہ ۷ سے آگے متعدد صفحات پر سیدنا اعلیٰ حضرت کی مدح میں اور اعلیٰ حضرت کے سرکار رسالت و سرکار غوثیت کی مدح میں بعض اشعار پر اپنی جہالت و لاعلمی کے باعث عامیانه انداز میں اعتراضات کئے ہیں اور مذاق اڑایا ہے۔ کاش مصنف اعتراضات مع دلیل نقل کرتا تو بہتر ہوتا۔ اکثر اعتراضات زبانی کلامی ہیں اور بعض جگہ صرف اشعار ہی نقل کر دیئے۔ نہیں معلوم ان پر اس کو کیا اعتراض ہے۔؟ بہر حال ہم اس کے نقل کردہ اشعار پر اپنی معروضات پیش کرتے ہیں جو ایک جیسے مفہوم کے اشعار ہیں ان کا مشترکہ جواب دیتے ہیں۔

مصنف نے صفحہ ۷ پر نعتیہ الروح کے حوالہ سے لکھا ہے۔

تبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے ہو میرا مشکل کشا احمد رضا  
عشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو اپنے سایہ میں چھپا احمد رضا  
لکھتا ہے ”گیا حشر کے دن احمد رضا غاں شافع حشر اور مشکل کشا بن کر جلوہ گر ہوں گے۔۔۔۔۔ غور کیجئے مشکل کشائی اور شفاعت دونوں خانصاحب کے لئے ثابت ہو گئے۔“

اس کے بعد مصنف نے صفحہ ۷ پر یہ شعر نقل کئے ہیں۔

نزع میں گدی میں میزان سر پہل پہ کہیں نہ چھئے ہاتھ سے دامان مٹے تیرا  
دعویٰ حشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر مطمئن ہوں کہ سر پہ ہے پلا تیرا  
(مدائح بخشش مذا)

مصنف نے یہ اشعار نقل کرنے سے قبل لکھا ہے ”آپ نے سب کچھ عبد القادر کو بتایا؟“  
لانگر سی چھو حسین احمد نانڈوی کو صفحہ ۷ پر آدمی درجن کے گٹ بنگ ”لقاب دینے والا یہاں حضور غوث اعظم قطب عالم پیران پیر شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو عامیانه انداز میں صرف عبد القادر لکھ رہا ہے۔ بہر حال ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرات مشائخ کرام پیران عظام قدس سرہم نزع، گور، میزان اور پھر اظہار پر کچھ کام آتے بھی ہیں یا نہیں۔  
دیکھئے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے:

جميع الاممۃ المجتہدین یشفعون فی اتباعہم ویبلا حظونہم فی  
شدائدہم فی الدنیا والآخرۃ ویوم القیمۃ حتی یجاوزوا الصراط  
تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و آخرت ہر جگہ  
سختیوں کے وقت ان کی نگاہ داشت فرماتے ہیں جب تک صراطے پار نہ ہو جائیں  
نیز لکھتے ہیں ان ائمۃ الفقہاء والصفویۃ کلام یشفعون فی مقلدیم  
وبلا حظون احدہم عند طلوع روحہ وعند سؤال منکر و منکبر و یقولون  
وعند النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط ولا یخفون  
عنہم فی موقف من السموات مشک سب پیشوا اولیاء و علماء اپنے اپنے پیروں  
کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے پیروں کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر اُس سے  
سوال کرتے ہیں جب اُس کا حشر ہوتا ہے جب اُس کا نام اعمال لکھتا ہے جب  
اُس سے حساب لیا جاتا ہے جب اُس کے مل تلتے ہیں جب وہ صراط پر چلتا ہے  
ہر وقت ہر حال میں اُس کی نگاہ بانی کرتے ہیں اصل کسی جگہ اُس سے غافل نہیں ہوتے

اسی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے:

ولہا مات شیخنا شیخ الاسلام الشیخ ناصر الدین اللقا فی راہ بعض  
الصالحین فی المناقم فقال لہ ما فعل اللہ بہک فقال لہا اجلسی  
المسکان فی القبر یسالانی اتاہا الامام مالک فقال مثل هذا یحتاج



ان سوال فی ایمانہ بالحدیث و درموسہ تمجیداً عند منتضیا عسی یعنی جب ہم نے  
استاذ شیخ الاسلام امام ناصر الدین نقانی مابکی رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہوا بعض صحابین  
نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا جب مکتوب  
نے مجھے سوال کے لئے بٹھایا امام ابک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا  
ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے اللہ و رسول پر ایمان کے بارے میں  
سوال کیا جائے ابک ہو جاؤ اس کے پاس سے وہ فوراً مجھ سے ابک ہو گئے۔ نیز فرمایا  
واذا کان مشایخ الصوفیۃ بلا خطرون اتباعہم و مریدہم فی جمیع  
الاهوال والشدائد فی الدنیا والاخرۃ فکیف بائۃ المذہب یعنی  
جب اولیاء ہر بھل بھنی کے وقت اپنے پیروں اور مریدوں کا دنیا و آخرت میں  
خیال رکھتے ہیں تو ائمہ مذاہب کا کیا کہنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مولانا نور الدین جہا  
قدس سرہ اسمی نعمات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی سے  
نقل کرتے ہیں کہ قریب وصال مبارک اپنے مریدوں سے فرمایا وہ ہر حالت کے باشند  
و یاد کنید تا من شمار آمد باشم در ہر لباس کو ہاشم یعنی ہر حال میں مجھے یاد کرو  
کہ میں ہر لباس میں تمہاری مدد کروں گا۔

ہمیں اختصار مانع ہے درنظر غلات جناب مرزا مظہر جانجانا صاحب اور تذکرہ الرقی  
کے حوالہ بات بھی نقل کرتے۔ مصنف سینہ حقانی کے دماغ میں دیوبند ہے یا وہ خود دیوبند  
بند ہے۔ وہ اس بندی سے آزاد ہو تو کچھ پتہ چلے کہ اکابر علماء و فقہاء اور حضرات مشائخ و  
اولیاء اللہ کیا فرماتے ہیں۔ متذکرہ بالا حوالہ بات میں قبر و مشر و نشر میزان دیل ہر چیز کی وضاحت  
موجود ہے مگر اس کا کیا علاج کہ دیا بند کے مذہب نامہ مذہب کا جب اصول ہی ایک ہے کہ  
میں نہیں مانتا۔

مصنف نے اشعار نقل کرنے کے خبہ میں مبتلا ہو کر مندرجہ ذیل اشعار بھی نقل کئے ہیں۔  
الامان قہر اسے غوث وہ تیکھا تیرا - مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا  
دل پر کندہ ہو ترا نام کہ وہ دُور درجیم - اسٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کر غصا تیرا

مصنف محض اشعار نقل کر رہے ہیں اپنی تکلیف نہیں بتائی کہ ان اشعار پر کیا اعتراض ہے اور  
اس کی کیا دلیل ہے جواب کیا دیا جائے اور کس بات کا دیا جائے؟

اسی طرح مصنف نے۔

گروں جگ گیں سر بھر گئے دل ٹٹ گئے - کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا  
شعر نقل کر کے اپنی بے ڈھنگی لفظی کا مظاہرہ کیا ہے البتہ "قول نامنرا" کے زیر عنوان  
مدائق بخشش ۲۷ سے یہ شعر نقل کیا ہے۔

ذی تصرف بھی ہے مازوں بھی مختار بھی ہے - کار عالم کا مدبر بھی عبد القادر  
اس پر یہ جا ملانہ و گستاخانہ تبصرہ کیا ہے کہ

"غریبے مٹی کے پتلے جو موت کے دست فتنے اپنے کو نہ بچا سکا وہ کار عالم  
کا مدبر ہے۔"

اس کے ساتھ یہ شعر نقل کیا ہے۔

بند قادر کا بھی ہے قادر ہیں عبد القادر - سر باطن بھی ہے ظاہر بھی عبد القادر  
(مدائق بخشش ۲۷)

دیوبندی طائفہ سیدھی بات بھی الٹی کرتا ہے اگر یہ بد بخت مذکرہ بالا اشعار کو اپنی صحیح  
ترتیب سے لکھ دیتا تو اس کے دو میں سے ایک اعتراض تو خود بخود زندہ و گور ہو جاتا ہے  
لیکن مصنف نے کمال عیاری سے پہلا شعر پیچھے اور پچھلا شعر پہلے لکھ دیا۔ مدائق بخشش  
میں یوں ہے۔

بندہ قادر کا بھی ہے قادر عبد القادر - سر باطن بھی ہے ظاہر بھی عبد القادر  
ذی تصرف بھی ہے اذون بھی مختار بھی ہے - کار عالم کا مدبر بھی عبد القادر

پہلے شعر میں بندہ قادر کا بھی ہے ایک ایسا جامع تصور ہے جس کے بعد کوئی بھی  
احق سے احق شخص العظمت پر سیدنا شیخ عبد القادر کو خدا یا قادر مطلق قرار دینے کی جسارت  
نہیں کر سکتا۔ جب برعاطور پر العظمت رضی اللہ عنہ حضرت غوث اعظم کو بندہ قادر کا بھی  
ہے تسلیم فرما رہے ہیں تو خدا کیسے فرما سکتے ہیں۔ باقی رہا قادر بھی ہے عبد القادر تو



کتب لغت میں قادر کا معنی قدرت والا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت سی قدرتیں عطا فرماتی ہیں۔ یہاں قدرت بمعنی طاقت لیا جائے گا۔ جب یہ ہے تو سر باطن و ظاہر کہنے پر کیا اعتراض؟ اگر ہے تو محدود دلیل بیان کیا جائے۔

باقی رہا دوسرا شعر۔

ذی تعریف بھی ماذون بھی مختار بھی ہے۔ کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

اس میں بھی تمام فضائل و کمالات کے باوجود حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا نہیں قرار مطلق نہیں بلکہ عبد القادر تسلیم فرماتے ہیں۔ باقی رہا ذی تعریف ماذون و مختار اور مدبر ہونا تو بندہ قادر کا کہنے کے بعد اس میں کوئی مضائقہ یا شرعی قباحت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مجربوں کو بے شمار اختیار دیئے ہیں ان کو ذی تعریف بنایا ہے اور یہ سب باتیں ثابت کی جا چکی ہیں۔ اس شعر پر ہم نے قہر خداوندی بردھما کہ دیوبندی میں مفصل بحث کی ہے یہاں مختصر عرض ہے۔ بابائے دیوبند مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویت الایمان صراط مستقیم ص ۱۲ پر لکھتے ہیں:

یہ جند منصب والے تمام عالم میں تعریف کے مستحق مطلق ہوتے ہیں اور انہیں کہنا چاہیے کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔

یہ تو بابائے دیوبند کا قول تھا اور شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ زبدۃ الآثار تلخیص بیہودۃ الاسرار میں نقل کرتے ہیں:

شیخ اعجاز بھائی نے پیشگوئی کی تھی کہ ۱۰۰ سال میں ایک نوجوان کا نام سیدنا عبد القادر ہوگا ظاہر ہوگا اس کی ہیبت سے ہی مقامات و ولایت ظاہر ہوں گے اور اس کی جلالت و کرامات ظاہر ہوں گی وہ ہر حال پر چھا جائیں گے اور محبت خداوندی کی بلندیوں پر پہنچ جائیں گے۔ تمام عالم امکان ان کے حوالے کر دیا جائے گا۔

زبدۃ الآثار ص ۱۲

حضرت ابو سعید قیلوی سے قطب وقت کے اصناف دریافت کئے گئے تو

آپ نے فرمایا کہ قطب تمام امور وقت کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کن مکان کے تمام امور کا اختیار اُسے دے دیا جاتا ہے لوگوں نے پوچھا پھر ایسا قطب وقت آپ کی نظروں میں کون ہے؟ آپ نے فرمایا: شیخ سید عبدالقادر جیلانی ہی ایسی شخصیت ہیں۔ (زبدۃ الآثار ص ۱۲)

شیخ سیدی عقیل منجی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے میں جناب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کیا گیا۔ ایک نوجوان ولی اللہ بغداد میں ظاہر ہوا ہے تو آپ نے فرمایا اُس کا حکم تو آسمانوں پر بھی چلتا ہے۔ وہ بڑا رفیع الشان نوجوان ہے ملکوت میں اُسے سفید باز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے؟ (زبدۃ الآثار ص ۱۲)

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اپنے چچا ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زیارت کو آیا۔ میرے چچا نے آپ کا نہایت ہی ادب کیا آپ کے سلسلے میں دو زانو ہو کر نفس گم کردہ بیٹھے رہے۔ جب میں مدبر نظامیہ میں گیا تو اپنے چچا سے پوچھا کہ آپ اس قدر مؤدب کیوں ہو گئے تھے؟ آپ نے فرمایا میں ادب کیوں کرتا اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیارات و جود و ملکوت میں بھی عطا فرمائے ہیں؟ (زبدۃ الآثار ص ۱۲)

اب مصنف سیف حقانی شیخ عزا از بھائی، حضرت ابو سعید قیلوی، شیخ عقیل منجی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ابوالنجیب سہروردی کے نام سکر ہی دواویا کرے گا اور کہے گا کہ کسی منجی کے حوالہ سے کہا ہے، کسی قیلوی کے حوالہ سے لکھا ہے وغیرہ کیونکہ یہ حضرات مشائخ کرام اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ تو اس کے نزدیک معتبر نہیں البتہ گنگوہی، انبیٹوی، ٹانڈوی اس کے لئے عجت اور قابل اعتما ہیں۔

متدبیر کرنا یا کار عالم کا دبر ہونا قرآن عظیم میں فرشتوں کے لئے ثابت ہے۔ فرمایا فالسہد ہرات امرا۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ "قسم ان فرشتوں کی پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں" فالسہد ہرات اصرا



کے تحت معالم التزیل شریف میں ہے:

قال ابن عباس هم السليكة وكلوا جامود بعد فهم الله تعالى العمل  
بما قال عبد الرحمن بن سابط سيد برالامر في الدنيا اربعة  
جبريل وميكائيل وملك الموت واسرافيل عليهم الصلوة  
والسلام فاما جبرئيل فوكل بايراح والجند واما ميكائيل  
فوكل بالقطر والنبات واما ملك الموت فوكل بقبض الانفس  
واما اسرافيل فهو ينفذ بالامر عليهم يعني عبد الرحمن عباس  
رضي الله عنهما فرمى به دبرات الامر فانك في ان كامون پر مقرر كئے گئے ہیں  
جن کی کاروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی عبدالرحمن بن سابط نے فرمایا دنیا  
میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبرئیل۔ میکائیل۔ عزرائیل۔ اسرافیل  
علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جبرئیل تو ہواؤں اور لشکروں پر ممول ہیں رکہ ہوائیں چلانا  
لشکروں کو فتح و شکست دینا ان کے تعلق میں ہے اور میکائیل باران و روئیدگی  
پر مقرر ہیں کہ مینہ برساتے اور درخت اور گھاس اور کھیتی لگاتے ہیں اور عزرائیل  
قبض روح پر مسلط ہیں اور اسرافیل ان پر حکم دیکر آتے ہیں۔

کار عالم کا مدبر ہونا تو فرشتوں کے لئے بھی ثابت، جب یہاں قابل اعتراض نہیں تو  
پھر مجبوراً خدا خصوصاً محبوب سبحانی غوث صمدانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السبحانی  
کو کار عالم کا مدبر کہنے سے آخر کو کسی قیامت ٹوٹ پڑی؟ مدبر کائنات کے مسئلہ پر  
قہر خداوندی بردھا کہ دیوبندی میں مدلل و مفصل لکھا گیا ہے تفصیل وہاں ملاحظہ ہو۔  
مصنف سیف حقانی نے ص ۱۹ پر ذرا ادیب بنکر مندرجہ ذیل اشعار پر جہالت  
کے موتی بکھرے ہیں۔

قد بے سایہ نخل کبریا ہے ۔ تو اس بے سایہ نخل کا نخل ہے یا غوث  
تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب ۔ قلمرو میں خرم تا جل ہے یا غوث

مگر یہیں بڑے افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ یہ معلوم ہی نہیں کہ مصنف کو ان

اشعار پر کیا اعتراض ہے اور کیا اس کی دلیل ہے؟ مصنف کو چاہیئے تھا کہ ہر شعر کے  
ساتھ اس پر اپنا اعتراض اور اس کی دلیل بیان کرتا محض اشعار کی نقل سے کیا فائدہ ہم بھی  
پورا مرثیہ گنگوہی نقل کر سکتے ہیں۔ مگر بات معقول اور دلیل و ثبوت سے ہونی چاہیئے بلاشبہ  
قد بے سایہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نخل کبریا ہیں تو (غوث اعظم رضی اللہ عنہ) اس بے سایہ  
نخل کا نخل ہیں کہ حسی حسینی سادات کرام سے ہیں۔ مگر کار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے  
وارث و نائب ہیں اور بے سایہ نخل کے نخل ہیں۔ بتائیے اس پر مصنف کو کیا اعتراض ہے؟  
اگر نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے سایہ کہنا مصنف کے نزدیک باعث تکلیف  
ہے تو اکابر دیوبند نے خود بھی بے سایہ لکھا ہے ملاحظہ ہو "اعداد السلوک" مصنف مولوی  
رشید احمد گنگوہی و عزیز الفتاویٰ جلد ہشتم ص ۲۰ وغیرہ کتب اکابر دیوبند۔ ہاں البتہ یہ معلوم  
ہوتا ہے کہ مصنف کو سہ

تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب ۔ قلمرو میں خرم تا جل ہے یا غوث  
سے ضرورت تکلیف ہوئی ہوگی۔ اور حرکت قلب بیٹھ گئی ہوگی۔ مگر ہم ابھی تھوڑا پہلے حضرت  
ابوسعید قیلوی قدس سرہ العزیز کی روایت شیخ محقق حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس  
سرف نقل کر چکے ہیں:

حضرت ابوسعید قیلوی سے طلب وقت کے اوصاف دریافت کئے گئے تو آپ  
نے فرمایا کہ قطب تمام امور وقت کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کون و مکان کے  
تمام امور کا اختیار اسے دیدیا جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ آپ کی نظروں میں کون ہیں؟  
فرمایا اللہ عبدالقادر جیلانی ہی ایسی شخصیت ہیں۔ "ذبدۃ القلوب بحجۃ الاسرار ص ۱۱۱"

زبدۃ القلوب حضرت امام اجل سیدی ابوالحسن نور الملتی والدین علی بن یوسف بن جریر نعمی  
شطرنی قدس سرہ کی کتاب بحجۃ الاسرار شریف کی تالیف ہے یہ وہ بزرگ جن کو حضرت  
حافظ الحدیث علامہ امام جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ اور امام فن رجال شمس الدین  
ذہبی نے طبقات القراء میں الامام الاوحد کہا ہے۔ اگر ایسے جلیل القدر اکابر محدثین  
و معتقدین اور ائمہ دین بھی قابل اعتماد نہیں تو پھر ہم آسمان پر سنہرے لفظوں میں تو لکھا دکھا



نہیں سکتے۔ ہاں اتنا کہہ سکتے ہیں چلو آپ ان حضرات کو نہ مانیں مگر بابائے و بابیت یعنی وہی تمہارے تقویت الایمان والے اسماعیل تو معتبر ہیں مستند ہیں حجت ہیں ان ہی کی مان لو وہ کہتے ہیں:

”یہ بلند منصب والے (عزٹ، قطب) تمام عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوتے ہیں انہیں کہنا چاہیے کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے؟ (روایت مستقیم)“

چاہیے جو عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوں اور عرش سے فرش تک جن کی سلطنت میں ہوں ان کے متعلق امام اعظم نے فاضل بریلوی نے یہ کہہ دیا تو کیا غلط کہا۔ تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب۔ قلمرو میں خرم تا جل ہے یا غوث اعظم حضرت قدس سرہ نے تو شرق تا غرب ہی کہا تھا مگر بابائے و بابیت تو عرش سے فرش تک کے مختار مطلق مان رہے ہیں۔ عرش سے فرش تک ان کی جاگیر میں ہے تو مختار مطلق ہیں یا خالی ہاتھ مختار مطلق ہیں! ہر شخص مجازی طور پر اپنے مکان اپنی دوکان اپنی زمین کا مالک ہوتا ہے یہ اس کی جاگیر ہیں۔ اس سے وہابیوں کے نزدیک بھی شرک لازم نہیں آتا تو محبوبان خدا کے مختار مطلق ہونے یا یہ چیزیں ان کی جاگیر میں آنے سے کس طرح شرک ہو نہ جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ مالک حقیقی ہے؟ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کی جاگیر سو سو دو سو سو بلکہ اس سے بھی زیادہ مرلعبہ اراضی ہے۔ کیا یہ وسیع اراضی اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں نہیں ہے؟ مصنف صاحب نے اپنے جنوں میں اعظم حضرت علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے:

”اگال اس کا ادھار ابرار کا ہو۔ جسے تیرا الش حاصل ہے یا غوث“

اور اس کے بعد ایک دوسرا شعر۔

”جسے عرش دوم کہتے ہیں افلاک۔ وہ تیری کرسی منزل ہے یا غوث“

بھی لکھا ہے۔ مگر یہ جاہل ویر بند ان اشعار کے مفہوم معانی کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ لہذا بے پس ہو کر رہ گیا ان اشعار پر جرات لب کشائی نہ ہوتی اور کوئی اعتراض نہ کر سکا۔ البتہ ”شیخ کی مجلس وعظ“ کے زیر عنوان ص ۷۱ پر مندرج ذیل اشعار نقل کئے ہیں۔

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں۔ وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث  
ملک مشغول ہیں اس کی شنائیں۔ وہ تیرا ذکر و شغل ہے یا غوث  
(حدائق بخشش حصہ دوم ص ۱۸)

نہ کیوں ہو تیری منزل عرش ثانی۔ کہ عرش حق تیری منزل ہے یا غوث  
کب تو نے کہ جو مانگو گئے گا۔ رضا تجھ سے تیرا سائل ہے یا غوث  
احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو۔ کن اور سب کن کن محل ہے یا غوث  
عجم کیسا عرب حل کیا حرم میں۔ جی ہر جا تیری محفل ہے یا غوث  
ہے شرح اسم افتاد تیرا نام۔ یہ شرح اس متن کی محفل ہے یا غوث

مصنف سیف حقانی نے ایک سانس میں پوری منقبت نقل کر ڈالی مگر ان اشعار پر اعتراض کون کرے۔ اتنی استعداد و قابلیت کہاں سے لائے۔

یہ وہ دربار سلطان قلم ہے۔ یہاں پسر کشوں کا سر قلم ہے

حلاق دوم کم از کم گنگوہی۔ انبیشوی۔ تھانوی۔ محمود الحسن و حسین احمد کی حیات میں چھپ چکا تھا۔ ان اکابرین دیر بند نے اعظم حضرت کے خلاف بہت بدزبانیاں کی ہیں مگر ان اشعار پر جرات لب کشائی نہ ہوتی جن پر مصنف سیف حقانی داویلا کر رہا ہے۔ جب یہ اشعار اس کے اکابر کے فہم و ادراک سے باہر تھے تو یہ بے چارہ کس شمار و قطار میں ہے جو اعتراض کی جرات کرے اور دیس سے جھٹلائے؟

مگر مصنف نے کسی بھی شعر پر کوئی اعتراض نہیں کیا لیکن ہم اپنی طرف سے ان کے مخالفوں کا جواب دیتے ہیں۔ پہلا شعر۔

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں۔ وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

اس سے پاکستان کے فوٹو لوڈ ویر بندی مناظر یہ تاثر دیتے ہیں کہ دیکھو غوث اعظم کی وعظ کی محفل میں مرسلین بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا دیا۔ گویا بریلویوں کے نزدیک غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مرتبہ انبیاء و رسل علیہم السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا ہے۔ حالانکہ جب کوئی بڑا چھوٹے کے پاس جائے تو یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ فیض لینے کے لئے جاتا ہے یا بڑا سمجھ



کر جاتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی چھوٹا بڑے کے پاس جاتا ہے تو حاصل کرنے کے لئے جاتا ہے اور جب کوئی بڑا چھوٹے کے پاس جاتا ہے تو فیض پہنچانے اور فیضیاب بنانے کے لئے جاتا ہے اور بالخصوص بعد از وصال کسی چھوٹے کے پاس جانا اور فیض پہنچانا تو اور بھی افضل و کمال کی بات ہے اور پھر اعظم حضرت قدس سرہ نے کسی سن گھڑت واقعہ کو نظم نہیں فرمایا بلکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل و عظمیٰ حضور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اور سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تشریف لانا تو ابن حجر مکی نے فتاویٰ حدیثیہ میں سیدی غوث اعظم کا یہ واقعہ خود آپ کی روایت سے ابن المظاہر کی "طبقات اللدنیہ" سے نقل فرمایا ہے اور اس واقعہ کو مولوی منظورہ شیعلی مدیر المرقان حبیب برہے دیوبندی مناظر کی نگرانی میں لکھی جانے والی کتاب "بریلوی نقشب کا نیاروپ" میں مولوی عارف شیعلی دیوبندی نے پورا نقل کیا ہے جو یوں ہے :

• ایک دن ظہر کی نماز سے پہلے میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم کو (بیداری کی حالت میں) دیکھا آپ نے مجھ و غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا بیٹا! تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے یا بستی دم لایتکلم میں نے عرض کیا میں ایک عجیب آدمی ہوں بلنداد کے اہل زبان اور اصحاب فصاحت کے سامنے کیسے بات کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو! میں نے منہ کھول دیا تو آپ نے سات بار میرے منہ میں تھوکا اور فرمایا جاؤ اب وعظ کہو اور حکمت اور موعظہ عنہ کے ساتھ لوگوں کو خدا تعالیٰ کے راستہ پر چلنے کی دعوت دو اور حضرت شیخ قدس سرہ (فرماتے ہیں) اس کے بعد میں نے ظہر کی نماز ادا کی اور میں وعظ کے لئے بیٹھ گیا اور مخلوق بڑی تعداد میں جمع ہو گئی جس کی وجہ سے مجھے بولنا مشکل ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مجلس وعظ میں میرے سامنے کھڑے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا بیٹا کیا بات ہے کیوں نہیں بولتے؟ میں نے عرض کیا ابا جان! مجھ کے اثر سے بولنا مشکل ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھول دیا تو آپ نے اس میں پھر دفعہ تھوکا اس

کے بعد سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب ہو گئے اور میں نے وعظ کیا  
 (بریلوی نقشب کا نیاروپ ص ۱۱۱ و ص ۱۱۲)

اب اس کی روشنی میں یہ بے خبر جاہل "علامہ" خود بتائے کہ یہ کہنا ہے

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں۔ وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

کیونکہ قابل اعتراض و باعث ملامت ہو سکتا ہے!

اب ایک طرف یہ واقعہ ہے کہ مصنف سیف عثمانی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محفل وعظ میں فیض پہنچانے کے لئے آنے کا انکار کر رہا ہے اور اس کو اس کا زور گستاخی و بے ادبی پر محمول کرتا ہے۔ لیکن دوسری طرف فخریہ طور پر یوں بیان کرتے ہیں کہ جب مولوی قاسم نانوتوی کے مرثیے کا وقت قریب آیا تو :

"سرور کائنات خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم غلغلا ارلہ راشدرین  
 تشریف لائے اور فرشتے بھی نظر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرسی پر تشریف فرما  
 تھے غلغلا ارلہ راشدرین کھڑے تھے سامنے ایک پتنگ پر دیکھا مولانا (نانوتوی)  
 آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ (مولانا نانوتوی) کی پیشانی کو دوسرے دیتے ہوئے  
 فرما رہے ہیں لے حبیب آنے میں کیا دیر ہے؟" (سوانح نامی جلد دوم ص ۱۱۱)

یہاں ان لوگوں کو کوئی تو بین نظر نہیں آتی۔ اس کو یہ لوگ بے ادبی سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک بے ادبی اس وقت ہے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سیدی غوث اعظم کی محفل وعظ میں رونق افروز ہوں۔

باقی رہا یہ کہ

ملک مشغول ہیں ان کی شناسا میں۔ جو تیرا ذکر و شغل ہے یا غوث

شمار کا مولوی معنی تعریف ہے ثنا خواں تعریف کرنے والے کو کہتے ہیں جو شخص محبوبان خدا کا ذکر خیر کرتے ہیں حالانکہ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ بتائیے اس میں کون سی شرعی قباحت یا شرعی ممانعت ہے؟ بلکہ بعض احادیث میں ہے داہری رکھنے والوں کی فرشتے آسمانوں پر



تعریف کرتے ہیں اور اس کے بعد نہ کیوں ہو تیری منزل غرض ثانی " پر بھی کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ نہ مصنف نے شعر پر اعتراض کیا۔

اور اس شعر پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا۔ رضا تجھ سے ترا سال ہے یا غوث

یعنی بس تر مل جا۔

البتہ مصنف کو اس پر شبہ گزر سکتا ہے کہ

ظن کن اور سب کن کن حاصل ہے یا غوث

تو اس کا جواب پہلے معروض میں ہے فرمایا احمد سے احمد اور احمد سے تجھ کو یعنی اللہ تعالیٰ سے حضور اقدس نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو کن کن کے اختیارات حاصل ہیں۔ کن کا لغوی معنی "ہو جا" ہے۔ دیکھو فیروز اللغات ص ۱۶۰

کن کے اختیارات تو علماء دیوبند اپنے بزرگوں میں بھی ملتے ہیں ہمیں اختصار مانع ہے ورنہ تفصیل سے بتاتے۔ بہر حال چند حوالہ جات مختصراً ملاحظہ ہوں :

○ .... مولانا نانوتوی فرماتے تھے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب دہلوی کے ایک مرید تھے بن کا نام عبداللہ خاں تھا ..... یہ حضرت کے خاص مریدوں میں تھے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی گھر میں محل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرما دیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں رزق کی ہوگی یا رزق کا ہوگا جو آپ بتلاتے تھے وہی ہوتا تھا (ارواح شہداء ص ۱۶۰)

○ سوانح قاسمی جلد ۲ ص ۱۶۰ لکھا ہے۔ ایک دفعہ شیعوں نے مولانا نانوتوی بانی دہلویہ کے سامنے ایک زندہ شیعہ نوجوان کا مصنوعی جنازہ رکھ کر جنازہ پڑھانے کی استدعا کی پہلے تو مولانا نانوتوی نے انکار کیا پھر ان کے اصرار پر جنازہ پڑھا دیا پھر ان لوگوں نے نوجوان کو اٹھانا چاہا تو نانوتوی صاحب نے کہا "اب یہ قیامت کی صبح سے پہلے نہیں اٹھ سکتا دیکھا گیا تو مردہ تھا"

بتائیے حکم کن اور کس کو کہتے ہیں۔ دیوبندی بزرگ نے لوکا کہا تو لڑکا ہوا، لڑکی کہی تو

لڑکی ہوئی۔ زندہ کو مردہ کہا تو مردہ ہو گیا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرثیہ میں مولوی محمود حسن صاحب کہتے ہیں :-

مردوں کو زندہ کیے۔ مردوں کو مرنے نہ دیا۔ اس مسیحا کو دیکھیں فردی ابن مریم

کم کن کی جلد گری اسی مرثیہ میں تھوڑا سا آگے یوں ہے :-

نڑکا پر نڑکا پر نڑکا پر نڑکا۔ ان کا جو حکم تھا۔ تھائیٹ قضاے مریم (مرثیہ گنگوہی ص ۱۵۰)

بتایا جائے کہ حکم کن اور کس چیز کو کہتے ہیں۔ فقیر نے اپنی کتاب قہر خداوندی بردھاکا دیوبندی ص ۱۶۰ تا ص ۱۶۱ متعدد مقامات پر کن کن کے اختیارات پر مفصل گفتگو کی ہے۔ قارئین کرام وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اور اس شعر پر کوئی احمق و عقل سے پیدل ہی اعتراض کرے گا :-

مجم کیسا عرب جل کیب حرم میں۔ جمی ہر جا تیری محفل ہے یا غوث

بلاشبہ عرب و جمہ ہند و پاک بلکہ آب تو مغربی یورپی ممالک تک حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محفلیں جمی ہوتی ہیں اور آپ کے عرس پاک گیارہویں شریف کا چرچا ہے۔

اسی طرح "سبہ شرح اسم القادر تیرا نام" میں بھی شرفاً کوئی مسافت نہیں ہے اور نہ مصنف نے اس کو کسی دلیل شرعی سے باطل قرار دیا۔ محض شعر نقل کر دینے سے کوئی بات غلط یا خلاف شریعت قرار نہیں دی جاسکتی۔ مصنف نے ص ۱۶۰ پر ایک مکان پر لکھے ہوئے حوالہ القادر کا قصہ بھی نقل کیا ہے اور اس کو بڑے خود خرافات و ہزنیات اور کفر و شرک نہ جانے کیا کیا قرار دیا ہے مگر اس نادان کو یہ پتہ نہیں کہ یہاں حوالہ القادر سے مراد حضور پرورد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات نہیں ہے بلکہ خود قادر مطلق جل جلالہ ہے مگر جہالت اور قلبی عناد آدمی کو مجبور کرتا ہے۔ وہ دن کورات اور رات کو دن کہہ گزرتا ہے اسی طرح مصنف سیف حقانی نے شعر نقل کرنے کے خیبط میں مبتلا ہو کر اعظمت مجددین ملت قدس سرہ کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے :-

تیسری چیزیں تیسرا دانہ پانی۔ تیسرا میلہ تیری محفل ہے یا غوث



تشبیہات و کنایات کو نابا مصنف نہیں سمجھتا یہاں کوئی فی الواقعہ چیز ایں مراد نہیں ہیں اور پھر مجازی طور پر کسی شخص کی طرف نسبت کرنے میں کیا مضائقہ ہے مصنف نے محض شعر نقل کیا ہے اور اگر کوئی اعتراض ہوتا تو جواب دیا جاتا۔

مصنف نے بے دریغ اشعار نقل کئے ہیں مثلاً پر ہی اعلم حضرت علیہ السلام کا یہ شعر بھی ہے۔ میں را حدیث عبد القادر۔ اہل دیں را منیث عبد القادر الخ ترجمہ بھی خود ہی کیا۔ عبد القادر کی بات دیں کی اساس و بنیاد ہے عبد القادر ہی اہل دیں کا فریاد رس ہے۔ غالباً اس شعر میں مصنف کو فریاد رس پر اعتراض ہو گا یہ ان کے لئے وہاں جان ہے مگر اس بے چارے کو پتہ نہیں۔ دیکھئے گنگوہی صاحب کے تذکرۃ الرشید ص ۴۷ جلد ۱ و ۲ ص ۱۱ جلد ۲ پر متعدد جگہ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث اعظم، غوث پاک بلکہ غوث الثقلین تحریر ہے۔ غوث الثقلین کا معنی انس و جن کی فریاد کو پہنچنے والے غوث کا معنی فیروز اللغات ص ۴۷ پر فریاد کو پہنچنے والا سمجھا ہے۔ بتایا جائے اعلم حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو مغیث تحریر فرما کر کیا غلطی کی جبکہ اکابر دیوبند بھی غوث اعظم غوث پاک تسلیم کر رہے ہیں۔ اس قسم کے حوالہ جات سوانح قاسمی، شائم امدادیہ میں بکثرت ملتے ہیں، خدا جانے ان کے نزدیک بریلویوں کو ایسا کہنا کیوں منجھے۔ خود دیوبندی کہہ سکتے ہیں آخر اس میں راز کیا ہے کہ جو چیز اکابر دیوبندی کتب میں ملتی ہے وہ بریلوی کیوں نہیں کہہ سکتے؟ مصنف نے ص ۶۳ پر اعلم حضرت کی وصیت "میرے دین و مذہب کو جو میری کتب سے واضح ہے" الخ کا جابلانہ مذاق اڑایا ہے۔ متعدد بار اس پر بحث ہو چکی ہے۔ حال ہی میں سنتو قوال کے رد میں جو پمفلٹ شائع ہوا اس میں بھی اس کا جواب ہے۔ اس سے قبل قبر خداوندی اور برق آسانی میں بھی مفصل عرض کیا گیا ہے۔ وہی گروے مردے اس نے نکال لئے ہیں۔

سیف حقانی کے مثلاً پر ہی هو القادر شیخ عبد القادر کی سرخی سما کر مصنف نے بدویانقی کے ساتھ صرف تھوڑا سا یہ منفاطہ دیا ہے کہ مدائق بخشش میں منقبت کے اہستہ دار میں هو القادر ہے جس سے ذات پاک حضرت حق سبحانہ تعالیٰ مراد ہے مصنف نے صرف



۱۔ زمانہ میں میں گرچہ آخر ہوا ۔ وہ لایا ہوں جو اگلوں سے ممکن نہ تھا  
اصل شعر مسلم الحارثی شریف میں یوں ہے :۔

۲۔ زمانے میں میں گرچہ آخر ہوا ۔ وہ لاؤں جو اگلوں سے ممکن تھا  
خدا سے کچھ اس کا اپنا نہ جان ۔ کہ اک شخص میں جمع ہوسب جہاں

مصنف نے یہ حماقت سے اعلم حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ لگایا ہے حالانکہ اس  
سے وقوف کو علم نہیں کہ یہ شعر امام الاخطیار مولانا شیخ احمد بن الخیر میر داود صاحب مکی  
رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا ترجمہ ہے ۔

و انی مان كنت الاخير زمانه لالتی بمالم تستطعه الا وائل  
ولیس علی اللہ تستنکر ان یجمع العالم فی واحد

ایک حماقت یہ کہ اشعار کو دو جگہ لکھنا اور دونوں ہی جگہ غلط لکھنا دوسری حماقت یہ کہ  
اس شعر کو خود اعلم حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگانا اگلوں سے مراد یہ نہیں  
کہ جو حضرات گزر گئے بلکہ آئندہ آنے والے بھی ہو سکتے ہیں اور پھر اعلم حضرت خود کو  
معاذ اللہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کس طرح بڑھا سکتے ہیں جبکہ وہ انبیاء  
علیہم السلام کو اپنے جیسا بشارت دینے والوں کو گمراہ بددین سمجھتے ہیں اور فرماتے ہیں ۔

شہا کیا ذات تری حق نہا ہے منور اسکاں میں  
کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ تیرا کوئی ثانی ہے

جب اعلم حضرت قدس سرہ کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی سمجھنے کے نظریہ کی تردید  
فرما رہے ہیں تو خود کس طرح اپنے آپ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی کہہ سکتے  
ہیں ۔ اور پھر یہ عقیدہ تو خود شیخ دیوبند مولوی محمود الحسن صاحب کا اپنے مربی مولوی رشید  
احمد صاحب گنگوہی کے متعلق ہے لکھتے ہیں ۔

جہاں تھا آپ کا ثانی وہیں جا پہنچے خود حضرت  
کہیں کس منہ سے پھر کیونکر مولانا تھے لاثانی  
(مرثیہ گنگوہی ص ۷)

اسی مرثیہ میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں :

۳۔ اٹھا علم پھر کوئی بانی اسلام کا ثانی  
اور ایک تیسری جگہ لکھتے ہیں :

۴۔ عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثمانی

بتائیے جناب : یہ عقائد تو علماء دیوبند کے مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق ہیں  
اور آپ ذمہ لگا رہے ہیں اعلم حضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کے

۵۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی

مصنف نے ص ۶۵ پر گلزار رضوی کے حوالہ ایک ایسا شعر نقل کیا ہے جو حضور  
پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ہے لیکن یہ کچھ فہم اس کو اعلم حضرت فاضل  
بریلوی رضی اللہ عنہ کی مدح میں سمجھا ۔ شعر یہ ہے :۔

کوئی شے ہے جو نہ ہو آپ کے پیش نظر ۔ کونسا غیب ہے جو تم کو خدا نے دیا

یہ شعر لکھنے کے بعد مشرور کے انداز میں اپنے مسخرے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے

”واری جانواں کیاستان ہے اپنے اعلم حضرت کی چشم بد دور“

مذکورہ شعر اگر اس کو یہ بتا کر بھی پڑ جائے کہ یہ سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی شان میں ہے تو رد پھر بھی لاحق ہوگا تو پھر ہمیں اس کا کیا افسوس کہ یہ اعلم حضرت کی شان  
میں سمجھ کر اس پر جاہلانہ تبصرہ کر رہا ہے ۔ البتہ شیخان معین کی وسعت علم محیط ارض  
کے دل و جان سے قتال ہیں کیوں نہ ہو ۔

ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے

ہر ایک منہ پر منہ کا ایاغ لے کے چلتے

نصرانی و سنان و دھرمی عقائد کا افترا  
کے برعکس اہل سنت پر نصرانی و سنان

دھرمی عقائد کا الزام عائد کرتے ہوئے اس کی دلیل کے طور پر انوار صفیہ ستمبر ۱۹۳۲ء  
کا حوالہ دے کر یہ شعر لکھا ہے ۔



مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ مدینہ منورہ سے علی پور بھی۔ اور حجاز میں تو اچھا ہے اور حجاز میں اچھا ہے۔  
یہ شعر لکھ کر کہتا ہے۔

”جس طرح قادیانیوں کے لئے کعبہ و قبلہ قادیان ہے ایسے ہی مریدانِ حجازی  
شاہ کے لئے علی پور....“

یہ ہے چوری اور سینہ زوری عقائد تو مولوی قاسم نانوتوی اور مرزا غلام قادیانی کے ایک جیسے ہیں لیکن الزام عائد کیا جا رہا ہے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مریدین پر کہ وہ علی پور شریف کو قادیان کی طرح قبلہ و کعبہ مانتے ہیں حالانکہ اس شعر میں قبلہ و کعبہ کا لفظ اور ذکر تک نہیں۔ ہاں البتہ شیخ دیوبند مولوی محمود الحسن نے ضرور کعبہ شریف سے اپنے پیر شید گنگوہی کے گاؤں کو بڑھایا مرثیہ گنگوہی میں علی الاعلان کہتے ہیں۔

پھر یہ تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا راستہ

جو کہتے اپنے سینے میں تھے ذوق و شوق عرفانی

اس ناپاک شعر میں کعبہ شریف پر گنگوہ کو فضیلت دی ورنہ غیبتا کے سوا کون شخص ہے جو کعبہ پہنچ کر بھی گنگوہ کا راستہ پوچھتا پھرے گا۔ کہاں خدا کا گھر کہاں گنگوہ نگر علامہ احمقانی نے ایک شعر رسالہ جماعت امرتسر جون ۱۳۴۷ھ سے نقل کیا ہے یہ کہیں سے نقل کی نقل معلوم ہوتی ہے (اور یہ شخص نقل سے قبل عقل سے کام لیتا تو آسانی سے سمجھ سکتا تھا کہ یہ شعر سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں ہے۔)

تیری بارگاہ ہے وہ بارگاہ جو قبلہ گاہے انام ہے

تیرا آستان ہے وہ آستان جو حریف بیت حرام ہے

مصنف نے اگر واقعی یہ شعر رسالہ جماعت جون ۱۳۴۷ھ سے نقل کیا ہے تو بتائے کہ یہ شعر کس کا ہے اور اس سے قبل اس رسالہ کے صفحہ پر کیا مضمون ہے یہ ہیں جھوٹے حوالوں کا پل کھل جاتا ہے۔

مصنف نے بلا حوالہ ایک شعر یہ بھی لکھا ہے۔

برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتان  
بشکل صدر الدین خود رحمۃ للعالمین آمد

مکتبہ ہے ہمارے بچپن کا یہ واقعہ ہے جو آج تک زبان زد عام ہے ملتان شہر میں مزار مولوی کاظم پر عرس کے موقع پر اس وقت کے سجادہ نشین صدر الدین جب آخری رسومات کی ادائیگی کے لئے آئے تو کسی مولوی رضا خانی نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا۔ پیر صدر الدین کو دیکھ کر سب حاضرین صحابی بن گئے ایک ہمارے استاد بھی شریک تھے جو صحابی بن کر واپسی ساری بستی والوں کو تابعی بنا دیا۔  
(سیف حقانی مثلاً)

قارئین کرام! غور فرمائیں کیسی غیر ذمہ دارانہ گفتگو ہے۔ بتایا جائے ملتان میں حضرت مولیٰ کاظم کا مزار کہاں ہے؟ کسی مولوی رضا خانی نے ایک شعر پڑھا۔ مولیٰ کا نام مصنف کو یاد ہی نہیں ہوا میں گولے چلا رہا ہے اور یہ بھی معلوم نہیں شعر کس کا ہے! اور پھر اپنے استاد کو جو شریک محفل تھا کہ بھی اپنے تلمذ صحابی قرار دے رہا ہے۔ تو پھر دوسروں پر کس منہ سے اعتراض کر سکتا ہے اور پھر شعر کا مفہوم واضح ہے۔ ”برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتان“ اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ باقی رہا دوسرا مصرعہ ”بشکل صدر الدین خود رحمۃ للعالمین آمد“ یہاں مصنف کو اعتراض ہے کہ بشكل صدر الدین خود رحمۃ للعالمین تشریف لائے۔ لیکن اس کو کیا کہتے کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے:

”لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے

بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں

..... اگر دوسرے پر اس لفظ (رحمۃ للعالمین) کو بتاویل بدل دیے تو جائز

ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۷)

یہی صاحب علماء کو بتاویل رحمۃ للعالمین کہہ سکتے ہیں لہذا دیوبندیوں نے کہہ بھی دیا مفتی محمد حسن اشرفی دیوبندی خلیفہ اشرف علی تھانوی کے انتقال پر لکھتے ہیں:

”آج نماز جمعہ پر یہ خبر جانکاہ سنا کہ دل حویں پر بیحد چوٹ لگی کہ رحمۃ اللہ علیہ



(مفتی محمد حسن دیوبندی) دنیا سے سفر آخرت فرما گئے ہیں۔  
(مذکورہ حسن بحوالہ تہجد دیوبند و نوری کرن فروری ۱۹۳۳ء)

اور سنیئے جب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو جناب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے وصال کی خبر ملی تو.....

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار بار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے  
(الفاظات الیومیہ جلد ۱۱ ص ۱۵)

یعنی صاحب ع۔ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مصنف سیف حقانی نے ص ۱۵ پر بعنوان "رضا خانی توحید و رسالت" مولانا غلام جہانیاں صاحب مرحوم کی ہفت کتاب ۱۵ کا حوالہ دیکر یہ شعر بھی لکھا ہے۔  
طالب دہی اللہ وہی احمد وہی نازک - اختیار کہیں سب یار کی جلوہ گری ہے

حالانکہ اس جاہل مطلق کو پتہ نہیں مولانا غلام جہانیاں کی کوئی کتاب ہفت کتاب نہیں ہے۔ جو طالع کتاب کا نام بھی صحیح نہ لکھ سکے وہ اس میں مذکور عبارت و اشعار کو کیا خاک سمجھے گا؟ مولانا غلام جہانیاں صاحب مرحوم کی کتاب ہفت کتاب ہے شعر کا مفہوم واضح کہ طالب کے لئے وہی اللہ کا در ہے وہی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا در پاک بھی اللہ تعالیٰ ہی کا در ہے اور وہی ان کے مرشد حضرت نازک صاحب کا در اللہ تعالیٰ کا در ہے ان حضرات سے جو کچھ فیض ملے گا وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا کرم ہوگا ان میں کوئی بھی اختیار نہیں ہے۔ شاعر اپنے شعر میں اللہ تعالیٰ - احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نازک سب کو علیحدہ علیحدہ لکھ رہا ہے سب کو خدا نہیں کہہ رہا۔ یہ مصنف کے وماغ میں دیوبند ہے جو الٹا سمجھ رہا ہے۔

علامہ احمقانی کی اگر ہماری اس بات سے تسلی نہ ہو تو وہ اپنے دل کے مرض کا علاج کراتے۔ دیوبندی ملاں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے مقدس درباروں کو تو اللہ تعالیٰ کا در نہیں سمجھتے مگر اس کو کیا کہیں کہ اپنی مرید رنڈیوں (کنجریوں) کے افعال بد کو اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگانے میں شرم و حیا محسوس نہیں کرتے۔ چنانچہ

مذکورۃ الرشید حصہ دوم ص ۱۲ پر لکھا ہے،

"ضامن علی جلال آبادی دیوبندی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں۔ ایک ہار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی میاں صاحب بولے فلاں کیوں نہیں آئی۔ رنڈیوں نے جواب دیا میاں ہم نے اس کو بہتہ لکھا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو۔ اس نے کہا کہ میں بہت گنگار ہوں اور بہت روسیاء ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اُسے ہلکے پاس ضرور لانا۔ چنانچہ رنڈیاں اُسے لیکر آئیں جب وہ سہارنپور آئی تو میاں صاحب نے پوچھا جی تم کیوں نہیں آتی تھیں؟ اُس نے کہا حضرت روسیاء کی وجہ سے زیارت کو آتے ہوئے شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے جی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی (اللہ) ہے۔"

خود کیجئے ان کے مذہب نامہ مذہب میں کنجریوں بازاروں رنڈیوں کے افعال بد اور کرنے کرانے کے خبیث فعل کو تو معاذ اللہ تعالیٰ سیوح و قدوس کی طرف نسبت کر سکتے ہیں لیکن۔ در پاک احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا در نہیں کہہ سکتے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک مظہر حق ہے جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف نے اپنے خط میں ہفت کتاب سے یہ اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

شبیبہ مصطفیٰ اور مظہر ذات خدا تم ہو۔ حقیقت میں ہے بیٹے ہونا ہم میں جو اتم ہو  
غریبوں کا سہارا و تنگی کے نوا تم ہو۔ مریدوں کی شفا اور درمندوں کی در اتم ہو  
ترے در کے سوا کو خدا خالی نہ چلنے دے۔ ہلکے بخدا حاجت روا مشکل کشا تم ہو  
(سیف حقانی ص ۱۵)

ان اشعار میں شاعر نے اپنے شیخ کو خدا کہا نہ رسول قرار دیا۔ شبیبہ مصطفیٰ مظہر ذات خدا غریبوں کا سہارا و تنگی کے مریدوں کی شفا و درمندوں کی دوا اور مشکل کشا ہے اور مسلک



اہل سنت کے مطابق ہے ہم نے اپنی کتاب قہر خداوندی بروہما کو دیوبندی اور برقی آسانی بر  
نقشہ شیطانی میں یہ تمام فضائل کالات دیوبندی کتب سے ان کے طاؤس کے لئے ثابت کئے  
میں قارئین کرام مذکورہ امور پر مفصل گفتگو ان کتب میں ملاحظہ کریں، مختصر یہ کہ کتاب ارواح  
مکذوبہ ۳۲۵ حکایت ۳۶۹ کے مطابق مولوی محمد یعقوب نانوتوی استاد اشرف علی تھانوی صاحب  
دافع البلاء ہیں۔ ان کی قبر کی مٹی سے بیماروں کو شفا ہوتی۔ مرثیہ گنگوہی منہ کے مطابق مولوی  
رشید احمد صاحب گنگوہی قبلہ حاجات روحانی و جسمانی ہیں امداد اسلک ۱۶۵ پر مولوی رشید احمد  
صاحب گنگوہی نے تعلیم الدین ص ۱۳ پر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سلاسل طیبہ ص ۲۴ پر  
مولوی حسین احمد کانگریسی صدر دیوبند نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا تسلیم کیا ہے  
تو پھر اعتراض کیسا۔

مصنف نے ایک شعر یہ بھی لکھا ہے :-

طالب خدا گوا، نازک بچشم من - عین محمد است کہ عربی شنیدہ

اذنا تو اس میں نازک بچشم من ہے۔ یہ ان کی اپنی نظر کی بات ہے پوری دنیا نے سلیمت  
دیوبندیت پر اس کا اطلاق نہ ہوگا۔ دوم یہ کہ کسی بھی شخص کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کہنا کفر ہے۔ بہت لوگوں کے نام محمد احمد قاسم و حامد وغیرہ ہیں لیکن کفر لازم جب آتا ہے  
جب کسی کو نبی و رسول کہا جائے مگر ہم اسی ثابت کر چکے ہیں کہ دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن صاحب  
نے تو اپنے شیخ رشید گنگوہی صاحب کے متعلق صاف لکھا ہے :-

اشاعا عالم سے بانی اسلام کا ثانی - اور یہ کہ عبیدہ سودکان کے لقب سے یوسف ثانی

(در شیعہ گنگوہی)

یہ کس قدر کھلی جہارت ہے؟ کیا یہ کسی شرعی گرفت میں نہیں آتے؟ ان اشعار کے پر وہ  
میں مصنف نے جس بازاری خرافات کا مظاہرہ کیا ہے وہ رشید و قاسم کا صیح و برہنہ ہے۔  
اس کے سوا ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

اس کے بعد مصنف نے ہزنت اتساب سے کچھ ایسے اشعار نقل کئے ہیں جن میں شاعر  
نے اپنے پیر حضرت نازک سے مدد طلب کی ہے جیسے :- اے نازک کریم پر وہ نشیں مدد سے

اور اسے خواجہ قطب الدین مدد سے۔ یہ عقیدہ اہل سنت کے مطابق جائز ہے اولیاء اللہ سے  
ہم امداد و اعانت کے قائل ہیں۔ بلکہ سوانح قاسمی و ارواح مثلاً میں خود دیوبندی اپنے مولویوں سے  
امداد و طلب کرتے نظر آتے ہیں۔ مصنف نے بے شرمی سے "رضا خانی قاضی الحاجات" کا  
عنوان جگا رکھا ہے :

"پہلا مراد حضرت قاضی الحاجات صاحب ہے اسلام اور مسلمانوں کا قاضی الحاجات تو خدا ہے" ص ۱۶

شاید مصنف کو علم نہیں کہ دیوبندیوں کا قاضی الحاجات بلکہ قبلہ حاجات مولوی رشید احمد  
صاحب گنگوہی ہے۔ مرثیہ گنگوہی میں مولوی محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں :  
عج کیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

جب دیوبندی اپنے شیخ کو قبلہ حاجات کہہ سکتے ہیں تو مولانا غلام جہانیاں صاحب کے  
اپنے شیخ الشیوخ کو قاضی الحاجات کہنا کیونکر کفر ہو گیا ؟  
مصنف سیف حقانی نے "رضا خانی مکہ مدینہ اور خدا" کا عنوان دے کر ایک یہ شعر  
بھی لکھا ہے :-

چا پڑ و انگ بدینت سے کویت مشن بیت اللہ

ظاہر ہے چن چن سے پیر فرید تے باطن سے پیر اللہ

لیکن نہ شاعر کا نام نہ کتاب کا نام حوالہ و صفحہ تو ہو گا کہاں۔ بہر حال اس شعر کے پہلے مصرعہ  
میں و انگ کا لفظ قابل غور ہے ہم کہ پنجابی لغت سے کا حقہ واقفیت نہیں رکھتے مگر  
و انگ کا مطلب جیسا ہے یہ ضرور سمجھتے ہیں اور مولوی حسین احمد صدر دیوبند نے شہاب  
ثاقب میں حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا کی تاویل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فلان آدمی  
شیر جیسا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بعینہ شیر ہے اس کی دم بھی ہے اور وہ چار پاؤں  
سے چلتا ہے اور پھر اس کو رضا خانی مکہ مدینہ اور خدا کیسے قرار دیا جاسکتا ہے اور اس کا  
پوری سنیت رضویت بریلویت پر کیسے اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ دوسرے شعر میں مصنف  
نے خیانت کی ہے اور اس کا وزن بھی زیادہ ہو گیا۔ مگر پھر بھی پیر فرید اور اللہ کو علیحدہ  
علیحدہ بیان کیا ہے اور پھر بیت اللہ (اللہ کا گھر) عرف و عام محاورہ میں مساجد کو بھی کہا



جاتا ہے۔ اس سے خانہ کعبہ مراد نہیں ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ سنی بریلوی چاچڑاں شریف کو مدینہ اور کوٹ مٹھن شریف کو خانہ کعبہ مانتے ہوتے تو پھر مدینہ طیبہ کی حاضری نہ دیتے اور خانہ کعبہ کا ج ذکر کرتے اور دیوبندیوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملتا کہ بریلوی ج پر جاتے ہیں تو مکہ مدینہ کے اماصل کی اقتدار میں نمازیں نہیں پڑھتے۔ ثابت ہوا بریلویوں کے نزدیک مکہ مدینہ شریف وہی ہے جہاں حج و زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ باقی یہ سب مصنف کی خود مافی ہے۔

مصنف نے اپنی خود مافی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیف حقانی کے منہ پر رضا خانی جنت کے زیر عنوان ایک نظم نقل کی ہے۔ اس میں ایک شعر یہ بھی ہے۔ جنت سے ہے سوا یہی کوچہ فرید کا۔ لیکن اس کا جواب پہلے مصرعہ میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں۔ واں ہو وصال حور یہاں ہو وصال حق۔ اس لئے۔ جنت سے ہے سوا یہی کوچہ فرید کا۔ بتائیے اس نظریہ سے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے اور پھر کمال کی بات تو یہ ہے کہ اکابر دیوبند کے نزدیک تو مدرسہ دیوبند کے چہر جنت کے چہروں جیسے ہیں بکھتے ہیں:

مولانا محمد یعقوب صاحب (دانا قوی دیوبندی) نے خواب دیکھا کہ جنت ہے اور اس میں ایک طرف چہر کے مکان بنے ہوئے ہیں۔ فرماتے تھے میں نے دل میں کہا اے اللہ یہ کیسی جنت ہے جس میں چہر ہیں جس وقت صبح کو مدرسہ آیا مدرسہ کے چہر نظر پڑے تو دیئے ہی چہر تھے دیکھتے جنت میں تھے (بقلم اشرف علی تھانوی از انفاضات الہدیہ جلد ۱ ص ۱۱۱)

علامہ احمقانی نے کمال بے حیائی سے "قبوری شریعت کا کلمہ شریف" کے زیر عنوان لکھا ہے.....

اسلام کی بنیاد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لیکن سینے ان کا کلمہ شریف سے جو وقت اخیر میں تیار ہوئی۔ نظر میں صورت رہے تہا رہی زبان پر کلمہ یہی ہو جباری۔ کہ یا محمد معین۔ خواجہ

پہلے تو دیوبندی طفل مکتب یہ بتائے کہ اس نے کلمہ توحید میں محمد رسول اللہ کس قاعدہ سے لکھا ہے؟ بلاشبہ اہل سنت و جماعت کا کلمہ طیبہ یہی ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جیسا کہ اہل سنت کی مساعید اور جمعیت العلماء پاکستان کے جھنڈا پر مذکور ہے یہاں شاعر نے یہ نہ کہا کہ یہ کلمہ توحید ہے یا کلمہ طیبہ ہے شاعر کہتا ہے۔

زبان پر کلمہ یہی ہو جباری۔ کہ یا محمد معین خواجہ

کلمہ کا معنی لفظ۔ بات ہے۔ دیکھو فیروز اللغات ص ۱۲

تو شاعر کہتا زبان سے کلمہ (لفظ یا بات) یہی ہو جباری کہ یا محمد معین خواجہ در نہ شاعر اس کو کلمہ طیبہ یا کلمہ توحید یا کلمہ شہادت قرار نہیں دے رہا۔ مصنف کے دماغ میں دیوبند ہے جو الٹی سوچتا ہے۔ ہاں البتہ دیوبندیوں کا کلمہ یہ ہے:

لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ

(امداد نقاد بھون ۱۴ ص ۱۳۶ ص ۱۳۷)

اور پھر ہم تو اس کو کلمہ شریف نہیں مانتے۔ مصنف خود اس کو قبوری شریعت کا کلمہ شریف کہہ رہا ہے۔ جب یہ کلمہ شریف ہے تو پھر اعتراض کیا؟

مصنف نے اپنے ایک ماؤ لانا ریحان قاسمی کے حوالہ سے سیدنا اعلیٰ حضرت و شیر پیشہ سنت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی قدس سرہ کے شجرہ طیبہ سے یہ نقل کیا ہے:

اللهم صلی وسلم علیہ وعلیہم وعلی عبد المصطفیٰ

مولانا احمد رضا وعلی آل احمد واللهم صلی وسلم علیہ

وعلیہم وعلی مولانا عبد اللہ الفقیر ابی فتح محمد حشمت

علی الکنوی غفرلہ اللہ تعالیٰ

شجرہ کے الفاظ میں ترمیم و تخریف کر کے اپنی مرضی کے مذکورہ الفاظ لکھ کر مصنف نے اس کو بزعیم خود رضا خانی درود قرار دیا ہے۔ شجرہ طیبہ میں کوئی نیا درود نہیں ہے بلکہ درود وہی پرانا ہے۔ اور باقی دعا ہے اور پھر اہل سنت کا مسلک ہے کہ غیر انبیاء رسل پر درود



سلام کا اطلاق کیا جاتا ہے اور مستقل مکروہ و منکرک اور حرجہ میں سے ہے۔  
ذکر مستقل - البتہ دیوبندی درود یوں ہے :

اللہم صل علی سیدنا ونبینا محمد وعلیٰ آلہ اشرف علی

(الحداد نقلاً: ج ۱)

یہ تبعا نہیں مستقل ہے۔ اور اس میں تعاقبی جی کو نسبتاً بھی کہا گیا ہے۔ خدا جانے  
دیوبند اپنی بلا دوسروں کے سر کیوں ڈالتا چاہتے ہیں یا اپنے ان خود ساختہ درودوں کے  
سے بریلوی درود گھر کر جواز پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ پھر مصنف نے اس کو درود شریف لکھا ہے  
جب یہ درود شریف ہے تو اعتراض کیا ہے؟

اسی طرح مصنف نے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو معاذ اللہ  
انگریز کا ایجنٹ قرار دیتے ہوئے ان کے حوالہ سے ہی ایک درود لکھا ہے۔ حالانکہ وہ بھی  
حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہے اور باقی دعا ہے۔ حضرت پیر صاحب علی پوری  
علیہ الرحمۃ انگریز کے ایجنٹ اس لئے ہیں کہ انہوں نے انگریز سے چھ سو روپیہ ماہوار وصول  
کرنے والے تعاقبی جی کو بے نقاب کیا تھا۔ مکالمۃ الصدرین سے ثابت ہے انگریز کے  
ایجنٹ جماعت علی نہیں بلکہ اشرف علی تھے۔ غالباً یہاں پیش بندی کے طور پر کہا جا رہا ہے  
کیونکہ چور کی دائرہ میں تنکا۔ ان کو اپنی براعمالیاں سنانے رہتی ہیں وہ مجبور کرتی ہیں کہ  
دوسروں پر الزام تراشی کریں ورنہ اس قوم رحیم کے پاس حضرت پیر سید جماعت علی شاہ  
علیہ الرحمۃ کے انگریز کے ایجنٹ ہونے کی کیا دلیل ہے؟

درود میں روافض و خوارج : لکھتا ہے :

”مشہور و معروف درود سننے جو بوقت قیام صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے۔ پھر پچھ  
جس سے واقف ہے یعنی یا نبی سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک  
صدر اول میں سلام کو جن خطرناک فتنوں سے واسطہ پڑا۔ ان میں دو فتنے بڑے  
سخت جان ثابت ہوئے اور دونوں ہی ترام بھائی ہیں۔ صحابہ کا دشمن فرقہ

۱۲) مع صحابہ اہل میت کا دشمن فرقہ یعنی روافض و خوارج رضا خانی فرقہ نے جس درود  
کو رواج دیا ہے روافض کے اتباع میں صحابہ کو درود سے خارج کیا تو خوارج کی  
پیروی میں آل رسول کو چیلن کیا۔ ” (سینہ عقاب ص ۱۷)

مصنف خربے لگام کی طرح جس طرف دل میں آتا ہے چل کھڑا ہوتا ہے نہ کوئی اصول  
نہ کوئی موضوع۔ صلوٰۃ و سلام اگر روافض خوارج کا اتباع ہے مصنف کے بقول معاذ اللہ  
حاجی امداد اللہ صاحب رافضی خارجی ہوں گے کیونکہ ارواح ثلاثہ میں صاف لکھا ہے :

” حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) سے کسی نے پوچھا کہ قیام مولود (صلوٰۃ و سلام)  
کیسا ہے؟ فرمایا مجھے تو لطف آتا ہے۔ ” (درود ثلاثہ ص ۱۷) حکایت (۱۷)

باقی رہا خارجی کون ہے تو ”المبند“ میں مولوی علیل احمد انیسوی نے محمد بن عبد الوہاب  
نجدی کو خارجی قرار دیا ہے۔ اسی طرح علامہ شامی نے رد المحتار میں محمد بن عبد الوہاب نجدی  
کو خارجی بتایا ہے لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں محمد بن عبد الوہاب  
شیخ نجدی کو اچھا بتایا۔ اس کو عامل بالمحدث قرار دیا۔ اس کے عقائد کو عمدہ قرار دیا ہے۔  
اب مصنف خود بتائے خارجی کو اچھا اور عامل بالمحدث قرار دینے والا اور اس کے عقائد  
کو عمدہ بتانے والا خود خارجی ہوا یا نہیں۔؟ اس اصول پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے والے  
ہی نہیں بلکہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے بھی معاذ اللہ رافضی اور خارجی قرار پائیں گے۔ خود  
دیوبند کی سینکڑوں کتب میں محض صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ صلعم اور صرف م لکھا ہوتا ہے یہ سب  
یقیناً رافضی اور خارجی ہوں گے۔ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تو صحابہ کا ذکر ہے نہ اہل بیت کا ذکر  
ہے۔ لہذا اس اصول پر یہ لوگ خود ہی بقلم خود رافضی و خارجی ہیں۔

ابھاس ہے یا اول نجدی کا زلف و راز میں

و آپ اپنے دام میں صید آگیا

بیز موضوع مناسبت کے چلتے چلتے مصنف نے ص ۱۷ پر ایک جھک یہ بھی  
ماری ہے۔ ”ویسے عالم الغیب صرف نبی ہی نہیں اپنے اعظم مرت بھی تھے۔ ایک  
عورت کی موت کا وقت اور جگہ بتادی۔ (ملفوظات حصہ دوم)۔ اگر مصنف ملفوظات







## باب سوم

□□□□□□□□

### دیوبندی مذہب کا قرطاس ابیض

اسکریلی ناتوقی گنگوہی۔ انیسویں صدی کی حقیقت | مصنف سیف حقائق مشہور  
پر باب چہارم کا آغاز کیا ہے اور عنوان جمایا ہے "بریلوی دین کا قرطاس ابیض" ذیلی سرخی  
ہے "رضا خانی شریعت کی حقیقت" ۱۔ ہوا مینڈکی کو زکام اللہ اللہ کیا پڑی کیا پڑی کا  
شور مٹا۔ اور اوھر کے چھوٹے موٹے رسالے اور مولوی ریحان الدین قاسمی کے کتابچے "نیادین"  
سے نقل مار کر مصنف بن بیٹھا اور خبریں دے رہا ہے۔ بہشت افلاک کی مصنف نے اپنے  
نام نہاد بریلوی قرطاس ابیض میں کوئی بات نئی کہی ہے۔ یہی باتیں اپنے دوسرے ابواب  
میں بھی بار بار نقل کر چکا ہے یہاں نیا باب قائم کر کے سرخی بدل کر یہی باتیں دوبارہ  
سہ بارہ نقل کر دیں مثلاً "بندے محمد کے" صلی اللہ علیہ وسلم پر سیف حقائق ص ۲۵ پر بحث  
کر چکا ہے اور ہم دوسرے باب میں اس کو اس مسئلہ پر مسکت جواب دے چکے ہیں لیکن  
کتاب کی ضخامت بڑھانے کے لئے اس نے باب چہارم میں مشہور و ص ۲۵ پر بھی اس  
مسئلہ کو چھیڑا ہے اور شائد اور جگہ بھی یہ مسئلہ اٹھایا گیا ہو۔

سوفیہ خالص جھوٹ | دیوبندی دھرم میں مساوات خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے  
اس لئے خود مصنف کے لئے تو شائد جھوٹ بولنا فرض ہو۔

لہذا اس اصول کے تحت مصنف نے پیٹ بھر کر جھوٹ بولا ہے۔ مشہور و ص ۲۵ پر  
"بندگی محمدی" کے زیر عنوان حضرت شیر بیشہ اہل سنت مولانا ابوالفتح عبید الرضا  
محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی قدس سرہ کے نام گرامی سے یہ منسوب کیا کہ  
وہ کہتے ہیں:

حاشیہ: مشہور و رضا خانی وصایا کا عنوان جمایا تھا اور اب مشہور پر یہی وصایا دوبارہ نقل کی ہیں۔

۱۰۔ خدا کی بندگی کے لئے نہیں پھیرا گئے بلکہ رسول اللہ کی بندگی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

۱۱۔ جو رسول کا بندہ نہیں وہ شیطان کا بندہ ہے۔

۱۲۔ اگر خدا کے بندے رہو گے تو دوزخ کا کھنکھارے گا، اگر صرف رسول کے بندے رہو گے تو دوزخ کا کھنکھارے نہیں رہے گا۔

۱۳۔ ابولہب والہو جہل خدا کے بندے تھے دوزخ میں گئے ابوبکر و عمر رسول کے بندے تھے اس لئے جنت میں گئے۔

مذہب دودھ کی بوتلیں گئی اور شیر بیشہ اہل سنت کے منہ آ رہے جن کے ہاں کی ہیبت اور جلالت علمی سے نجد و مدینہ و ہند پر اندام ہیں۔ مصنف اگر اس ترتیب اور اس انداز سے یہ عبارت مولانا محمد حشمت علی خاں علیہ الرحمہ کی کسی کتاب میں دکھائے تو ایک عدد ثنائی بہشتی زیور انعام دیں گے۔ جاہل و مجہول مصنف نے یہ چاروں باتیں اپنے باب مولوی ریحان الدین قاسمی کے "نیادین" ص ۲۵ سے نقل کی ہیں جو مکھیاں اس اندے نجدی نے ماری تھیں یہ بھی انہی مردہ مکھیوں کا خون چوس رہا ہے ملا ریحان الدین نے بھی بغیر مصغر کے حوالہ دیئے محض دمقا مع الحدید علی الکذاب العنید کا نام لکھ دیا تھا اُس اندے کی تقلید میں اس اندے نے بھی دمقا مع الحدید علی الکذاب العنید کا نام لکھ دیا اور دمقا مع الحدید نہ اس کے پاس نہ اس کے اُس بابا کے پاس جس طرح اس نے "نیادین" سے چوری کر لی اسی طرح نیا دین والے ریحان الدین نے کسی اپنے بزرگ سے چوری کی ہوگی۔ بہر حال چونکہ یہ کتاب اکثر و بیشتر ریحان الدین کے لئے دین کی نقل ہے۔ اس لئے قارئین کرام سیف حقائق مشہور و ص ۲۵ پر باتیں غلط لفظ بریل کا نیا دین مشہور و ص ۲۵ پر دیکھ لیں اور اس جاہل مصنف کے علمی حدود و ادب کا اندازہ لگائیں نقل مار کر مصنف بن بیٹھا۔ بہر حال ہم عرض یہ کر رہے تھے کہ بندے محمد کے اس عنوان پر اس نے ص ۲۵ پر بھی لکھا ہے اور اب باب چہارم مشہور و ص ۲۵ پر بھی دوبارہ سہ بارہ لکھ رہا ہے جس طرح بندے محمد کے کو اس نے بار بار لکھا ہے اسی طرح مدح اعلیٰ حضرت کی ایک نظم نغمۃ الروح کے حوالہ سے مشہور و ص ۲۵ پر بھی نقل کی تھی۔ اور خدا کی توہین کا عنوان جمایا



تھا اور اب ص ۹ پر بھی باب چہارم میں وہی منقبت نعمتہ الروح سے دوبارہ لکھ رہا ہے۔  
 حالانکہ اس کا جواب ہم زیر نظر کتاب کے باب دوم میں عرض کر چکے ہیں اور مدح اعلیٰ حضرت  
 کی نقل کے سلسلہ میں بھی اس چوری کی چوری پکڑ کر دکھاتے ہیں۔ مصنف سیف حقانی نے جو  
 مصنف بننے کے خبط میں مبتلا ہو کر نعمتہ الروح سے مدح اعلیٰ حضرت کے یہ جو اشعار نقل کئے  
 ہیں یعنی ص ۹ یہ دعا ہے یہ دعا ہے میرا اور تیرا احسان احمد رضا الخ  
 یہ پوری نظم اپنے بابا ملاں ریحان الدین کے کتابچہ "نیادین" کے صفحہ ۳۰ و ۳۱ سے لفظ بلفظ  
 نقل کی ہے اور دوام مصنف بن بیٹھا اور جس طرح مولوی ریحان الدین قاسمی نے بغیر صفحہ  
 کا حوالہ دیئے محض نعمتہ الروح کا نام لکھ دیا تھا مصنف سیف حقانی نے بھی بغیر صفحہ کا حوالہ  
 دیئے محض نعمتہ الروح لکھ دیا۔ اللہ اللہ اور غیر سلا۔

گویا سیف حقانی کا باب چہارم چوری کے مال سے بھرا پڑا ہے مگر یہ چوری اپنے ہی  
 ملاں ریحان الدین قاسمی کے جہالت غاند سے کی گئی ہے۔

اور دیکھئے | مصنف جی نے سیف حقانیہ کے ص ۹ پر ایک شعر یہ یوں نقل کیا ہے

عن جو پاپا ہیں تو مستعد کو سرا براہ کریں

گدا کو چاہیں تو پل بھر میں بادشاہ کریں

اور ایک شعر اس طرح لکھا ہے :-

بنا دیتا ہے سلطان آپ سا جس پر عنایت ہو

خدا سے کم نہیں عز و جلال اس دیں کے سلطان کا

مذکورہ بالا دونوں اشعار خدا جاننے کس کے ہیں لیکن ہمیں مصنف سیف حقانی کی  
 ذہنیت پر تعجب ہوتا ہے اگر اس کے اپنے پاس کچھ نہیں تھا تو پھر مولوی ریحان الدین قاسمی  
 کے رسالہ نیادین کی نقل مارنے سے کیا فائدہ تھا۔ نیادین تو بذات خود موجود تھا۔ کیا یہ خیال  
 گزرا تھا لوگ "نیادین" کو قبول نہیں کرتے شاید سیف حقانی کے فریب میں آجائیں؟  
 قارئین کرام دیکھ سکتے ہیں چور یہاں بھی رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ قارئین کرام پہلے سیف  
 حقانی ص ۹ دیکھیں اور پھر مولوی ریحان الدین کا کتابچہ "نیادین" دیکھیں۔ یہی اشعار

نیادین کے ص ۲ پر لفظ بلفظ موجود ہیں۔ لیکن یہ اشعار نیادین کی کس کتاب میں ہیں؟ یہ نہ  
 بابا ریحان الدین نے لکھا نہ جھوٹے باپ کے جھوٹے بیٹے "علامہ" محمد عمر قریشی نے لکھا۔  
 مصنف میں دم خم ہے تو مذکورہ بالا اشعار سنیوں بریلویوں کی کسی معتبر کتاب میں دکھائیں۔  
 ورنہ سوال لکھ مرتبہ لعنتہ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کریں تاکہ شیخ نجدی  
 دور ہو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کسی مراٹھی کا شعر نقل کر کے کہہ دیا جائے کہ جی ان بریلویوں  
 کا تو یہ عقیدہ ہے۔ وہ عقیدہ ہے۔

سیف حقانی کا مصنف تو ہے ہی لکیر کا فقیر جو کچھ مولوی ریحان الدین قاسمی نے لکھ دیا  
 وہ اس نے نقل کر دیا اور مصنف بن گیا۔ ان دونوں سے پہلے مولوی فردوس قصوری نے بھی  
 اپنی چراغ سنت میں یہ شعر نقل کئے تھے لیکن حوالہ اس بے چارے نے بھی نہیں دیا تھا تو  
 یہ نقل پر نقل چلی آرہی ہے آگے دیکھتے اور کون کون نقل مار کر مصنف بنتے ہیں۔ اور  
 بے خبری کا یہ عالم کہ مولوی ریحان الدین قاسمی مصنف "نیادین" کو یہ تک پتہ نہیں کہ مولانا  
 رضا حسین اور رضا حسنین اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کے بیٹے ہیں یا بیٹیجے ہیں۔  
 مصنف اپنے نئے دین میں ص ۲ پر ان کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے لڑکے قرار دیتا ہے۔  
 یہی اس لڑکے ریحان الدین کے لڑکپن کی دلیل ہے۔ اندھے کی لاشی جس کے چاہے لگے  
 قارئین کرام کو ہم نے چند حوالوں سے ثابت کر دیا اور واضح ہو گیا کہ کتاب سیف حقانی  
 کوئی "علامہ" محمد عمر کا شاہکار نہیں یہ تو ریحان الدین کی ماری ہوئی نقل ہے اور جو کچھ اور  
 ہے وہ وہی کچھ ہے جس کا رد ہم باب دوم میں کر آئے ہیں۔

ہاں البتہ | اسی باب چہارم کے ص ۹ پر "فرقہ رضا خانی کی رفض نوازیایں" ایک نیا  
 مضمون ہے اس لحاظ سے کہ اس سیف حقانی میں اس کو پہلے بیان نہیں  
 کیا تو آئیے اس کا بھی تجزیہ کریں۔

تقریب | مصنف سیف حقانی نے اہل سنت و جماعت کی رفض نوازیایں بیان کرتے  
 ہوئے تقریب بنانے کا الزام لگایا ہے اور ص ۹ پر علامہ ابوالبرکات مفتی  
 سید احمد صاحب قادری رضوی قدس سرہ کا یہ فتویٰ کسی اشتہار سے نقل کیا ہے۔ حضرت



سید صاحب کا فتویٰ یہ ہے :

”تازیہ کی اصل صرف اس قدر تھی کہ روضہ پور نور شہزادہ گلگون قبائین شہید مظلوم و ہذا  
صلوات اللہ تعالیٰ وسلم علیہ السلام کی صحیح نقل مطابق اصل بنا کر بنیت تبرک مکان  
میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی ہرج نہ تھا کیونکہ تصویر مکانات وغیرہ میں جاندار  
کی بنانا رکھنا یہ چنانچہ سب جائز و مباح اور ایسی چیزیں کہ بزرگان دین کی طرف منسوب  
ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی محبت بڑھائیں ان کی مثال صحیح بنیت تبرک پاس  
رکھنا قطعاً جائز ہے۔“ (مجموعہ اشتہار محرم الحرام ۳۳۵)

یہ حوالہ نقل کر کے مصنف خود علامہ ابوالبرکات صاحب علیہ الرحمۃ کی طرف سے من مانی  
وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے :

”ہذا جمیع اہل اسلام کو چاہیے کہ وہ تعزیہ امام مظلوم بنا کر تبرکاً اپنے اپنے گھر میں  
رکھیں جو باعث برکت ہے۔“

وضاحت

(۱)۔ تو یہ کہ اس فتویٰ میں متعدد لفظی غلطیاں ہیں جو اساتذہ العلماء علامہ  
ابوالبرکات قدس سرہ جیسے جلیل القدر فاضل سے ممکن ہی نہیں مثلاً اس چند سطر  
فتویٰ میں کبھی تازیہ لکھا ہے تو کبھی تعزیہ۔ پُر نور کا پُر نور لکھا ہے۔

(۲)۔ مصنف نے خیانت یہ کی ہے کہ حضرت علامہ کے اس فتویٰ کی تیسری سطر میں  
”تصویر مکانات وغیرہ جاندار کی بنانا رکھنا۔ چنانچہ سب جائز مباح کا وغیرہ بدل کر وغیرہ  
کر دیا جس سے فتویٰ کا مفہوم اٹا ہو گیا وغیرہ کرنے سے مفہوم اٹا اس طرح ہوا کہ  
علامہ ابوالبرکات صاحب مرحوم کی تحقیق کے مطابق تصویر جاندار کی شرعاً حرام ہے۔  
علامہ اپنے فتویٰ میں فرما رہے ہیں کہ تصویر مکانات وغیرہ جاندار یعنی بے جان چیزوں  
کی جائز مباح لیکن مصنف لفظ بدل کر غیر کا وغیرہ بنا کر یہ تاثر دے رہا ہے کہ تصاویر  
مکانات وغیرہ جاندار کی جائز و مباح ہیں یہ تحریف کھلم کھلا خیانت ہے۔

(۳)۔ حضرت علامہ ابوالبرکات قدس سرہ کا جو فتویٰ اس نے نقل کیا ہے اس کی دوسری

حکم سطر میں مذکورہ بالا خط کشیدہ عبارت ملاحظہ اس میں روضہ امام حسین کی نقل بمطابق اصل  
موجود ہے اور تیسری سطر میں گھر میں رکھنا مذکور ہے۔ جبکہ رافضی اپنی مرضی کے تعزیہ  
بناتے ہیں۔ آگے آگے قائم کرتے ہوئے گلی کوچوں اور بازار میں اٹھائے پھرتے ہیں۔  
اس میں اور اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نقل بمطابق اصل اور مثال روضہ  
امام حسین رضی اللہ عنہ کا گھر میں بطور تبرک رکھنا اور بات ہے اور مرضی کے مختلف النوع  
تعزیہ بنا کر بازاروں میں لے کر پھرنا اور بات ہے۔

(۴)۔ یہ بات ہماری بلکہ ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے بالا تر ہے کہ محرم ۱۲۵۳ عیسوی کیسے  
ہو گیا۔ محرم عیسوی مہینہ نہیں ہے بلکہ اسلامی ہجری مہینہ ہے۔ مصنف نے سطر ۲ میں  
لکھا ہے۔ نقل اشتہار محرم الحرام ۱۲۵۳ عیسوی۔ یہ علامہ ابوالبرکات صاحب کا ممکن  
بہر حال مصنف کا نقل کردہ فتویٰ متعدد وجوہ سے ناقابل اعتماد اور خیانت و تعریف  
کا مجموعہ ہے۔ اور اس سے تعزیہ کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ پھر اگر تصویر مراعات گھر رکھنا حرام  
و گناہ ہے تو سوانح قاسمی جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ پر بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے ”مزار مبارک“  
کی تصویر کس طرح جائز ہو گئی؟ ہم الافاضات ایومیہ سے ثابت کریں گے کہ مولوی محمد یعقوب  
نانوتوی اور مولوی اشرف علی تھانوی نے تعزیہ کے جواز کا فتویٰ دیا تھا اور تعزیہ نہ لکھنے والوں کی  
تائید و حمایت کی تھی۔

عزاداری حسین رضا الشہداء  
کے زیر عنوان صفحہ ۹ پر مولانا علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب  
قادیانی رضوی مرحوم کے ذمہ یہ لگایا گیا۔

”لنگے سر ہونا منہ پینٹنا سیاہ پوش ہونا وارڈ کرنا اور اقسام اقسام کے مرثیے پڑھنا  
نوحہ کرنا زور گہرنا سر پینٹنا سات تاریخ محرم الحرام کو علی عباس علمدار کا علم مکان  
مندرجہ بالا سب جائز ہیں اور افعال آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں۔“ اور حوالہ کے  
طور پر کھچا نقل اشتہار محرم الحرام ۱۲۵۳ عیسوی از قلم فاضل جلیل عالم نبیل موہنا  
مولوی حافظ قاری حکیم ابوالحسنات محمد احمد جنتی قادیانی رضا خانوی اشرفی جنتی شادری صابری  
واحدی مفتی الدین پنجاب خطیب مسجد وزیر خان لاہور۔



ہم باب اول کے ابتدائی اور اسی میں اس کا مختصر جواب عرض کر چکے ہیں مصنف نے جو کچھ علامہ ابوالحسنات قادری کے ذمہ لکھا ہے وہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا مصنف کے اپنے نقل کردہ الفاظ اور حوالہ کو دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ پرے درجہ کا کذاب اور اعلیٰ درجہ کا مفتری ہے۔ مصنف کے پاس نہ مولانا ابوالحسنات مرحوم کا اشتہار ہے نہ اس میں یہ مضمون ہے اور یہ حوالہ اس نے غالباً اپنے کسی مولوی رحمان الدین قاسمی یا پروفیسر روحی قسم کے دیوبندی مصنف کی کتاب سے آنکھیں بند کر کے نقل کر دیا ہے۔ مصنف میں دم ختم ہے تو وہ یہ حوالہ اور اشتہار ہمیں اگر دکھائے ہم اُسے آمدورفت کا گرایہ پیش کریں گے۔ بلکہ نزدیک مصنف کا جھوٹا ہونا اس طرح ہے کہ :

۱۔ مصنف نے یہ لکھا ہے نقل اشتہار محرم الحرام ۱۳۵۳ عیسوی۔ حالانکہ محرم عیسوی مہینہ نہیں۔

۲۔ مصنف نے علامہ ابوالحسنات صاحب کے نام گرامی کے ساتھ یہ لکھا ہے ضلعی الہٰی پنجاب  
 حالانکہ الہٰی پنجاب میں نہیں الہٰی خود ریاست ہے۔ اس نے مولانا کو قادری رضا خانوی  
 لکھا ہے کوئی شکی خود کو رضا خانوی نہیں لکھتا نیز ۱۲۸۲ھ میں مولانا علامہ ابوالحسنات  
 قادری علیہ الرحمۃ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں جیل میں تھے۔ پھر سوال یہ بھی پیدا  
 ہوتا ہے۔ اگر علامہ مرحوم واقعی ایسے تھے تو پھر اکابر دیوبند نے علامہ ابوالحسنات کو اپنی  
 مجلس عمل کا مرکزی صدر کیوں تسلیم کر لیا تھا۔ اس مجلس عمل میں مولوی احمد علی صاحب لاہوری  
 عبد اللہ درخوشتی، احتشام الحق تھانوی، محمد علی جانہ حری، عطاء اللہ صاحب بخاری وغیرہ شامل  
 تھے۔ انہوں نے ایسے عقائد کے حامل کو اپنا مرکزی صدر کیوں تسلیم کیا؟

ماقم کی فضیلت کے زیر عنوان لکھتا ہے اور حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب قادری رضوی قدس سرہ کے ذمہ لگاتا ہے :

ابراہیم غلیل اس خبر کو سنتے ہی زار و قطار اشکبار ہوئے  
اور ارشاد ہوا غلیل جو ان کے غم میں روئے گا اُسے ثواب اس قدر عطا فرمائیں گے جتنا  
میں تمہارے فرزند کی قربانی کا ہوا اور ابراہیم اہل بیت محمد احمد بن محمد اسرائیلی اور اہل غم صلا

ماتا شکہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اور سیدنا اسماعیل علیہم السلام کا واقعہ ہے غم اور اشکبار سونے کی بات ہے نہ کہ ماتم کا حکم

(۲) پھر لکھتا ہے۔ ”شہزادہ کو نین سید الشہداء روز قیامت عرض کرے کہ میں نے تیرے لیے ایک آئین لایا ہے اور جناب الہی میں عرض کریں گے کہ رب شفیع فمعن بسکی علی مصیبت میری شفاعت اس شخص کے حق میں قبول فرما جو میری مصیبت کو یاد کرے گا کہ گریہ کنال ہوا“ (امرواتی غم ص ۷۷)۔

ملا کہ گریہ روئے کو کہا جاتا ہے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں رونا شرعاً منع نہیں ہے۔

(۳) پھر کہتا ہے۔ "اہل مدینہ چیخ چیخ کر اُٹھیں اور ضبطِ غم سے سر پھوڑ رہے تھے" (اوراقِ غم ص ۴)

حالانکہ یہاں مضبوط غم سے سر پھوڑنے کا لفظ موجود ہے ماقم کرنے یا اظہار غم کے طور ---  
 .... پر زنجیروں سے سر پھوڑنے کا حکم نہیں مضبوط غم اور اظہار غم و ماقم میں فرق ہے۔ باقی رہا  
 پیچیدگیں مار کر رونا تو یہ اس وقت کی بات ہے جب واقعہ شہادت رونا ہوا تھا تو واقعی اہل مدینہ  
 اہل ایلان روئے تھے ممکن ہے کہ کوئی نجدی خارجی یزیدی نہ رویا ہو۔

۲۵ پھر کہتا ہے۔ "علی عباس علیہ السلام کا اگر ساتویں کو علم نکال ہے تو ایک چھٹا جس پر لالہ والا لٹا ہو تو کونسا ہے بسجے ساتھ نہیں" (اوراق غم ص ۱۲۲)

اس جگہ بھی روافض سے مشابہت نہیں ہے وہ بکثرت رنگ برنگ علم نکالتے ہیں۔ علامہ مرحوم نے لکھا ہے ایک جہنم کا جس لالہ الا اللہ نکالو، اُن کے ساتھ وصولِ باجہ تلمیذ وغیرہ ہوتے ہیں۔ علامہ فرمادے ہیں کہ یہ چیزیں نہ ہوں۔ پھر اہل سنت و روافض میں یکسانیت کیسی؟

مذکورہ بالا چند حوالہ جات نقل کر کے مصنف سیف حقانی اپنے ناظرین کو دعوت کر دیتا ہوا لکھتا ہے :

”قارئین کرام خود فیصلہ کر سکتے ہیں..... کیا اب بھی کسی کو اس فرقہ (اہل سنت) کے شیعہ ہونے میں کوئی شبہ ہے..... واقعہ یہ ہے کہ یہ فرقہ صرف درپردہ







عجب نصیحت ہیں دیوبندی کو اپنا وبال دوسرے کے سر ڈالنا چاہتے ہیں۔

**نوحہ و ماتم اور غم** | دیوبندی مذہب میں ماتم اور غم کرنا گریہ کننا ہونا جائز ہے مگر غم اور گریہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ناجائز ہے لیکن مولوی رشید صاحب گنگوہی کا غم منانا اور ماتم کرنا جائز ہے۔ سنیئے اور سنیئے مولوی رشید صاحب گنگوہی کے مرنے پر مولوی محمود الحسن نے ایک مرثیہ لکھا اس میں فرمایا:۔

فرق درجاست کا قصد توجہ ہے لیکن - عام تھا عالم اجسام میں اس کا ماتم  
(مرثیہ گنگوہی ص ۱۷)

ایک دوسری لہر میں ماتم کا رنگ یوں نمایاں نظر آتا ہے۔۔

جہاں تھا خندہ شادی وہاں ہے نوحہ و ماتم - جو تاج خسروی تھا آج ہے کھنڈل ساسانی  
(مرثیہ گنگوہی ص ۱۷)

یہ تو مٹی عالم اجسام میں مولوی رشید کے عام ماتم کی بات کوئی عالم ادراک کی بات نہ تھی۔ اب دیکھئے رشید رافضی لوگ آگ پر ماتم کرنے ہیں تو دیوبندی بھی اس رافضیت میں پیچھے نہیں۔ ثبوت ان کے گھر سے لیجئے اور بڑے سے بڑے کا لیجئے۔ مولوی محمود الحسن صاحب کانگریسی کٹہ پتلی حسین احمد کے گروہی تو ہیں بلکہ گرو گھنٹال۔ وہ کہتے ہیں۔۔

لوٹے آگ پر تھے حضرت یعقوب رفیع - خون آنکھوں سے بہاتے تھے رشید عالم  
(مرثیہ گنگوہی ص ۱۷)

چلتے جناب مولوی رشید صاحب کے غم میں نڈھال مولوی محمد یعقوب نانوتوی اور مولوی رفیع دیوبندی آگ پر لوٹتے رہے یہ ان کا اپنا معاملہ ہے خاص ذاتی معاملہ ہے ان کا اپنا اندرونی معاملہ ہے آگ پر لیٹ کر آگے کی تیاری کریں مگر اپنی بلاد و مروجوں کے سر ڈالنے کا بے ذہن گامگیر کیوں اختیار کر رکھا ہے یہ کیا پالیسی ہے؟ ابھی ہم اوپر کے حوالہ میں بیان کر چکے ہیں اجسام کا ماتم مناسبت کر چکے ہیں مگر دیوبندی تو غم رشید میں اپنی جان کے دشمن ہو گئے خود بدولت فرماتے ہیں۔۔

غیر بھی ہے کہ جس جان جہاں نے ہم سے منڈا - کوئی بے دہم اپنے برہمن دشمن جانی؟  
(مرثیہ گنگوہی ص ۱۷)

اب پتہ چلا کہ دیوبندی ماتم کرتے کرتے اپنی جان کے دشمن کیوں ہو گئے تھے اور خود کشی پر کیوں تیار تھے اصل میں جان جہاں نے ان سے منہ موڑ دیا تھا۔

اب چلتے چلتے یہ بھی دیکھ لیں گنگوہی جی کا موت کا غم تھا کیسا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی طرح کوئی چھوٹا موت کا غم تھا جس پر علامہ ابوالحسن اس قدس سرہ جیسے عشاق و خدام اہلبیت عم کریں یا کوئی بھاری بھر کم غم تھا۔ تو جناب ان کے مذہب میں اپنے مولوی رشید و کا غم ہی بھاری بھر کم اور سارے غموں کا آئینہ ہے کہتے ہیں۔

ہزاروں غم ہیں دنیا میں بتائیں نام کس کس کا - غم مرشد ہے پر رشید غم کا ہے یہ وجہانی  
(مرثیہ گنگوہی ص ۱۷)

ان کے نزدیک سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے غم کی کیا حیثیت ہے۔ غم مرشد گنگوہی جو غموں کا مرشد ٹھہرا یہ ہمارا الزام نہیں بقلم خود بیان ہے۔ آئیے اس مفہوم کو اور نکھار کر پیش کرتے ہیں یہ تو آپ دیکھ ہی چکے سب غموں کا مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا غم تھا اور ہے اور رہے گا مگر یہ بھی تو دیکھ سب کی الفت و محبت سب سے زیادہ ان کے دل میں کس کی ہے تو الفت و محبت پر بھی شامی کے میدان میں لڑنے والے ان مجاہدین کا دلیرانہ فیصلہ سن لیجئے۔ فرماتے ہیں۔۔

سب کی الفت پہ مٹی اس کی ہی محبت غالب

سب غموں پر جو عقامت از یہی تھا وہ غم غم  
(مرثیہ ص ۱۷)

مالانکہ حدیث شریف میں ہے لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والنساء اجمعین تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اُسے اس کے مال باپ اولاد اور سب آدمیوں و استادوں پیروں سے زیادہ پیارا نہ ہوں حتی علیہ وسلم،

یہی کچھ آیت کریمہ قل ان حکمت اب آؤکم و احب اؤکم و احبناکم میں ہے۔ لیکن ان لوگوں پر الفت و محبت رشید گنگوہی کی غالب ہے اور یہ سب مغلوب ہیں۔



## دیوبندیوں کی مجلس شام غریباں

مصنف سیف حقانی نے حقانیت کا منہ  
چڑاتے ہوئے سنیوں کو مجلس شام غریباں بیان

کرنے کے لئے ریڈیو اور ٹیلیوژن والوں سے سفارش کی ہے مگر ہم بتاتے ہیں کہ مجلس  
شام غریباں تو دیوبندیوں کا شمار ہے۔ اپنے شیخ الہند محمد الحسن کی آواز میں سینے سے

نہو صبح وطن کو بیکر ہر شام غریباں سے  
فراق دربا میں گھر ہے رشک کچھ زہدانی (در شمس)

شام غریباں کے بعد جس طرح شیعہ سینہ پر ہاتھ مارتے ہیں اسی طرح ان کا ہاتھ  
بھی سینہ پر دیکھئے مگر گنگوہی جی کے غم میں ہے

خبر ہے جان کو دل کی نہ دل کو جان کی پروا  
فقط سینہ پہ ہے ہاتھ اور زانوں پر ہے پیشانی

دیوبندہ کی رفض تو ازباں | رفض سے رابطہ کی بحث پس ہی نکلی ہے تو ہم بھی ذرا تفصیل  
سے اس موضوع پر دیوبندہ کے اکابر کی معتبر شہادتیں پیش کرتے  
ہیں جس سے احباب اہل سنت تو کیا خود فرقہ دیوبندہ کے اندر سے متقلدوں کی آنکھیں کھل  
جائیں گی۔

دیوبندیوں کی لڑکی شیعوں کے نکاح میں | دیوبندی حکیم الامت جناب اشرفعلی  
صاحب کے پاس ایک استفتاء آیا۔

سوال و جواب دونوں ملاحظہ فرمائیں :

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندو سنی دیوبندی والی (المذہب  
عورت بالغہ کا نکاح زید شیعہ مذہب کے ساتھ برفضائے شرعی باب کی تولیت  
میں ہو گیا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ سنی و شیعہ کا تفرق مذہب نکاح جیسا کہ  
ہندوستان میں شائع ہے عند الشرح صحیح ہوتا ہے یا نہیں ؟

جواب : نکاح منع ہو گیا لہذا سب اولاد ثابت النسب ہے اور محبت حلال ہے  
(امداد الفتاویٰ جلد ۲ ص ۲۴۰ از مولیٰ اشرفعلی صاحب)

## ذبیحہ رافضی حلال

ایک سائل نے شیعوں رافضیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہونے  
سے متعلق فتویٰ طلب کیا۔ سوال و جواب دونوں ملاحظہ ہوں :

سوال : ذبیحہ رافضی کے ہاتھ کا مائتہ ہے یا نہیں ؟

اجواب : شیعہ کے ذبیحہ میں علماء اہل سنت کا اختلاف ہے رائج اور صحیح یہ ہے  
کہ حلال ہے۔ (امداد الفتاویٰ جلد دوم ص ۱۸۱)

یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تقاضوی صاحب کے نزدیک رافضی شیعہ ہیں  
اہل تعزیر کی نصرت

• شیعہ اور ہندوؤں کی دوائی اسلام اور کفر کی دوائی ہے شیعہ صاحبان کی شکست  
اسلام اور مسلمان کی شکست ہے۔ اس لئے اہل تعزیر کی نصرت کرنی چاہیئے۔  
(امداد الفتاویٰ جلد ۲ ص ۱۸۱)

صحابہ کرام کو ملعون و مردود کہنے  
اور صحابہ کی تکفیر کرنے والا اہل سنت

صحابہ پر طعن و مردود و ملعون کہنے والا ..... اور جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی  
تکفیر کرے وہ ملعون ہے ..... اور وہ اپنے کبیرہ کے سبب سنت جماعت  
سے خارج نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۴)

رافضی کی نماز جنازہ

”حضرت (مولوی قاسم نانوتوی) نے اُن (رافضیوں) کے اصرار پر منظور فرمایا  
اور جنازہ پر پہنچ گئے..... نماز (جنازہ پڑھانے) کے لئے کہا گیا تو آگے بڑھے  
اور شیعہ کی نماز (جنازہ) شروع کر دی“ (سوانح قاسمی جلد ۲ ص ۱۸۱)

اس ضمن میں ایک نام نہاد کرامت گردی گئی ہے جو بجائے خود اہل دیوبند کے نزدیک خدائی  
طاقت کے مترادف ہے۔

○ ..... ”مشہور شیعہ عالم اور وکیل منظر علی اظہر اشتغال فرما گئے..... نماز جنازہ  
دیال سنگھ کا لچ گراؤند میں ۲ نومبر ۱۹۸۸ء بروز اتوار ادا کی گئی نماز جنازہ صبح



دس سچے حضرت مولانا عبید اللہ انور (عاشقین مولوی احمد علی صاحب) نے پڑھائی  
(غلام الدین لاہور ۸ نومبر ۱۹۸۷ء)

”شیعہ لیڈر مظفر علی شمس کی نماز جنازہ کے فرائض ملک مہدی حسن علوی (شیعہ) نے  
ادا کئے نماز جنازہ میں مولانا عبد القادر آزاد دیوبندی، مولانا تاج محمود دیوبندی  
مولانا قسیم القاسمی (دیوبندی)، ڈاکٹر مناظر دیوبندی، میاں فہیل محمد (امریچا اسلامی)  
چوہدری غلام جیلانی (جماعت اسلامی) کے علاوہ ہزاروں مداحوں نے شرکت کی؟  
روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱

### شیعہ کی رسم قتل میں

”ادارہ تحفظ حقوق شیعہ کے سیکرٹری مظفر علی شمس کی رسم قتل ان کی اقامت گاہ پر  
ادا کی گئی۔ مولانا گوثر نیازی (دبیل پل پارٹی)، مولانا عبدالقادر آزاد، مولانا ضیاء القاسمی  
دیوبندی سیکرٹری دیوبندی تنظیم اہل سنت اور سینکڑوں سیاسی سماجی کارکنوں نے  
شرکت کی؟“  
(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۲)

### مقلی نقصان

”مولانا مفتی محمود (استاذ مصنف سیف حقانی)، مولانا عبید اللہ انور نے ممتاز شیعہ  
رہنما مظفر علی شمس کی وفات کو ایک مقلی نقصان قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی  
وفات سے ملک ایک معتدل سرگرم اور درہند رہنما سے محروم ہو گیا ہے؟  
(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱)

### گہرا رنج و غم اور قرارداد

لاہور ۲۰ جون مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ایک ہنگامی اجلاس میں مولانا  
عبدالرحیم اشرف، مولانا تاج محمود دیوبندی، مولانا محمد صدیق (دیوبندی) نے  
شرکت کی۔ ایک قرارداد کے ذریعہ شیعہ رہنما و مناظر، مولانا محمد اسماعیل کی موت پر  
گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور (شیعہ) مولانا اسماعیل فاضل دیوبند کو خراج  
عقیدت پیش کیا مخلصاً  
(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱)

اب ہم مصنف سیف حقانی سے صرف (تناقض کریں گے)۔  
دوسروں کے عیب بیشک ڈھونڈتا ہے رات دن  
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

امید ہے بقلم خود علامہ قریشی کے دماغ سے وہ غلط فہمی دور ہوگئی ہوگی جو ایک عرصہ  
سے دماغ میں بسی ہوئی تھی کہ بریلوی رافضی ہیں یا رافضی نواز ہیں تعجب ہے ”علامہ قریشی  
صاحب رافضی بنے تو بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم صاحب نافو تو ہی کا خاندان تعزیر پڑائیں  
اور اجازت دیں تو مولوی یعقوب و مولوی اشرف علی صاحب ماقم و نوحہ اور شام غریباں  
کریں تو مولوی محمود الحسن صاحب رافضیوں کی نماز جنازہ پڑھیں تو آپ کے اکابر رافضیوں  
کے ہاتھ کا ذبح قرار دیں تو آپ کے اکابر رافضیوں سے اپنی روکیوں کے نکل جانے قرار  
دیں تو آپ کے اکابر، صحابہ کرام کو ملعون و مردود کہنے اور ان کی تکبیر کرنے والے کو سنت  
جماعت قرار دیں تو آپ کے مولوی گنگوہی رافضیوں کی موت کو مقلی نقصان قرار دیں تو  
آپ کے استاذ مفتی محمود رافضیوں کے مسنہ پر گہرا رنج و غم ہو تو آپ کے اکابر کو ان کی  
رسم قتل میں شرکت کریں تو آپ کے علماء ————— لیکن انھیں بندھنے کے الزامات لگاتے  
جاسے ہیں اہل سنت و جماعت پر اور فرض نوازیوں کا اقرار علماء اہل سنت پر کیا جا  
رہا ہے۔ یہ کہاں کی دیانت اور کیسا انصاف ہے۔

مصنف سیف حقانی نے ص ۱ پر باب  
دیوبندی دین کا قرطاس ابیض

کے تحت جو الزامات لگاتے تھے اور اہل سنت سے جو عقائد منسوب کئے تھے الحمد للہ  
ہم ان کے جواب سے فارغ ہوئے۔ اب مصنف کی ضیافت طبع کے لئے ”دیوبندی  
دین کا قرطاس ابیض“ پیش کرتے ہیں۔

انہی کی مقل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی  
انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

مولوی اسماعیل دہلوی | برصغیر ہند و پاک میں وہابیت کے بانی ہیں شیخ نجفی ابن عبد الوہاب



کی کتاب التوحید کے مترجم اور اس کی تعلیمات کے پہلے مبلغ و ناشر اور مراد مستقیم۔  
تقویت الایمان۔ ایضاح الحق۔ یکروزہ جیسی گستاخانہ کتب کے مصنف ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر  
مکر کا دھبہ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

○ "اللہ کے مکر سے ڈرنا چاہیے" (تقویت الایمان ص ۵۵)

○ "غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ  
صاحب ہی کی شان ہے" (تقویت الایمان ص ۲۴)

○ گویا اللہ تعالیٰ کا علم قدیم و لازم نہیں جب چاہے دریافت کرے چاہے تو بے علم ہے۔

○ "اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے اور ہر انسانی نقص و عیب اس کے لئے ممکن  
ہے" (یک روزہ مشا مخلصا)

○ "اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان سے پاک ماننا بھی بدعت ہے" (ایضاح الحق ص ۵۵)

○ "رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیال اپنے بیل اور گدھے کے  
خیال میں مستغرق ہونے سے بدرجہا بدتر ہے"  
(مراد مستقیم فارسی ص ۱۵۵ اردو ص ۲۱)

○ "ہر مخلوق درخواہ نبی ولی صحابہ ہوں) بڑا ہوا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چھار  
سے بھی زیادہ ذلیل ہے" (تقویت الایمان ص ۵۱)

○ "مقبولان حق کے معجزہ و کرامت جیسے بہت افعال بلکہ ان سے زیادہ قوی و  
اکمل کا وقوع عس و جادو والوں سے ممکن ہے؟ (منصب امامت ص ۱۱)

○ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ....  
مارے دمہشت کے بے حواس ہو گئے" (تقویت الایمان ص ۲۶)

○ "انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ دینی وہ بڑا بھائی ہے اس کی  
بڑے بھائی کی سی تعلیم کیجئے" (تقویت الایمان ص ۲۶)

○ "بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان ....  
لوگوں کو پکارنا .... محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص (غدا) کا مرتبہ ایسے ہلکے

لوگوں کو ثابت کیجئے" (تقویت الایمان ص ۲۹ ص ۲۴)

○ کیا دیوبندی وہابی مذہب کے سوا اللہ کو شخص اور انبیاء اولیاء کو بے خبر نادان۔ بے حواس ہلکے  
کہنے کا کوئی مسلمان تصور کر سکتا ہے؟

○ "اس شہنشاہ کی توجہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی  
اور ولی اور جن اور فرشتہ جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر دالے"  
(تقویت الایمان ص ۲۶)

○ مرزا یوں نے ایک کو کھڑا کیا۔ وہابیوں کے ہاں کروڑوں کا امکان ہے۔

○ "جس کا نام محمد یا علی سے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" (تقویت الایمان ص ۱۴)

○ "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا؟" (تقویت الایمان ص ۱۴)

○ "جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا  
مردار (بے اختیار) ہے۔"  
(تقویت الایمان ص ۱۴)

○ "کسی بزرگ (دینی ولی) کی شان میں زبان نبیصال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو  
وہی کرو۔ اس میں بھی کمی ہی کرو؟"  
(تقویت الایمان ص ۱۴)

○ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھتے ہوئے آپ کی طرف سے لکھا کہ

○ "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" (تقویت الایمان ص ۱۴)

○ دیوبندی وہابی مذہب کے علاوہ کوئی مسلمان آپ پر جھوٹا بہتان باندھنے اور آپ کو مردہ مٹی  
میں ملنے والا کہنے کی جرات کر سکتا ہے؟

○ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی انہوں نے لکھا ہے کہ

○ "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بانی معنی ہے کہ آپ  
کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم  
پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں (تحدیر الناس ص ۱۴)

○ اس عبارت میں معنی ختم نبوت میں تحریف اور خاتم معنی آخر نبی و اس کی فضیلت کا انکار کرنے



کے بعد منکرین ختم نبوت کی مزید حوصلہ افزائی کے لئے لکھا ہے:

○ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی منعم بھی کوئی نئی پیدا ہو تو بھی خاتیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

مسئلہ ختم نبوت پر اہل تصوف کرنے کے بعد ایک اور گل کھلایا ہے کہ

○ ”انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں مساوات بقائے ہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

دیوبندی مذہب کے سوا امتی کے نبی سے مساوی ہونے اور بڑھنے کا تصور اور کہاں مل سکتا ہے؟

مولوی رشید احمد گنگوہی | دیوبندی وہابی مکتب فکر کے بانی اسلام ثانی ہیں۔ انہوں نے تقویۃ الایمان جیسی رسوائے زمانہ گستاخانہ و شدید دلائل و کتاب کے متعلق لکھا ہے کہ

○ ”کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔۔۔۔۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔“  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۱)

یعنی جس نے اس گستاخانہ کتاب کے رکھنے پڑھنے عمل کرنے سے کوتاہی کی وہ عین اسلام سے محروم رہا (استغفر اللہ) ان کے نزدیک ”تقویۃ الایمان“ کی گستاخوں کے باعث

○ جو اس کو کفر اور مولوی اسماعیل کو کافر کہے وہ خود کافر اور شیطان ملعون ہے  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۲-۲۵۱)

○ اگر جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے۔۔۔۔۔ وہ اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۲)

○ تقویۃ الایمان کے زیر اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افرار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”مجھ کو بھائی کہو“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۱)

○ ان کے نزدیک ہندو تہوار ہولی یا دیوالی کی کھینٹیں پوری کھانا درست ہے۔  
”ہندو کے سودی روپیہ کے پیادے پانی پینے میں مصافقہ نہیں“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

○ لیکن ”محرم میں ذکر شہادت حسنین کرنا اگرچہ روایات صحیحہ برویا سبیل لگانا۔ شریعت پلانا

یا چندہ سبیل اور شریعت میں مینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور حرام ہیں۔  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

○ ”شہیدان کربلا کا شریعہ جلا دینا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)  
لیکن خود ان کا شریعہ ”دیوبندی شیخ“ الہند محمود الحسن دیوبندی نے شائع کیا۔

○ ”تبدول کسی کو کھانا درست نہیں ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

لیکن ”مرثیہ“ میں انہیں قبلہ حاجات روحانی و جسمانی لکھا ہے۔

○ ”بچوں کی ساگرہ اور اس کی خوشی میں کھانا کھانا جائز ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

○ لیکن ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل میلہ و بہر حال ناجائز ہے۔۔۔۔۔ اگرچہ روایات صحیحہ پڑھی جاویں۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

○ ”نازع معروفہ و کرا“ کھانے والے کو خواب ہوگا۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

لیکن ”غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں کھانا“ حرام“ ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

○ ”مولوی اسماعیل قطبی جنتی ہیں۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

لیکن ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے کہ۔۔۔۔۔ کیا کیا جاوے گا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

○ ”لفظ رحمتہ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے۔۔۔۔۔ اگر کسی دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل ہل دیوے تو جائز ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

مولوی اشرف علی تھانوی | دیوبندی وہابی مکتب فکر کے مجدد و حکیم الامت ہیں۔ انہوں نے بانی دیوبندیت مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی ختم نبوت میں تحریف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے رسالہ ”الامداد“ ماہ صفر ۱۳۲۶ھ پر اپنے ایک مریض کی طرف سے بدیں الفاظ اپنا کلمہ و درود شائع کیا:

○ لا ایلہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللہم صل علی سیدنا ونبیننا و مولانا اشرف علی اور حالت خواب و بیداری میں اس کلمہ و درود پڑھنے والے مریض کو تسلی دی کہ ”جن کی طرف تم رجوع کرتے ہو۔ وہ متبع سنت ہے“

یہ اصل رسالہ مکتبہ فریدی سے چار روپے میں دستیاب ہے۔



کیا یہ مرزائیت سے اندرونی اتحاد نہیں ہے؟ ایک طرف تو عثمانی صاحب نے اپنے آپ کو اتنا بڑھایا کہ اپنا کلمہ درود تک پڑھوایا۔ اور دوسری طرف نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی یہاں تک تنقیض و گستاخی کی کہ

○ "بعض علوم غیبیہ میں ..... حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ..... ایسا علم غیب تو نرید و عمر بلکہ ہر مہی و مجنون (بچہ و پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم و پر پائوں اُن کے لئے بھی حاصل ہے" (حفظ الامان ص ۵۸)

مولوی غلیل احمد انیسٹھوی  
براہین قاطعہ اور المہند جیسی مشہور دیوبندی کتب کے مصنف ہیں۔ ان کتب پر مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی اشرف علی تھانوی جیسے اکابر دیوبند نے تصدیقات کی ہیں پھر براہین قاطعہ تو مولوی گنگوہی ہی ہی کے حکم پر لکھی گئی تھی اس میں فخر المحدثین شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ پر افتراء کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

○ حضور نے فرمایا (معاذ اللہ) "مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں" مالاکنہ شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ نے اس نظریہ کی تردید فرمائی ہے۔ نیز شیطان اور ملک الموت کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیع تر قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:  
"شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوتی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے" (براہین قاطعہ ص ۵۸)

○ ایک صانع دیوبندی وہابی، فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان (اردو) آگئی سہماں اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ دیوبند کا معلوم ہوا۔  
(براہین قاطعہ ص ۵۸ معنی مولوی غلیل احمد انیسٹھوی و مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

دیوبندی فقہ کے نادر نمونے

○ روپیہ منی آرڈر سے بیچنا درست نہیں خواہ اس میں کچھ پیسہ دے دیے جائیں یا نہ

لے یہ کتاب مکتبہ فریدیہ ہے طلب فرمائیں۔

دے دیے جائیں۔

○ "منی آرڈر درست نہیں جیسا ہینڈی درست نہیں دونوں میں معاملہ سوکا ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۸)

○ "منی آرڈر اور ہینڈی میں کچھ فرق نہیں دونوں کا ایک حکم ہے منی آرڈر کرنا سود میں داخل ہے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۸)

○ "بنک میں روپیہ داخل کرنا درست ہے خواہ سود لے یا نہ لے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۸)

○ "اس زمانہ کی وکالت اور محتانہ حلال نہیں حرام ہے، اُن کا کھانا بھی اچھا نہیں؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۸)

○ "پکھری میں جھوٹ بونا۔ اخیار حق کے واسطے کذب و جھوٹ بونا درست ہے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۸)

○ "مسلمانوں کے میلوں (عرسوں) جیسے اجیر پیران کلیر وغیرہ میں واسطے سوداگری یا خریداری کے جانا درست نہیں حرام ہے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۸ و ۱۵۹)

○ "عیدین میں (عید الفطر و عید الاضحیٰ) کو مسافقہ کرنا گنہ گنا بدعت ہے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۸)

○ "بروز عظم قرآن شریف مسجد میں روشنی کرنا بدعت و نادرست ہے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۸)

○ "شادی اور عقد کی رونق نہ اس گھر میں کھانا جائز جہاں رسوم ہندی ہوں نہ دوسرے گھر میں لینا جائز؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۸ و ۱۵۹)

○ "جس جگہ زناغ معروف و مشہور ویسی کالا کوا، کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو مہربان کہتے ہوں تو ایسی جگہ کو کھانے والے کو قراب ہوگا؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۸)

○ "ترکی ٹوپی اصل شعار نیچریوں کا ہے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۸)

○ "دفع ظلم کے واسطے رشوت دینا درست ہے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۸)



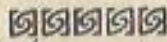
○ "محرم میں ذکر شہادت حسین علیہا السلام کرنا اگرچہ روایات صحیحہ ہو یا سبیل گناہ شریعت  
چلانا یا چندہ سبیل اور شریعت میں دینا یا دودھ پلانا سب نام درست اور تشبیہ و تلافی  
کی وجہ سے حرام ہیں؟"

○ "پیر کا استوا کی برسی کرنا خلاف سنت و بدعت ہے؟"  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۸۱)

ہم نے اس عنوان کے تحت مذہبی اختلافی مسائل کو نہیں اٹھایا بلکہ ایسے مسائل کو نقل  
کیا جو دوزخ و زندگی میں سلسلے آتے ہیں بتایا جائے کہ دیوبندی اپنے بانی اسلام مولوی  
رشید گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ پر کیونکر عمل کرتے ہیں؟ بتایا جائے کہ اس وقت  
کون سا دیوبندی ان چیزوں کو قصد نہیں اپناتا؟  
کاش کہ مصنف سیف حقانی نے مولوی مذہب کا قرطاس ابیض شائع کرنے  
سے پہلے دیوبندی دھرم کا قرطاس ابیض ایک نظر دیکھا ہوتا۔



## باب چہارم تکفیر



دیوبندی وہابی عموماً علماء اہل سنت پر تکفیر مسلم کا الزام لگاتے ہیں اور تکفیر  
کے الزام کو اچھے خاصے پروپیگنڈا کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ اجماع یہ مسلمانوں کو  
کافر کہتے ہیں۔ بریلوی بلاوجہ کافر کہتے ہیں۔ یہی کچھ مصنف سیف حقانی نے ص ۱۴  
پر بعنوان "تکفیر مسلم کا مشغلہ" کہا ہے۔ حالانکہ علماء اہل سنت میں سے کسی نے  
بھی کسی کو بلاوجہ کافر نہیں کہا نہ کسی مسلمان کو کافر کہا۔ امام اہل سنت محمد و دین  
و ملت مولانا شاہ احمد رضا صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ اس الزام  
کا ظلم پاک کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ناچار عوام المسلمین کو بھڑکاتے اور دن  
دباڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علماء اہل سنت کے فتوے  
تکفیر کا کیا اعتبار یہ لوگ تو ذرا اسی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں۔ ان کی مشین میں  
ہمیشہ کفری کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسماعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا۔ مولوی  
اسحق صاحب کو کہہ دیا۔ مولوی عبدالحمید صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جن کی حمیہ اور  
بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو  
کہہ دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ مولانا  
شاہ فضل الرحمن صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جو پورے ہی حد حیار سے اوپٹے گزر گئے  
وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ عیاذ باللہ حضرت شیخ محمد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ  
کو کہہ دیا۔ جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام سے دیا کہ انہوں



نے اسے کاندھ پہ دیا۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض بزرگواروں نے مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الدہ آبادی مرحوم و مغفور سے جا کر جہڑ دی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبرؒ الدین ابن عربیؒ قدس سرہ کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ عطا فرمائے۔ انہوں نے آیہ کریمہ **إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا** پر عمل فرمایا خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ انجاء البری عن دسواں المفتری لکھ کر ارسال ہوا اور مولانا نے مفتری کذاب پر لا حول شریف کا تحفہ بھیجا۔ غرض ہمیشہ (دیوبندی و حقانی) ایسے ہی افتراء اٹھایا کرتے ہیں۔

### تہدید ایمان ۲۸۰-۲۸۱: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ

ثابت ہوا امام اہل سنت و علماء اہل سنت پر تکفیر مسلم کا الزام سراسر غلط و من گھڑت ہے۔ اہل سنت کسی کو بوجہ کافر نہیں کہتے اور مسلمان کو کافر نہیں کہتے تکفیر مسلم کے ناپاک الزام سے ہمارا دامن پاک ہے ہاں البتہ علماء اہلسنت نے ایسے لوگوں کو یقیناً کافر قرار دیا جنہوں نے

۱۔ اللہ عزوجل (سبح و قدوس) پر امکان کذب و وقوع کذب کا افتراء کیا۔ (نوٹ: گسنگری)

۲۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کو عوام کا خیال بتا کر بالکل غلط اور حسدید معنی پہنائے اور قادیانی و جال اور دیگر مرتدوں کے لیے نبوت کا دروازہ کھولنے کی ناپاک کوشش کی (تخذیر الناس)

۳۔ نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف کو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے علم غیب سے تشبیہ دی۔ (حفظ الایمان)

۴۔ شیطان مردود کے وسعت علم محیط ارض کو نص سے ثابت مانا اور سرکار

رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم محیط ارض کو غلات نفوس اور شرک قرار دیا (برائین قاطعہ)

ایسے عقائد باطلہ کے حامل افراد بلاشبہ کافر و مرتد ہیں دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہیں۔ یہ عقائد کس کے ہیں؟ یہ معلوم کرنا کوئی ایٹمی راز نہیں فتوے لنگوی کا فوٹو موجود ہے۔ تخذیر الناس مصنف مولوی قاسم نانوتوی حفظہ الایمان مولوی اشرف علی تھانوی۔ برائین قاطعہ مصنف مولوی غلیل اشقیوی۔ مصدقہ مولوی رشید لنگوی چھی ہوئی موجود ہیں۔ آج بھی مل جاتی ہیں۔ ان کتابوں کی ناپاک عبارتوں پر صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے تنبیہ فتوے نہ دیا بلکہ حسام الحرمین شریف موجود ہے۔ عرب و عجم کے جلیل القدر کبار و مشاہیر علماء و فقہاء کی تصدیقات موجود ہیں۔ الصوارم الالہیہ موجود ہے برصغیر ہند کے مشاہیر کرام کی تصدیقات موجود ہیں مگر تعجب ہے کہ دیوبندی تکفیر کو تو برا سمجھتے ہیں تو بہن کو برا نہیں سمجھتے۔ اگر کوئی توہین و تہقیر نہ کرتا تو کوئی بھی تکفیر نہ کرتا۔ اگر مصنف سیف حقانی تکفیر کو بلاوجہ سمجھتا ہے تو وہ اپنے کسی بھئی دیوبندی مکتبہ سے تخذیر الناس۔ برائین قاطعہ۔ حفظ الایمان لے کر ہمارے پاس آجائے۔ ہم اس کو مذکورہ بالا عبارتیں نکال کر دکھا دیں گے۔

قارئین کرام یہ جان کر حیران ہوں گے کہ مصنف سیف حقانی نے صراحتاً پر تکفیر مسلم

### تکفیر مسلم کے حوالہ جات

کے تحت جو حوالہ جات نقل کیے ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مصنف کو نہ صرف علماء دیوبند کی ہی تکفیر بری تھی ہے بلکہ دیوبندیوں کے ساتھ قادیانیوں و مایوں، نیچریوں، چکروالیوں، رافضیوں کی تکفیر کا بھی سخت صدمہ اور ملال ہے۔ لہذا اس نے صراحتاً پر بعنوان تکفیر مسلم کا مشغلہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ کی تصانیف جلید سے سات اور کتاب تجانب اہل سنت سے چار حوالہ جات نقل کیے۔ سیف حقانی سے



ہماری معلومات میں اضافہ ہوا اور اب پتہ چلا کہ دیوبندی قادیانیوں، وہابیوں، چکڑالویوں، پنجریوں، کو بھی مسلمان سمجھتے ہیں۔ اس لیے تو تکفیر مسلم کے ذیل میں ان کو شامل کیا۔

آئیے پہلے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عبارات و حوالہ جات پر بات کرتے ہیں اور پھر تہذیب اہل سنت کے مندرجات کا جائزہ لیں گے۔ مصنف سیف حقانی نے اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی قدس سرہ کی کتب سے جو عبارات نقل کی ہیں وہ دو قسم کی ہیں پہلی عبارات وہ ہیں جن میں بدعتیہ فرقوں پر احکام شریعت لگائے گئے ہیں۔ دوسری عبارات وہ ہیں جن میں نام بنام شرعی احکام بیان ہوئے ہیں۔

پہلی قسم کی عبارات

ایسے ہی وہابی، قادیانی، پنجری، چکڑالوی، یہ جملہ مرتدین (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ

دوم ص ۱)

۱۔ آج کے وہابی، رافضی، چکڑالوی، پنجری، قادیانی، جھوٹے صوفی کشریت پر بستے ہیں۔ سب سے بدتر مرتدین۔ (احکام شریعت اول ص ۱)

۲۔ رافضی، تہرائی، وہابی، دیوبندی، غیر مقلد قادیانی، چکڑالوی، پنجری ان سب کے ذبیحہ محض نجس و مردار و حسد ام قطعی ..... یہ سب مرتدین ہیں۔ (احکام شریعت اول ص ۱)

۳۔ احکام دنیا میں سے بدتر مرتد ہے اور مرتدوں میں سب سے خبیث تر مرتد منافق رافضی، وہابی، قادیانی، پنجری، چکڑالوی ..... (احکام شریعت اول ص ۱ و حصہ دوم ص ۱۲۲)

ثابت ہوا کہ مصنف سیف حقانی کے نزدیک نہ صرف دیوبندیوں کی تکفیر غلط ہے بلکہ قادیانیوں، چکڑالویوں، تہرائی، رافضیوں، وہابیوں، پنجریوں کی تکفیر بھی غلط ہے۔ اور یہ سب مصنف سیف حقانی کے نزدیک صحیح العقیدہ مسلمان

صاحب ایمان ہیں۔ مصنف نے اس ضمن میں کوئی وضاحت نہیں کی جس سے یہ معلوم ہوتا کہ اس کے نزدیک صرف دیوبندیوں کی تکفیر غلط ہے باقی فرقوں کی صحیح ہے۔ نہیں بلکہ مصنف ان تمام فرقوں کو مسلم کے ذیل میں دیا ہے۔ یہی مختصر ملاحظہ ہے۔ بات سے بات لنگتی چلی جا رہی ہے اور کتاب بہت طویل ہوتی جا رہی ہے اس لیے ہم بہت اختصار سے ہر فرقہ کے متعلق ان کے شرعی شہادتیں پیش کریں گے۔ اور ہر فرقہ کے متعلق عمار دیوبند کے ایک ایک حوالہ پر قناعت کریں گے۔ تفصیل میں نہیں جائیں گے ورنہ اس سے بھی زیادہ نقل کیے جاسکتے ہیں۔ پہلے قادیانیوں کو لیجئے۔

مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی

نظم تعلیمات مدرسہ دیوبند

چاندپوری کہتے ہیں جیسے علماء اسلام نے جب مرزا (قادیانی) صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب (قادیانی) اور مرزائیوں (قادیانیوں) کو کافر مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ تو وہ خود مرتد ہو جائیں۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ (اشد العذاب ص ۱)

مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہوا۔

۱۔ قادیانی کافر و مرتد ہیں۔

۲۔ جو ان کو کافر اور مرتد نہ سمجھے وہ خود کافر و مرتد ہے۔

۳۔ یہ کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا قادیانیوں پر فتوے صحیح ہے۔

۴۔ مصنف سیف حقانی قادیانیوں سے متعلق اعلیٰ حضرت کے حکم تکفیر کو صحیح

نہ مان کر وہ خود بھی مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری کے فتوے سے کافر

و مرتد ہوا۔ کیونکہ اس نے اعلیٰ حضرت کے فتوے نقل کرتے وقت یہ

وضاحت نہیں کی کہ قادیانیوں کے متعلق اعلیٰ حضرت کا فتوے صحیح ہے صرف



دیوبندیوں کے متعلق غلط ہے اگر وہ اب ایسا کرے گا تو جو لمبی فہرست مرتبین کی اس نے دی تھی اس میں سے ایک فرقہ کم ہوا، ہائی رتبے والی، نیچری، چھوٹی اور رافضی وغیرہ۔ تو آئیے اس کا بھی فیصلہ کریں اور دوسرے فہرست پر دایوں کے متعلق اکابر دیوبند شہادت پیش کریں۔

صدر مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد صاحب مدنی جسکو مصنف نے ص ۵ پر آدمی درجن القابات سے بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے۔ وہ دایوں کے متعلق لکھتے ہیں: "شان نبوت اور حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو متشائل ذات سرور کائنات خیال دیتے ہیں..... ان کے بڑوں (اکابر وہابیہ) کا عقوہ ہے: معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاقد کی واقعی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔" (الشہاب الثاقب ص ۴۷) اس جگہ مولوی حسین احمد صدر دیوبند نے تسلیم کیا ہے کہ وہابیہ شان نبوت و حضرت رسالت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اکابرین وہابیہ کا قول نقل کفر کفر نباشد کہہ کر نقل کیا ہے۔ ثابت ہوا صدر مدرسہ دیوبند کے نزدیک بھی وہابیہ کافر ہیں اور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخی کے الفاظ استعمال کرنے والے ہیں گستاخی کرنے والوں پر فتوے بھی صدر مدرسہ دیوبند ہی کا ملاحظہ ہو۔ "جو الفاظ موجب تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں۔ اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔" (الشہاب الثاقب ص ۴۷)۔

ان الفاظ میں ایہام گستاخی دے دینی کا ہوتا تھا ان کو بھی باعث ایذاء جناب رسالت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلمات نعر کے کہنے والے کو منع کرنا شدید چاہیے۔ اگر مقدور ہو اگر اذن آوے تو

قتل کرتا چاہیے کہ موزی گستاخ شان جناب کبریا تقاضے شانہ اور اسکے رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔" (الشہاب الثاقب ص ۴۷)

مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہوا وہابی نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور وہ مولوی حسین احمد مدنی کے نزدیک بھی کافر اور واجب القتل ہیں اور یہ بات مصنف سیف حقانی کے پیر دادا سے ثابت ہو گئی۔ ثابت ہوا اعلیٰ حضرت کا فتوے غلط نہیں اور اکابر دیوبند بھی دایوں کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تحریر فرمایا۔ قادیانیوں اور دایوں کا فیصلہ ہو جانے کے بعد آئیے اب نیچریوں پر اکابر دیوبند کا فتوے ملاحظہ کیجئے۔

جناب مولوی اشرف علی صاحب دیوبند دی حکم الامت

مفتاویٰ لکھتے ہیں: "ہندوستان میں

نیچریت کا بیج سرسید احمد خاں کا بویا ہوا ہے۔  
الافاضات ایومیہ جلد ششم ص ۹۵ زیر ملاحظہ ص ۱۳۶

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سرسید کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیل۔ یہ نیچریت کا زہینہ ہے اور جڑ ہے۔ اتحاد اور بے دینی کی اس سے پھر شاخیں چلی ہیں یہ قادیانی اس نیچریت کا اول شکار ہوا۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ یعنی استاد سرسید احمد خاں سے بھی بازی سے گیا کہ نبوت کا مدعی بن بیٹھا

الافاضات ایومیہ جلد ۱ ص ۱۱۱

مفتاویٰ صاحب نے بھی صاف صاف بتا دیا کہ نیچریت اتحاد اور بے دینی ہے اور قادیانی نیچریوں سے نکلے ہیں۔ بتائیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے نیچریت کے متعلق کیا غلط فتوے دیا؟ دیوبندی حکم الامت کے اس فتوے سے مصنف سیف حقانی کی فہرست میں ایک کی مزید کمی ہوئی یعنی قادیانیوں



دہائیوں اور ٹیپڈیوں پر ان کے گھر سے ان کے اکابر کا فتوے مل گیا۔ باقی رہے رافضی اور چکڑاوی تو آئیے پہلے رافضی کا فیصلہ دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کرائیں۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے پاس ایک استفتاء آیا۔ سوال و جواب

دیوبندی قطب عالم

دوؤں ملاحظہ ہوں۔

سوال۔ رافضی تہرائی کے جنازہ کی ناز جو کہ اصحاب ثلثہ کی شان میں کمالات ہے ادبی کہتا ہے پڑھنی چاہیے یا نہیں؟  
جواب۔ ایسے رافضی کو اکثر علماء کا فرماتے ہیں لہذا اس کی صلوة جنازہ پڑھنی نہ چاہیے۔

فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۱

مجھے صاحب رافضی کا فیصلہ بھی اکابر دیوبند کے مرشد اعظم مولوی رشید گنگوہی صاحب سے ہو گیا۔ انہوں نے اکثر علماء کا فرماتے ہیں کہہ کر ناز جنازہ سے روک کر فتوے تکفیر کی تائید کر دی۔ مصنف سیف حقانی اپنی کتاب کا صفحہ ۱۵ بغور ملاحظہ کرے۔ احکام شریعت اول ص ۶۸ کے حوالہ میں علیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے بھی رافضی تہرائی پر فتوے دیا ہے۔ اور فاضل بریلوی کے فتاویٰ کی تائید خود دیوبندی قطب عالم سے ثابت ہو گئی۔ لہذا مصنف کی پیش کردہ ہنرست میں ایک اور کم ہوا باقی رہے چکڑاوی اور دیوبندی تو پہلے چکڑاوی کو بھیجے۔ چکڑاوی ذخیرہ احادیث کو ناقابل اعتبار قرار دیتے ہیں احادیث مبارکہ کے منکر ہیں اس وقت اختصار ملحوظ ہے۔ مرن مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کا فتوے ملاحظہ ہو

مفتی محمد شفیع دیوبندی کو دیوبندی فرقہ اپنا مفتی اعظم پاکستان تسلیم

کرتا ہے۔ مشہور منکر حدیث مسٹر پر دیز کو ان کا ایک پمفلٹ موصول ہوا جس کا جواب دیتے ہوئے پر دیز مفتی محمد شفیع کو لکھتا ہے۔

۲۵۔ بی جگرگ لاہور

۲۰۔ فردوسی

محرم مفتی صاحب اسلام علیکم

مجھے ایک پمفلٹ موصول ہوا ہے جس کا عنوان ہے علمائے امت کا متفقہ فتوے۔ پر دیز کا کفر ہے۔ اس پمفلٹ کے تمہیدی بیان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ آپ کا تحسیر فرمودہ ہے۔

کتابچہ کافرگری۔ از بزم طسوع اسلام ص ۲۹

صدر دیوبند مولوی حسین احمد مدنی۔ مودودی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "وہ (جماعت اسلامی) چکڑاوی کی طرح ذخیرہ احادیث دین متین کو (معاذ اللہ) ناقابل اعتبار قرار دیتی ہے۔"

مودودی صاحب۔ اکابر امت کی نظر میں ص ۱۴

ثابت ہوا کہ چکڑاوی احادیث کے منکر ہیں تو بتائیے اس پر فتوے کفر کس طرح قابل اعتراض ہو سکتا ہے؟ اس کے بعد اب صرف دیوبندی فرقہ رہ گیا جس پر علیحضرت نے حکم تکفیر جاری فرمایا۔ یہ بات پوری دنیا پر واضح ہے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ علیحضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی قدس سرہ نے بار بار علماء دیوبند کو ان کے اقوال کفریہ پر مطلع فرمایا تو بہ درجوع کی تعین فرمائی لیکن انہوں نے نہ توبہ کی نہ رجوع کیا نہ جواب دیا۔ تو پھر علیحضرت قدس سرہ نے اپنی طرف سے کوئی انفرادی فتوے نہیں دیا بلکہ ان کے اقوال کفریہ کو علماء عرب و عجم



کے سامنے پیش کیا۔ مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ کے جلیل القدر اکابر و مشاہیر علماء و فقہانے ان اقوال کو کفر مظہر پایا۔ حکم ارتداد جاری کیا جو رسالہ مبارکہ "حسام الحرمین" شریف میں مذکور ہے اور بکثرت کرام کی تصدیقات موجود ہیں اور برصغیر ہندوپاک کے سینکڑوں جلیل القدر اکابرین علمائے اس کی تصدیق و تائید فرمائی جو کتاب انصوار شہنشاہیہ میں موجود ہے۔ علیحضرت نے تکفیر کے معاملہ میں کمال احتیاط کا مظاہرہ فرمایا۔ کوئی ذاتی رائے یا انفرادی فتوے نہ دیا اور پھر تکفیر تو خود علما دیوبند آپس میں ایک دوسرے کی خود بھی کرتے ہیں۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی ان سب کے گرد گھٹنال ہیں۔ ان کے متعلق ایک فتوے ان سب کے لیے کافی ہوگا۔ اس نوع کے متعدد فتاویٰ نقل کیے جاسکتے ہیں۔ مگر ہمیں اختصار مانع ہے چند فتاویٰ کفر ملاحظہ ہوں۔

### مفتی دیوبند کا بانی مدرسہ دیوبند پر فتویٰ کفر

اس فتویٰ سے  
مولوی محمد عیسیٰ سابق ناظم مکتبہ جماعت اسلامی لودھراں نے خود دوی صاحب پر دیوبندی علما کی فتوے بازی سے تنگ آکر بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کی مندرجہ ذیل عبارت کفر مفتی دیوبند سے فتوے طلب کیا۔ عبارت اور فتوے درج ذیل ہے۔ "دروغ صریح بھی کئی طرح کا ہوتا ہے۔ ہر قسم کا حکم یکساں نہیں۔ ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔ بالجمہ کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ خالی غلطی سے نہیں۔"

نوٹ۔ یہ عبارت تصنیف العقائد ص ۲۵ مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی پر موجود تھی لیکن مستفتی نے فتوے بغیر حوالہ کے طلب کیا تو مدرسہ دیوبند سے مندرجہ ذیل فتوے نازل ہوا۔ فتوے ۱۴

انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ ان کو مرتکب معاصی سمجھنا اعلیٰ باللہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ نہیں ہے اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریک پر ڈھنسا جاتا ہے جس میں فقط ولسد اعلم احمد سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ جواب صحیح ایسے عقیدے والا کافر ہے جب تک تجدید ایمان و تجدید نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کریں مسعود احمد عفی اللہ عنہ۔

مہر دارالافتاء فی دیوبند البند ماخوذ اشتہار مولوی محمد عیسیٰ ناظم مکتبہ جماعت اسلامی لودھراں (ماہنامہ تجلی) دیوبند۔ اپریل ۱۹۵۶ء دسہ روزہ دعوت دہلی ۱۷ جنوری ۱۹۵۶ء و ہفت روزہ میل و بہار ۱۹ اپریل ۱۹۵۶ء

### مفتی دیوبند کا ہتھم مدرسہ دیوبند پر فتویٰ

چند اقتباسات دارالافتاء  
دیوبند روانہ کر کے شرعی فیصلہ طلب کیا پہلے استفتاء ملاحظہ فرمائیے۔

کیا فرماتے ہیں علما و دین مفتیان شریعہ متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی عالم دین فارس یا انگلستان یا کسی اور ملک میں مقیم ہو گیا کی تشریح اور اس سے درج ذیل نتائج اخذ کرتے ہوئے اس طرح کے اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔ یہ دعویٰ تختیل یا وجدان مضی کی حد سے گزر کر ایک شرعی دعویٰ کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم عذراء کے سامنے جس شبیبہ مبارک اور بشر سوئی نے نمایاں ہو کر چھوٹک مار دی وہ شبیبہ محمدی تھی۔ اس ثابت شدہ دعویٰ سے جن طریق پر خود بخود کھن جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا اس شبیبہ مبارک کے سامنے ہمزاد زوجہ کے تھیں جبکہ اس تقریب سے حاملہ ہوتی ہیں۔

۲۔ پس حضرت یسح کی انبیت کے دعویدار ایک حد تک ہم بھی ہیں۔ مگر ابن اللہ مان کر نہیں بلکہ ابن احمد کہہ کر خواہ وہ انبیت تثنائی ہی ہو۔

۳۔ حضور بنی اسمعیل میں پیدا ہو کر کل انبیاء کے خاتم قرار پائے اور عیسیٰ علیہ السلام



بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر اسرائیلی انبیاء کے خاتم کئے گئے جس سے ختم نبوت کے منصب میں ایک گونہ مشابہت پیدا ہو گئی اولد سرابیہ ۔

۴۔ بہر حال اگر خاقیت میں حضرت مسیح کو حضور سے کامل مناسبت دی گئی تھی تو اخلاقی خاقیت اور مقامات خاقیت میں بھی مخصوص مشابہت و مناسبت دی گئی جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بارگاہ محمدی سے خلقت و خلقتاً و مقاماً و مقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ و بیٹوں میں ہونی چاہیے۔ براہ کرم مندرجہ بالا اقتباسات کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اس کی صحت و عدم صحت کو ظاہر کر کے بتائیں۔ کہ ایسا شرعی دعوے کرنے والا اہل سنت والجماعت کے نزدیک کیا ہے؟ المستفتی۔

بحوالہ اشیا " ۹ جنوری ۱۹۶۳ء

" دعوتِ دینی " ۲۳ دسمبر ۱۹۶۲ء

استفتاء آپ نے پڑھا اب اس سلسلہ میں مفتی دارالعلوم دیوبند فی الہند کے فتوے کا مطالعہ کیجئے۔

الجواب :- جو اقتباسات سوال میں نقل کئے ہیں اس کا تعلق قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا ہے۔ بلکہ درپردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کر رہا ہے۔ جملہ مفسرین نے تفاسیر میں تصریح کی کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو مریم علیہ السلام کی طرف بھیجے گئے تھے وہ شبیبہ محمدی نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ بلکہ ان شل عیسیٰ عند اللہ عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال ۱۰ کن فیکون کلمۃ السقا بالیٰ مریم وروح منه ربک لاہب لک غلاماً ذکیا قال ربک هو علیٰ ہین ولنجعلہ آیتۃ للناس انی آخر الایات ما کان محمد اباً احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ کے قائل تھے اور اس پر اجماع امت ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو حضرت مریم کو خوشخبری سنانے آیا تھا۔ شخص مذکور محمد و بے دین ہے

عیسائیت و تقادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرائیت کئے ہوئے ہے وہ اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدے عیسیٰ ابن الشد کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے جس کی تردید علی روس الاشہادہ قرآن عزیز نے کی ہے۔ نیز لا نظر دینی کما اطرت انصاری عیسیٰ بن مریم الحدیث بیاہگ و بل شخص مذکور کی تردید کرتی ہے الحاصل یہ اقتباسات قرآن و حدیث اور جملہ مفسرین اور اجماع امت کے خلاف ہیں مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان نہ لگانا چاہیے بلکہ ایسے عقیدے واسے کا بایکاث کرنا چاہیے جب تک توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مستخط سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند)

ایضاً۔ جس شخص کے مفتی دارالعلوم دیوبند فی الہند نے مذکورہ بالا فتوے جاری کیا ہے۔ آپ اس کا نام جاننے کے لئے یقیناً بے چین ہوں گے تو سنئے یہ فتوے قاری محمد طیب صاحب جہتم دارالعلوم دیوبند کے خلاف جاری ہوئے اور جن اقتباسات پر کفر کا فتوے جاری ہوا وہ طیب صاحب کی کتاب اسلام اور مغربی تہذیب سے ماخوذ تھے۔ (سبقت روزہ میل و نہار) کراچی ص ۱۹، ۱۹ اپریل ۱۹۶۰ء) (بحوالہ "مدینہ" مجوز ۲۸ جنوری ۱۹۶۳ء)

اسی طرح جعلی سواد اعظم کے سیکرٹری جنرل غلام راولپنڈی کی تعمیر طبعۃ التیران پر مفتی مہدی حسن دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی مفتی کفایت اللہ دہلوی وغیرہ کے فتوے سے ہر شخص واقف ہے اور یہ فتوے اشتہار کی صورت میں خود دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے بار بار چھپ کر تقسیم ہو چکا ہے۔ ہماری اس مذکورہ بالا تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تکفیر مسلم الزام لگانے واسے خود بھی بے دریغ تکفیر کرتے ہیں اور جن فرقوں تقادیانی، وہابی، پنجری چکوالوی، رافضی، دیوبندی کی تکفیر پر امام اہل سنت کے خلاف زہرا اٹھا جاتا ہے۔ دیوبندی خود بھی ان فرقوں کی تکفیر کرتے ہیں اور خود آپس میں بھی ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ ان حقائق کو کون جھٹلا سکتا ہے اور ان حوالوں کا کس



دیوبندی کے پاس کیا جواب ہے ؟

مصنف سیف حقانی نے ص ۱۸۰

### تجانب اہلسنت

پر تجانب اہل سنت سے چند فتاویٰ نقل کیے ہیں اول تو یاد رکھنا چاہیے کہ تجانب اہل سنت نہ تو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے نہ اعلیٰ حضرت کے شہزادگان خلفاء و قائدہ میں سے کسی نے اس کی تائید فرمائی نہ یہ کہ مرکز اہل سنت بریلی شریف سے شائع ہوئی نہ پوری دنیائے اہل سنت و اکابر اہل سنت کا اس کتاب سے متعلق ہونا ضروری ہے۔

دوم جن سیاسی لیڈروں پر اس کتاب میں فتاویٰ ہیں ان پر مختلف ادوار گزرے ہیں۔ بعض پر حسب حال فتاویٰ ہیں۔ بعض پر ان کے سابقہ عقائد و نظریات کی بنا پر ہیں اور لیڈروں کی فہرست میں متعدد ایسے افراد ہیں جن پر خود اکابر دیوبند کے بھی فتاویٰ ہیں۔ اور کئی حضرات اس فہرست میں ایسے ہیں جن کے خود آپس میں ایک دوسرے پر فتاویٰ ہیں۔ ان امور کو مد نظر رکھ کر مصنف کے نقل کردہ حوالوں کا تجزیہ کیا جائے تو اہل سنت و تجانب اہل سنت پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔

یوں نقل کیا گیا ہے "بحکم شریعت جینا اپنے عقائد

### پہلا فتوے

کفریہ تطبیہ یقینیہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ تجانب اہل سنت ص ۱۲۲

جواب۔ اس عبارت میں لفظ جینا استعمال ہوا ہے اگر بالفرض اس سے بانی پاکستان محمد علی جناح ہی مراد ہوں تو بھی اس میں یہ گنجائش ہے ممکن ہے یہ فتوے اس وقت کا بوجب بانی پاکستان ہندو کانگریس میں تھے۔ پھر سائل نے یہ نہیں بتایا کہ کتاب مذکور میں مستفتی (سائل) نے آپ کے کیا عقائد ظاہر کر کے فتوے دیا بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ سائل کسی کے عقائد کچھ اور بتا کر فتوے

دیتا ہے تو وہ فتوے ان الفاظ و عقائد پر دیا جاتا ہے خواہ وہ غلط منسوب کئے گئے ہوں اور پھر بانی پاکستان محمد علی جناح پر تو خود اکابر علما دیوبند نے بھی فتوے کفر دیا ہے۔ نہ صرف فتوے کفر بلکہ آپ کو کافر اعظم قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو ۱۔ نئی دہلی ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء مولانا حسین احمد صاحب (صدر مدرسہ دیوبند و صدر جمعیت اعلیٰ ہند) نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیتے ہوئے حال ہی میں فتوے دیا تھا (مجموعہ خطبات عثمانی مکالمۃ الصدرین ص ۱۴۸ از مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی)

یہ ہیں وہ مولوی حسین صاحب جس کو مصنف نے سیف حقانی ص ۵ پر حضرت شیخ العرب والعمم و شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسے القاب و آداب و دعائیہ کلمات سے یاد کیا ہے حالانکہ اس دیوبندی مصنف کو قائد اعظم سے رقی جبرجی عقیدت و محبت ہوتی تو وہ قائد اعظم کو کافر قرار دینے والے کانگریسی ملاں کو شیخ العرب والعمم اور شیخ الاسلام قرار نہ دیتا۔ تعجب ہے کہ مصنف کو تجانب اہل سنت تو نظر آگئی لیکن مکالمۃ الصدرین نظر نہ آیا۔

فقار انب الوی کی شہادت "نوائے وقت کے کالم نگار اور شاعر فقار انبالوی صاحب لکھتے ہیں

"علمائے دیوبند کی اکثریت بلکہ غالب اکثریت حضرت قائد اعظم سے سوا ظن رکھتی تھی۔ علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے ہم خیال (چند) علماء کے سوا بھی مخالفت کا اظہار کرتے تھے۔۔۔۔۔ سبھی مسلم لیگ اور قائد اعظم کا نام سے کر ایسی جلی کٹی سناتے تھے جو کسی غیر مسلم کے منہ بھی زیب نہ دیتی۔ مثال کے طور پر قائد اعظم کو انہی (دیوبندی) بزرگوں نے کافر اعظم کہا۔۔۔۔۔ الخ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۶۹ء)

مصنف نے تجانب اہل سنت سے دوسرا فتوے یہ نقل کیا ہے۔ "ان صلح



ال یہ زور میں، غفر گڑھ سے، شبلی اور الطاف حسین حالی اور ذمہ حال کے مشہور استعاروں کو اقبال سے منسوب کیا جاتا ہے۔ ان کی صلیحیت اپنی حد سے گزر کر شدید نیچریت اور دہریت کا پتہ دیتی ہے۔

(تجانب اہل سنت ص ۲۸۹)

اس فتوے میں کفر ارتداد کا لفظ نہیں نیچریت اور دہریت کا ذکر ہے بہر حال مصنف نے اس میں اعظم گڑھ کے شبلی، الطاف حسین حالی اور ڈاکٹر اقبال صاحب کا نام لیا ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں دیوبندی خود ان حضرات کو کیسا سمجھتے ہیں پہلے شبلی نعمانی صاحب کو لیجئے ان کے متعلق دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی سینے وہ شبلی نعمانی اعظم گڑھی کے عقائد گزارتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اسطو کا اصل مذہب یہ ہے کہ عالم (خداوند تعالیٰ) کا پیدا کیا ہوا نہیں (قدیم ہے۔

(کتاب الکلام ص ۳)

ہم کو اس سے انکار نہیں کہ عالم اجزاؤں مقررہ سے بنا ہوا ہے اور ہم کو یہ بھی تسلیم ہے کہ عالم قدیم ہے جیسا کہ خود مسلمانوں کا ایک فرقہ معتزلہ اور حکمائے اسلام یعنی فارابی ابن سینا اور ابن رشد کے رائے ہے۔

(کتاب الکلام ص ۵۴) از شبلی نعمانی اعظم گڑھی مصنف سیرت نبوی۔ یہ نعمانی (شبلی اعظم گڑھی) بھی سرسید احمد خاں کے قدم بقدم ہی ہیں سیرت نبوی لکھی ہے جس پر آج کل نیچری فریفتہ ہیں۔

(الانفاضات الیومیہ جلد پنجم ص ۱۵۲) از مولوی اشرف علی تھانوی) نوٹ: مصنف بتائے مذکورہ بالا عقائد کیا اسلامی عقائد ہیں۔ نیز مصنف سیف حقانی مذکورہ حوالہ میں آنکھیں کھول کر "نیچری فریفتہ ہیں" کا لفظ دیکھ سکتا ہے کہ تھانوی صاحب نے شبلی نعمانی اعظم گڑھی کو سرسید احمد خاں کے قدم بقدم قرار دیا ہے اور سرسید احمد خاں کو تھانوی صاحب کے الانفاضات

الیومیہ جلد ۵ ص ۱۸۱ زیر ملاحظہ رکھو گراہگر اور نیچرستی قرار دیا ہے۔ بتائیے تجانب اہل سنت میں کیا غلط لکھا گیا؟

مفتی کفایت اللہ دہلوی نے ۱۳۳۲ھ میں مولوی شبلی نعمانی کے دور میں ایک فتوے تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا جس میں لکھا ہے۔ "علامہ (شبلی اعظم گڑھی) اہل سنت والجماعت سے خارج اور معتزلہ اور ملاحدہ (بے دینوں) کے ہمنوا بلکہ چودھویں صدی میں ان کی یادگار ہیں۔" (بحوالہ تواریح مجددین حزب دہلیہ ص ۲۳)

مولوی انور کاشمیری دیوبندی لکھتے ہیں: "وانما الوجہ علیٰ عین الناس ازلیس من الدین ان بغضہ عن کافر یعنی میں شبلی نعمانی (اعظم گڑھی) کی یہ بدعتیگی اور بد مذہبی لوگوں پر اس لئے ظاہر کرتا ہوں کہ دین اسلام میں کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں ہے۔

(مقدمہ مشکلات القرآن ص ۳۲)

لیجئے صاحب مولوی انور کاشمیری شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے تو بدعتیہ بد مذہب اور کافر تک قرار دے دیا۔ اگر صاحب تجانب اہل سنت نے صلیح کل اور نیچری کہہ دیا تو کون سا جرم ہو گیا کاش کہ مصنف اپنے اکابر کی کتب سے واقفیت رکھتا تو یوں ہی صحت دیکار نہ کرتا۔

مصنف نے حالی صاحب کو بھی گھسیٹا

الطاف حسین حالی

ہے اور کہا کہ تجانب میں ان کو صلیح کل اور نیچری وغیرہ کہا ہے۔ مصنف کو تجانب اہل سنت کی فکر پڑی ہے لیکن یہ نہیں دیکھا کہ جناب حالی نے کس بے روی مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیا تھا ملاحظہ ہو۔ حالی صاحب لکھتے ہیں۔

نبی کو جو چاہیں خدا کے دکھائیں

اماموں کا تہنہ نبی سے بڑھائیں



مزاروں پہ دن رات نذرین چڑھائیں  
شہیدوں سے جا جا کے نگیں و عاکیں

(مسدس حالی)

بتایا جاتے نبی کو خدا بنانا اور اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھا کر کفر و  
شُرک ہے یا نہیں؟ عالی صاحب مسلمانان اہل سنت پر نبی کو خدا بنانے  
اور اماموں کو نبی سے بڑھانے کا الزام لگا کر ان کو کافر و مشرک بنا رہے  
ہیں۔ کوئی بھی سنی مسلمان نہ نبی کو خدا بناتا ہے۔ نہ اماموں کو نبیوں سے بڑھاتا  
ہے۔ بتائیے یہ کفر واپس پٹایا نہیں؟ حدیث شریف صحیح بخاری جلد دوم  
ص ۹۱۔ صحیح مسلم جلد اول ص ۵۷ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت  
حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسا امر سی قال لاخیرہ  
کانہ فقد باء بھا احدہما ان ۛ ان ۛ کما قال والار جعت الیہا یعنی  
جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں ایک پر یہ ضرور بلا پڑے اگر بے  
کہا وہ سچ کافر ہے جب تو خیر در نہ یہ لفظ اسی کہنے والے پر پٹ آئے گا  
بتائیے حالی نے مسلمانان اہل سنت پر نبی کو خدا بنانے اور اماموں کو نبی  
سے بڑھانے کا الزام لگا لیا بلکہ دوسرے لفظوں میں اماموں کو نبی اور خدا  
سے بڑھانے کا الزام لگا کر کافر قرار دیا یا نہ اور بتائیے یہ کفر پٹایا نہ؟

ورد تو مصنف کو اپنا ہے۔ اپنے اکابر

ڈاکٹر اقبال

درمیان میں رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مصنف اقبال صاحب کا نام بھی لیا ہے تو  
اس کے متعلق یہ ہے کہ ابتداً اقبال صاحب سے (چونکہ وہ عالم دین نہیں تھے)  
کچھ ایسے اشعار واقع ہوئے جو شرعی لحاظ سے قابل مواخذہ تھے۔ مثلاً ۛ

تیرے شیشے میں سے باقی نہیں ہے بتا کیا تو میرا ساقی نہیں  
بہند رہے ملے پیالے کو شبنم بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے

اور ۛ

چپ رہ نہ سکا حضرت یزداں میں بھی اقبال

کرتا کوئی اس بے بندہ گستاخ کا منہ بند

ممکن ہے تہانہب دلوں نے اس قسم کی باتوں پر کچھ کہا ہو۔ اگر  
اللہ واحد قہار کی عظمت شان رزاقی کی پاسداری میں ایسا کیا تو اس کے  
پئے تو خود ڈاکٹر صاحب نے بھی اجازت دی تھی کہ ۛ  
کرتا کوئی اس بے بندہ گستاخ کا منہ بند

اور پھر جناب ڈاکٹر اقبال صاحب حضرت مولانا علی رضی اللہ عنہ کو  
مشکل کشا بھی مانتے تھے بتائیے مصنف سیف حقانی کے نزدیک اللہ تعالیٰ  
کے سوا کسی کو مشکل کشا مانتے والا مسلمان ہے؟ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں ۛ

مریم ازیک نسبت عیسیٰ عزیز از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

نور چشم دحمت اللعالمین اس امام اولین و آخرین

بانو سے اس تاجدار ہکل آتے مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا

مادر اس مرکز پر کار عشق مادر اس قافلہ سالار عشق

بتائیے ڈاکٹر اقبال حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا مان  
کر مسلمان رہے یا نہیں؟ مصنف سیف حقانی سے تو امید نہیں کہ وہ اس  
موقعہ پر اپنا مذہب بیان کرے البتہ ہم ان کے اکابر کے فتاوے سناتے  
دیتے ہیں سینے مولوی غلام خاں دیوبندی لکھتا ہے۔ کوئی کسی کے پیئے  
حاجت روا اور مشکل کشا کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد والے لوگ بالکل  
بچے کافر ہیں۔ ان کا کوئی نکاح نہیں۔ ایسے عقائد پر مطلق ہو کہ جو انہیں کافر و  
مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔

(جوہر القرآن ص ۱۴۷۔ از مولوی غلام خاں دیوبندی)

تقویت الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، بہشتی زیور میں بھی مشکل کشا مانتے پر



کفر و مشرک کے فتاوے دیئے گئے ہیں۔ اختصار ملاحظہ ورنہ سب نقل کرتے۔ مذکورہ علما دیوبند کے فتاوے کے مطابق غیر خدا کو مشکل کشا ماننے والے کافر و مشرک ہیں اور جناب ڈاکٹر اقبال صاحب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا مان رہے ہیں۔ تو ان کے یہ فتاوے ڈاکٹر صاحب پر بھی پڑے اور ان کے ناپاک فتاوے کی رد سے وہ مشرک و کافر قرار پائے پھر تجانب اہل سنت کے مرتب پر کس منہ سے الزام لگا رہے ہیں؟

مصنف نے دہلیہ، دیوبند، قادیانیہ و رافضی دنیا پر دو ایبہ غیر مقلدین دہلیہ و غبہ دیوبند وغیرہ پر تجانب اہل سنت ۱۵۲۷ سے ثابت کیا ہے اور ان سب فرقوں پر ہم ابھی تقویر پہلے اکابر دیوبند کے فتاوے کفر بھی ثابت کر چکے ہیں۔ مصنف خواجہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے حالانکہ اکابر اہل سنت نے جن فرقوں پر ان کے بدو باطل عقائد کی بنا پر تکفیر کا حکم شرعی واضح کیا ان سب فرقوں کو خود اکابر دیوبند بھی کافر قرار دے چکے ہیں جیسا کہ ابھی اسی باب میں بحوالہ کتب گزرا ہے۔

مصنف نے تجانب اہل سنت سے یہ چوتھا فتویٰ نقل کیا ہے کہ عبد الشکور کا کوردی ایڈیٹر انجم صدر مدرس دیوبند حسین احمد ابو دھیا ہاشمی۔ شبیر احمد دیوبندی۔ عطاء اللہ بخاری حبیب الرحمن لدھیانوی احمد سعید دہلوی ابوالکلام آزاد کفایت اللہ شاہ جہانپوری وغیرہ کے خلاف فتوے دیا۔ ہم مانتے ہیں یہ صحیح ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ ان کے خلاف فتوے کیوں دیا گیا۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کتب کی گستاخانہ عبارات سب کے سامنے ہیں۔ ان عبارات کے قائل کو علما عرب و عجم نے کافر و مرتد قرار دیا اور برصغیر ہندوپاک کے ہر صوبہ ہر ضلع ہر ریاست کے اکابر علما و مشائخ اہل سنت نے مذکورہ بالا کتب کے

پر تکفیر کا حکم شرعی واضح کیا۔ اور ایسا جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر تو مذکورہ بالا حضرات اکابر دیوبند اپنے اکابر کی ان کفریہ عبارات کی تائید کرتے رہے ہیں۔ کھر کو اسلام ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے ہیں۔ لہذا وہ حکم شرعی کی زد میں آئے۔ مثلاً مولوی حسین احمد نے الشہاب الثاقب میں کفریات کو اسلام ثابت کرنے کے لئے پورا زور قلم صرف کیا۔ کفایت اللہ صاحب نے المنہد مصنف مولوی غلیل احمد صاحب اینٹھوی کی تصدیق و تائید کی اور حصہ دار بنے۔ کاکوری ایڈیٹر انجم خود مناظرے کرتے رہے اور باقی لوگ ان کے متبعین ہیں اور پھر مذکورہ اکابر دیوبند نے تو خود بھی آپس میں ایک دوسرے پر دلیرانہ فتوے لگائے ہیں۔

مولوی عبد الشکور کا کوردی ایڈیٹر انجم | مولوی اشرف علی صاحب | تقاضی کی حفظ الایمان |  
کی عبارتیں لفظ ایسا کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جس چیز کو ہم مانتے ہیں۔ اس کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں۔ لہذا علم غیب کی کسی شق کو رذیل چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہو سکتی۔ (مباحثہ مونگیر کی دیوبندی رویت اور نصرت آسمانی ص ۲۴)

مولوی عبد الشکور کا کوردی یہ کہہ رہے ہیں ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں مانتے لہذا اس نے تقاضی صاحب نے جانوروں پاگوں سے تشبیہ دی ہے۔ توہین اس وقت ہوتی جب ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب مانتے اور پھر کسی رذیل چیز سے تشبیہ دیتے۔ آئیے اب مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی سپانڈوری کی پوچھتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں۔ وہ تقاضی صاحب کی عبارت کی تائید کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب کا اقرار کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ عبارت حفظ الایمان کی شرح توضیح







اور صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب الشہاب اثنائب ص ۱۳ پر تسلیم کر رہے ہیں کہ لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے تو صدر دیوبند مولوی منظور صاحب کے فتوے سے کافر ہوئے۔

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا

جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

باقی رہے مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی کفایت اللہ صاحب اور ابوالکلام آزاد تو پہلے عثمانی صاحب کو لیجئے۔

### مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی

دیوبندی کہتے ہیں ... دارالعلوم

دیوبند کے طلباء نے جو گندی

گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کیے جن میں ہم کو جہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ (مکالمۃ الصدرین ص ۳۳)

لیجئے صاحب آپ تو مصنف تجانب اہل سنت کے فتوے تکفیر کی شکایت کر رہے ہیں وہ تو غیر حقے لیکن جناب مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی تو خود اقرار کر رہے ہیں کہ آپ کے مدرسہ دیوبند کے طلباء و اساتذہ نے ان کو ابوجہل تک قرار دیا۔

الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا بھل آیا

آئیے اب عطاء اللہ بخاری صاحب کے کرتوت ملاحظہ کیجئے۔

### مولوی عطاء اللہ بخاری

صدر کی شریعت کے امیر

مولانا عطاء اللہ بخاری نے امر وہ میں

تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جو لوگ مسلم بیگ کو (پاکستان کیلئے) ووٹ دیں گے وہ سور ہیں اور سور کھانے والے ہیں۔

(چینستان ص ۱۹۵) از مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار لاہور۔

بتائیے مسلمانوں کو سور اور سور کھانے والا قرار دینا فتوے کفر سے کم ہے؟

ماہنامہ تحسینی دیوبند اپریل ۱۹۵۷ء ص ۳۳ پر مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند رقمطراز ہیں کہ کسی صاحب نے (احمدی لیڈر عطاء اللہ بخاری) کا ایک شعر

زکات کعبہ تاکاٹ کراچی

سراسر کفر و کفر دوں کفر

لکھ کر (بغیر نام بتائے) مولوی احمد علی صاحب لاہوری سے پوچھا یہ شعر کیا ہے اس کے لکھنے والے کے بارے میں کیا رائے ہے۔ مولوی احمد علی صاحب نے جواب دیا یہ شعر نہایت ذلیل و خبیث ہے۔ اس کا لکھنے والا بصیرت سے محروم نا اہل مودودی کا بھائی ہے۔ بدقسمت بے بصیرت بالکل جھوٹا مرزا غلام احمد کی طرح تادیبیں کرنے والا کفرانِ نعمت کرنے والا ہے۔ عزیز سچا مسلمان ہے۔

(تحسینی۔ دیوبند مطابق اپریل ۱۹۵۷ء ص ۳۳)

مودودی کا بھائی اور مرزا قادیانی کی طرح تادیبیں کرنا تو اکبر کہ جناب عطاء اللہ صاحب بخاری کو حکم کھلا کافر خود قرار دے رہے ہیں۔ لیکن الزام علماء اہل سنت پر ہے کہ یہ تکفیر کرتے ہیں۔

مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی نے میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی

اس قدر جوش میں آئے کہ وائٹ پیسے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ دس ہزار

جینا (محمد علی جناح) اور شوکت اور ظفر (مولوی ظفر علی خاں) جو اہل لاہور کی

جوتی کی نوک پر قربان کیے جاسکتے ہیں۔ (چینستان ص ۱۹۵) از مولوی ظفر علی خاں

ثبات ہوا جن حضرات کو نہرو جیسے پلید کافر و مشرک کی جوتی کی نوک پر

قربان کیا جا رہا ہے۔ ان کے نزدیک وہ یقیناً نہرو جیسے کافر مشرک سے کئی گنا

بڑے کافر و مشرک ہوں گے۔

اب مصنف سیف حقانی بتائے کہ مولوی حبیب الرحمن کا یہ قول صحیح ہے

یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو صاف صاف بتائیے ورنہ اتنا بتائیے بانی پاکستان محمد علی جناح

جیسے حضرات کو نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کرنے والا خود کون ہوا؟ ان کے



دے ڈالتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

## تمام دنیا میں ایک بھی اہل ایمان موجود نہیں

بابائے دہابیت آقا سید دیوبندیت مولوی اسماعیل دہلوی

### کافتوئے

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اپنی مشرک ساز کتاب تقویت الایمان ص ۴۴ پر بحوالہ مشکوٰۃ نقل کرتے ہیں "پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سو جان نکالے گی جس کے دل میں ہوگا رانی کے دانہ بھر ایمان سورہ جاثیہ گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں ہو پھر جائیں گے اپنے باپ، دادوں کے دین پر پھر اس کے بعد ص ۴۵ پر ایک حدیث شریف نقل کی اور خود ہی اس کا یہ ترجمہ کیا "نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ بیٹے مریم کو سودہ ڈھونڈھے گا اس کو تباہ کر دے گا اس کو پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ ٹھنڈی (سرد ہوا) شام کی طرف سے سونے باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرا بھر ایمان ہو مگر مار ڈالے گی" حدیث مذکورہ لکھ کر مولوی اسماعیل تقویت الایمان کے اسی صفحہ ۴۵ پر یہ نتیجہ اخذ کرتے اور صاف صاف لکھتے ہیں "سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی ان کی قسمت کی وہ ٹھنڈی باؤ (سرد ہوا) چل رہی گئی اور اب کوئی بھی دنیا میں ایسا نہیں بچا جس کے دل میں رانی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اب تمام دنیا میں (معاذ اللہ) کافر و مشرک رہے ایمان میں (استغفر اللہ العظیم) کس قدر ناپاک جسارت اور جہالت ہے۔ ختم دنیا و قرب قیامت کی حدیث خاص اپنے ہی زمانہ پر چڑھ دی۔ مصنف سیف حقانی اب بتاتے جبکہ بقول مولوی اسماعیل دہلوی وہ ٹھنڈی باؤ چل گئی اور کوئی بھی ایسا شخص نہ بچا جس کے دل میں رانی کے دانہ کے برابر ایمان ہو تو پھر مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی غلیل احمد انبیٹو، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی محمود الحسن، مولوی حسین احمد

بعد اب ابوالکلام آزاد کو دیکھیے۔

خود لکھتے ہیں "میں خود سرسید احمد خاں

کا نہ صرف مقلد اعلیٰ (اندھا پیردی کرنے والا) تھا۔

### ابوالکلام آزاد

بلکہ تقلید کے نام سے پرستش کرتا تھا۔ (آزاد کی کہانی ص ۳۸۴)

- ۱۔ بتاتے ہیں خدا کی پرستش کرنے والے کو کیا کہا جائے گا؟
- ۲۔ پھر یہ دیکھیے کہ پرستش کس کی کی جا رہی ہے۔ اس کی جس کو شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی انور کاشمیری نے بے دین و محد جابل و گمراہ قرار دیا۔ (مشکلات القرآن ص ۳۲) مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے بخوبی قرار دیا۔ (الافاضات ایومیہ جلد پنجم ص ۱۸) ایسے شخص کا اندھا مقلد اور پرستش کرنے والا کون ہوگا۔ جو جواب تمہارا وہ ہمارا۔

باقی رہے مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولوی احمد سعید صاحب دہلوی جن پر مصنف سیف حقانی کو تجانب اہل سنت کے فتوے کی شکایت ہے تو مصنف کو چاہیے وہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹو کی "المہند" کا مطالعہ کرے جس میں ان حضرات نے تحذیر الناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ کی توہین آمیز گستاخانہ کفریہ عبارات کی رکیک و ذلیل و مذموم تاویلات کی تصدیقات کی ہیں جن کو عرب و عجم اور برصغیر ہند و پاک کے جلیل القدر اکابر علما و فقہا نے کفر قرار دیا۔ نیز مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولوی احمد سعید صاحب اس جمعیت العلماء ہند کے رہنما ہیں جس کے صدر مولوی حسین احمد اچوہیا ہاشمی نے قائد اعظم کو کافر اعظم قرار دیا۔ (مجموعہ خطبہ عثمانی و مکالمۃ الصمدین ص ۴) یہ عجیب اور ناقابل فہم بات ہے کہ اکابر دیوبند تو جس کو چاہیں کافر و مشرک قرار دیں اور کافر اعظم بنا ڈالیں لیکن خود یہ علما حق کی منکرین ضروریات دین کے خلاف حق تکفیر کے خلاف وادیا کرتے اور شور مچاتے ہیں اور خود بے دردی سے مسلمانان عالم کو اندھا دھند کافر و مشرک بے ایمان قرار



صدر دیوبند، کفایت اللہ دیوبند، احمد سعید دیوبند، ابوالکلام آزاد، مولوی  
عطاء اللہ بخاری وغیرہ وغیرہ، کیا اس دنیا سے باہر ہیں؟ کیا مولوی اسماعیل کے  
اس تقویت الایمانی فتوے سے یہ سب کے سب اور جملہ اکابر و اصغر دیوبند  
حقیقت کا فرنا ثابت ہوئے۔ ۵

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا

جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

اکابر دیوبند کے آپس میں ایک دوسروں پر فتادی کفر و شرک و  
ارتداد کا منظر دیکھنے کے لئے ہماری کتاب "اکابر دیوبندی کا تکفیری افسانہ"  
(جو سولہ سال سے چھپ رہی ہے اور لا جواب ہے) اور کتابچہ "دیوبندی  
شاہ اپنے منہ کافر" کا مطالعہ کرو جس میں ان کے گھر کے فتادی کفر کو منظر  
عام پر لایا گیا ہے۔

تغیب ہے کہ دیوبندی علماء اور مصنفین تکفیر کا ردنا تو روتے ہیں۔ لیکن  
اپنے اکابر کی کتب میں موجود تنقیص و توہین ان کو نظر نہیں آتی۔ بہر حال تکفیر سے  
جس کو تکلیف ہے تو اس کا علاج توہین سے توہین ہے۔

مصنف نے اخبار زمیندار کے ایڈیٹر و

مولوی ظفر علی خاں | ہانی مولوی ظفر علی خاں کی ایک طویل نظم بھی

۱۹۔ پر بہارستان سے نقل کی ہے۔ ۵

اوڑھ کر حامد رضا خاں آئے بدعت کا محاف

ذات اس کی ہے مجددات انکی لام کاف

یہ طویل نظم نقل کرنے کے بعد ص ۲ پر مصنف سیف حقانی لکھتا ہے۔  
"ظفر علی خاں نے اعلیٰ حضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا۔"

جی ہاں! کر دیا اور آپ نے بھی داد دینے کا فرض ادا کر دیا۔ "حق اور  
فرض ادا کرنے کے بعد ہم آپ دونوں کی لاعلمی و بے خبری کا بعد ازاں پوچھتے ہیں۔

۱۔ مکتبہ فریدی سے طلب کیا گیا۔

بے خبری و لاعلمی | مصنف سیف حقانی بہارستان سے

ساکھ کو سہارا دے لیا لیکن کیا مصنف کو یہ علم بھی ہے کہ یہ نظم ظفر علی خاں نے  
کس کے متعلق کہی ہے۔ ظفر علی خاں نے برعکس خود یہ نظم کہی تو ہے شہزادہ  
اعلیٰ حضرت حجتہ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ  
کے خلاف لیکن مصنف سیف حقانی یہ نظم نقل کر کے ص ۲ پر لکھتا ہے۔

"ظفر علی خاں مرحوم نے اعلیٰ حضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا حالانکہ  
نظم کے پہلے مصرعہ میں حجتہ الاسلام کا نام گرامی حامد رضا خاں موجود ہے اور  
یہ نظم لاہور میں حضرت حجتہ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تشریف آوری  
کے موقع پر لکھی گئی تھی لیکن مصنف سیف حقانی کو کچھ پتہ نہیں کہ وہ کون سی دنیا  
میں ہے وہ بے خبری میں مولانا حامد رضا خاں صاحب کو اعلیٰ حضرت (مولانا احمد  
رضا خاں) سمجھ رہا ہے اور حق ادا کرنے کی داد دے رہا ہے اور مولوی ظفر علی خاں  
کی یہ بے خبری وہ اس نظم کے پہلے مصرعہ میں تو کہتا ہے۔ ۵

اوڑھ کر حامد رضا خاں آئے بدعت کا محاف

اور مصرعہ ثانی میں کہتا ہے ۵

ذات انکی ہے مجددات انکی لام کاف

کیا بات ہے اس سخن فہمی اور سخن سازی کی۔ بتایا جاتے مولانا حامد رضا  
خاں صاحب کو مجدد کون مانتا ہے؟ مجدد تو اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی  
قدس سرہ کو مانتے ہیں تو بات خود ظفر علی خاں کی لام کاف نہ کہ حجتہ الاسلام  
قدس سرہ العزیز کی۔ باقی رہا شعر و شاعری کا معاملہ اگرچہ ظفر علی خاں حجتہ الاسلام  
مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قدس سرہ سے متعلق یہ بے دھنگی تک بندی کر  
ڈالی لیکن یہی ظفر علی خاں ان ہی حجتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب  
کے شاگرد رشید شیخ القرآن مولانا محمد عبد الغفور صاحب ہزاروی علیہ الرحمۃ



کی مدح میں کہتے ہیں ۔

حج کو جب جارہے تھے ہزاروی عبدالغفور  
آسمان برسا رہا تھا اُن پہ نور (چشتان از غفر علیاں)  
اور ایک دوسری جگہ ان ہی مولانا حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد رشید  
مولانا عبدالغفور ہزاروی کُدردج میں اور احراری امیر شریعت عطاء اللہ بخاری صاحب  
سے موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

ہوں آج سے مرید میں عبدالغفور کا  
چشمہ ابل رہا ہے محمد کے نور کا  
بند اس کے سامنے ہے بخاری کا ناٹھ  
ہو اس سے کیا مقابلہ اس بے شہور کا

مصنف سیف حقانی کو معلوم ہونا چاہیے ۔ وہ اور زمانہ تھا۔ جب  
ظفر علی خاں نے مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے خلاف یہ نظم لکھی۔  
لیکن بعد میں وہ مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد رشید اور  
تمیز عزیز مولانا عبدالغفور ہزاروی کے مرید ہو گئے جس کا وہ مذکورہ بالا نظم  
میں خود اعتراف کر رہے ہیں۔ اور پھر یہی ظفر علی خاں میں جو صدر دیوبند  
مولوی حسین احمد کانگریسی کو یوں ادھیڑتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔

حسین احمد سے کہتے ہیں خزانہ دینے کے  
بجہ لڑ آپ بھی کیا ہو گئے سنگم کے موتی پر

(چشتان ص ۱۸۷)

اور پھر دیوبندی مجلس احرار اور امیر الاحرار عطاء اللہ بخاری کی یوں دھجیاں  
اڑاتے ہیں ۔

ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے  
گنہ رسوائی اسلام کا افسار سے ہے

پانچ لکوں کا ہے پابند شریعت کا امیر  
اس میں طاقت ہے تو کرپان کی جھکارسے  
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل  
سب یہ ذلت اسی طبقہ خدار سے ہے

(چشتان ص ۴)

اور سینے بابائے صحافت "ظفر علی خاں ایڈیٹر دہلی زمیندار کی ایک  
نظم یہ بھی ہے ۔

ابن سعود کیا ہے؟ فقط اک حرم فردش  
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر  
اسلامیوں پر اس نے برسوائیں گویاں  
پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مدیر

(نگارستان ص ۲۵۲)

یہی ظفر علی خاں ہیں جنہوں نے ابوالکلام آزاد دیوبندی کانگریسی کو یوں  
لتاڑا ہے ۔

جہاں اسلام کا نام آئے تو خاموش رہتا ہے  
قسم ہے مجھ کو اے آزادیتری بوالکلامی کی

## احرار کا جتنا زہ

اللہ کے قانون کی پہچان سے بزار اسلام اور ایمان احسان سے بزار  
ناموس پیغمبر کے نگہبان سے بزار کافر سے مولا ست مسلمان سے بزار  
اسی پر ہے یہ دھجے کہیں اسلام کے احرار احرار کہاں کے یہ میں اسلام کے خدار  
پنجاب کے احرار اسلام کے خدار



بیگانہ یہ بدعت ہیں تہذیب عرب سے دُرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے  
مل جاتے حکومت کی وزارت کسی دُعب سے سرکارِ مدینہ سے نہیں ان کا سر و کار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

جا کر کہے ان سے کوئی اللہ کا بندہ جب دین کی حرمت کا گلے میں نہیں بندھا  
اور شرع کی تدبیریں ہے احرار کا دھندا پھر کیوں ہیں مسلمان سے چننے کے طلبکار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

کھاتا ہے مسلمان کوئی سینہ میں جو گولی گالی اسے دیتی ہے یہ احرار کی ٹولی  
اسلامیوں کے خون سے چلی کھینچنے ہوئی احرار کو پھر آج سے کیوں کھینچے نہ اشرار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

سو بھی شہدار پر انہیں مردار کی پھبتی: سیکھوں کی یہ پھبتی ہے نہ سرکار کی پھبتی  
توحید کے بیٹو یہ ہے احرار کی پھبتی گمراہ ہیں خود اور ہیں کہتے ہیں غلط کار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

اللہ کے گھر کو کوئی دھماکے تو یہ خوش ہیں مسجد کا نشان کوئی مٹا دے تو یہ خوش ہیں  
مسلم کا کوئی خون بہا دے تو یہ خوش ہیں لاہور میں آثارِ قیامت ہیں نمودار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

(نگرستان ۲۳۲، ۲۳۱۔ از مولوی ظفر علی خاں ٹیڈیٹر زمیندار لاہور)

بتائیے جناب دیوبندی ملاؤں کے تعارف کا بھی ظفر علی خاں نے  
حق ادا کیا ہے یا نہیں؟



## باب نچیسم

۵۵۵۵۵۵۵۵

## اہل سنت و جماعت

کے خبر تھی کرے کے چراغِ مصطفوی  
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بو بھری

مصنف نے صفحہ ۱۴۱ تا صفحہ ۱۹۳ کو یکا یک ۲۴۴ صفحات پر آٹھواں باب اور باب نہم کے  
تحت انگریز پرستی کا رد کیا ہے اور مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو بلا دلیل ثبوت اپنا  
ہم عقیدہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور ہم ان دونوں موضوعات پر باب اول میں  
انگریز پرستی کے زیر عنوان مصنف کو ایسا مدلل و مسکت جواب دے چکے ہیں جن کا جواب  
انشاء اللہ العزیز تا قیام قیامت ان کے اکابر و اصغر کے بس کی بات نہیں۔ ہوائیاں اڑانا اور  
بات ہے مگر ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ ہمارے دلائل و حوالہ جات کا منبر وار توڑ نہیں کیا جا  
سکتا کیونکہ وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے  
کے چارہ جوئی کا دار ہے یہ واردار سے پار ہے

سیفِ حقانی میں ۱۹۵ تا ۱۹۶ کے گیارہ صفحات باب العاشر کی نذر ہیں مصنف نے  
باب العاشر ختم مرتبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے شروع کیا ہے  
بانی دیوبند کا وہی قاسمی نانوتوی انداز ہے ختم زمانی کے توبہ قائل ہی نہیں کیونکہ تحذیرِ اناس  
والا یہی سبق پڑھا گیا ہے۔ لہذا جب کہیں گے ختم مرتبت یا ختم مرتبی لکھیں گے بہر حال  
مصنف نے اس آخری باب میں ۱۹۵ تا ۱۹۶ ایک اچھی خاصی تقریر فرمائی ہے جس  
میں وہ ساری باتیں اور متعدد احادیث جو حقیقی اہل سنت و جماعت کی حقانیت و صداقت  
کا پتہ دے رہی ہیں اپنے کھاتہ میں ڈال لی ہیں اور اپنے نو مولود مذہب پر چسپاں کر



لی ہیں۔ حالانکہ ان اعاذیث سے اہل سنت کی حقانیت صداقت کا پتہ چلتا ہے اور کچھ باتیں بالکل ہی بے ربط و بے دھنگ کی ہیں جن کا کہیں ہاتھ ہے تو کہیں پاؤں، کہیں ستر کہیں آنکھیں اور چند بار حسب عادت تردد شدہ پرانی باتوں کا اعادہ کیا گیا ہے۔

### ارکان عشرہ

ہاں البتہ مصنف نے بڑا تیر مارا ہے اور سمندر سے موتی نکال لایا ہے۔ سمندر سے مراد کراچی کا وہ سمندر نہیں جس کے کنارے مصنف رہتا ہے۔ وہ سمندر ہے مولوی ریحان الدین قاسمی کا کتابچہ ”نیادین“ اور اس مقال مصنف نے جو موتی نکالے ہیں وہ ہیں ”رضا خانی شریعت کے ارکان عشرہ“ واقعی مصنف نے بڑا کمال کیا ہے۔ باب بھی العاشر اور ارکان بھی عشرہ اس میں ذرا شاعری کے آداب کو ملحوظ رکھا ہے خدا پائے مصنف سیف حقانی کو نشان کا کیا عرض ہے۔ کبھی پر وفیسر روحی کی نقل مارتا ہے کہیں مولوی ریحان الدین قاسمی کے پورے مضامین نقل کر ڈالتا ہے ویسے مصنف یہ خود ہے مصنف سیف حقانی صاحب پر جو ارکان عشرہ نقل کئے ہیں وہ بعینہ وہی ہیں جو مولوی ریحان الدین قاسمی نے ”بریلی کا نیادین“ میں ص ۴ تا ص ۱۱ بیان کئے ہیں اس مغتری نے بھی بلا دلیل و ثبوت ان کو اہل سنت بریلویوں کے ارکان عشرہ قرار دیا تھا اور اس مغتری نے بھی بھیڑ چال مچتے ہوئے اسی انداز میں ہلاسی حوالہ دیں کہ اہل سنت کے ارکان عشرہ بنا ڈالے ہیں مگر مصنف بے وقوف ہوتے ہوئے بھی اتنا بے وقوف نہیں کہ نقل بظاہر اصل کرتا بلکہ اس نے ارکان وہی رکھے البتہ ترتیب بدل دی۔ ریحان الدین نے (۱) پہلا رکن اعظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب سمجھا قرار دیا تھا۔ اس نے ذرا آگے پیچھے کر کے مصنف بننے کے لئے (۲) پہلا رکن میلاد شریف مع قیام صلوة و سلام قرار دیا۔ اس نے دوسرا رکن انبیاء اولیاء کو قادر باذات و مختار مطلق قرار دیا تھا۔ اس نے سیف حقانی میں اس کو (۳) نمبر دیکر آٹھواں رکن بنا دیا۔ اس نے تیسرا رکن بشریت رسول کے انکار کو قرار دیا تھا اس نے تین و دلی چھ بشریت کے انکار کو چھٹا رکن قرار دیا ہے۔ اس نے چوتھا رکن مسئلہ قیام کو قرار دیا ہے اس نے چوتھا رکن گیا رہیں شریف بتائی ہے اس نے پانچواں رکن فاتحہ کا فقرہ کیا تھا اس نے مقابلہ پر قصبہ بنانا عرس اور قوالیوں کو قرار دیا

ہے۔ اس نے چھٹا رکن بڑے پیر کی گیا رہیں بتائی تھی اس نے بشریت رسول کا انکار چھٹا رکن گردانا ہے۔ اس نے ساتواں رکن اولیاء کا عرس بتایا تھا اس نے حاضر ناظر کو یہ نمبر دیا ہے۔ اس نے آٹھواں رکن تعزیه داری بتائی تھی اور اس نے انبیاء و اولیاء کے تصرفات کو یہ نمبر دیا ہے۔ اس نے نواں رکن تیجہ بتایا تھا اس نے نبی کو عالم الغیب کہنے کے عقیدہ کو ۱۰ واں نمبر دیا ہے۔ اس نے دسواں رکن دھواں ششماہی برسی بتائی تھی اور اس نے غیر اللہ کے نذر اور نذر اور استعانت کو یہ نمبر دیا ہے۔ البتہ محنت اس کی بھی ہوئی ہے۔ اس نے ہر نمبر کے عنوان کے ساتھ صرف ایک ایک مسئلہ لکھا تھا اس نے ایک نمبر کے ساتھ دو سے تین اور چار تک بلکہ اس سے زیادہ مسائل کے مجموعہ کو ایک ایک نمبر دے دیا ہے اور عظیمہ مستقل مصنف بن بیٹھا۔ خدا جانے دیوبندیوں کی شرم و حیا کہاں رخصت ہو گئی ہے۔ الزام لگاتے ہیں بڑی دید و لیری اور جرأت مندی کے ساتھ لیکن حوالہ لکھنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے۔ مصنف سیف حقانی نے یا اس کے پیش رو ریحان الدین نے ارکان عشرہ کا انکار کرتے ہوئے ان عقائد و اعمال کو اہل سنت کے ارکان ہونے کا قطعاً کوئی ثبوت پیش نہیں کیا اور کوئی حوالہ بطور ثبوت نہیں دئے اور زبانی کلامی الزام تراشیوں سے دل بہلایا ہے اور عوام کو گمراہ کرنے کی ناپاک سعی کی ہے۔ کوئی انصاف پسند بتائے کہ یہ حکم کھلا الزام تراشیاں اور بہتیاں پر دانیایں علم و تحقیق کا کونسا حصہ ہیں؟

### پاگل پن

مصنف سیف حقانی نے یوں تو ”رضا خانی شریعت کے ارکان عشرہ“ کی سرخی جمائی ہے اور اپنی من گھڑت ترتیب میں نمبر بھی ایک تا دس لکھے ہیں لیکن ایک نمبر میں کئی کئی مسائل کو ٹھونس دیا ہے اس کی ترتیب یوں ہے۔ ۱۔ میلاد شریف مع قیام و صلوة و سلام ۲۔ فاتحہ مع لوازمات مطلوب و وصیت و مغفرت ۳۔ گیا رہیں شریف ۴۔ مقابلہ پر قصبہ بنانا کعبہ کی طرح چادریں ڈالنا چھ عرس اور قوالی کرنا میلے میلے ۵۔ مقابلہ کا طواف اور چوڑا چائی نیز عزم کا کچھوڑا۔ کوئی دیکھے اور تعزیه نکالنا۔ ۶۔ نبی اکرم کی انسانیت آدمیت و بشریت کا انکار۔ ۷۔ حاضر و ناظر ۸۔ انبیاء اولیاء کا تصرف ۹۔ عالم الغیب اور علم ماکان و مایکون ۱۰۔ غیر اللہ کی تائید



ان سے استغفار۔ اُن کی ندا پکارنا۔ گویا عنوان ارکان عشرہ اور عشرہ کے ذیل میں بیان ہے  
بائیں ارکان کا۔ کہتے ہیں کوئی شخص اُلوف و خشت کر رہا تھا ایک چھوٹا ایک بڑا دو اُلوف تھے  
کسی نے قیمت پوچھی تو بتایا کہ بڑے اُلوف کے پانچ روپے اور چھوٹے کے دس روپے۔  
خریدار نے اس کی وجہ پوچھی کہ بھی چھوٹے اُلوف کے دس روپے کیوں ہیں تو فرمایا کہ بڑا تو صرف  
اُلوفی ہے اور چھوٹا اُلوفی بھی اور اُلوف کا پٹھہ بھی ہے یہی حال ان کا ہے مصنف "نیا دین"  
نے دس ارکان عشرہ قرار دیکر افترار کیا تھا اور مصنف سیف حقانی نے ۲۲ عقائد کو ارکان  
عشرہ قرار دے کر افترار کیا۔ یہ ہے ان کی دیانت و امانت

ع۔ شرم بنی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

### اکابر دیوبند کو چیلنج

مصنف سیف حقانی تو ہے ہی سو فیصد غافل کذاب اور  
اعلیٰ درجہ کا مفتری ہم اس نقال مصنف کے اکابر کو چیلنج  
کرتے ہیں وہ آگے آئیں بتائیں کہ دیوبندی مذہب کے اس نامور مصنف نے ارکان عشرہ  
کے تحت جو بے دریغ الزام تراشیاں کی ہیں وہ کہاں سے ثابت ہیں مدرسہ دیوبند کے  
مہتمم حامی طیب صاحب بتائیں۔ مصنف کے استاد مفتی محمد صاحب بتائیں کہ علماء اہل سنت  
نے (۱) میلاد شریف (۲) فاتحہ شریف (۳) تیجہ و سوال چالیسواں برسی (۴) گیارہویں شریف  
(۵) متاثر پر (۶) قبول عرس تولی (۷) مقابر کے طواف (۸) چوما چائی (۹) محرم کے کچھوڑا۔  
(۱۰) کوئٹہ سے اور (۱۱) تعزیریں (۱۲) انبیاء علیہم السلام بشریت کے انکار (۱۳) انبیاء و اولیاء کے  
تصرفات (۱۴) انبیاء کو عالم الغیب ہونے نذر غیر اللہ۔ نذا استقامت وغیرہ کو کہاں کس کتاب  
میں ارکان اسلام قرار دیا ہے۔ مذکورہ اکابر دیوبند میں سے کوئی ان عقائد و اعمال کو اپنے بقول  
بریلوی مذہب کے ارکان ثابت کر دے تو ہم دس ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔ اگر اکابر دیوبند  
مذکورہ بالا عقائد و اعمال کو بریلویوں کے ارکان اسلام ثابت نہ کر سکیں تو اپنی جماعت کے ایسے  
زبان دار اور بھانڈے مصنفین کے منہ میں نگام دیں۔ ان کی قلمی ضلالتوں اور فحش سرگرمیوں  
کا محاسبہ کریں۔ یہ دگ اپنی مذہب و حرکتوں سے اپنی جماعت کو بدنام کر رہے ہیں اور اپنے  
غیر ذمہ دارانہ طرز عمل سے اپنے اکابر کی پکڑیاں اچھلوا رہے ہیں۔ جہاں تک مسائل میں

اختلاف کا تعلق ہے ان پر گالی گلوچ اور بے ہودہ گوئی کے بغیر بھی گفتگو ہو سکتی ہے مگر خدا جلنے  
اس دور میں درہندی مصنفین کو ایک کہکڑ دو سننے کی عادت کیوں پڑ گئی ہے اور یہ خدمت دین  
کا کون سا حصہ ہے؟

### دیوبند مذہب

مصنف "سیف حقانی نے اہل سنت و جماعت کے  
ارکان عشرہ بلا دلیل و ثبوت من گھڑت بیان کئے تھے  
ہم دیوبندی مذہب کا مکمل نقشہ بحوالہ کتب بیان کرتے ہیں ہمارے نقل کردہ حوالہ جات کی  
جو چاہے اصل کتابوں سے مطابقت کر سکتا ہے جس کے پاس کتابیں نہ ہوں وہ ہم سے  
میلے آکر دیکھ سکتا ہے۔

### دیوبندی کلمہ

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ایک مرید کہتے ہیں:

"خواب دیکھتا ہوں کہ کمر شریف لالہ ۱۷۱ اللہ محمد رسول اللہ پر طعنا  
ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی صاحب) کا نام بیٹتا ہوں  
(لالہ ۱۷۱ اللہ اشرف علی رسول اللہ کہتا ہوں) ..... اتنے میں بندہ  
خواب سے بیدار ہو گیا ..... لیکن حالت خواب و بیداری حضور (تھانوی صاحب)  
ہی کا خیال تھا" درمات الامار ماہ صفر ۱۳۲۹ھ ص ۲۵

نوٹ: دیوبندی یہاں پر فریب مغالطہ دیتے ہیں کہ اجماعی یہ تو خواب کی بات ہے خواب  
کی باتوں پر حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے

آلہ یہ ایک حقیقت ہے کہ گستاخن کو گستاخانہ خواب نظر آتے ہیں وہ ان کے حسب حال  
ہوتے ہیں لیکن عموماً بالا عبارت کے خط کشیدہ الفاظ غلط ہوں۔ تھانوی صاحب کا مرید اقرار  
کر رہا ہے "لیکن خواب و بیداری میں حضور (تھانوی صاحب) ہی کا خیال تھا۔"  
دوم ایک واقعہ کے آخر میں تھانوی صاحب نے توبہ و استغفار کی تلقین کرنے کی بجائے  
اپنے مرید کو قتل دیتے ہوئے کہا:

"اس واقعہ میں تسلی ملی کہ جس (اشرف علی) کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بدوئم قتلے

لے مکتبہ مسرورہ سے منگوائیں



متبع سنت ہے

مریدان لیا خواب میں تھا لیکن پیر جی تو خواب میں نہیں تھے وہ تو بیداری کے عالم میں بتائی ہوش و حواس تسلی و یکرا پنا کلمہ جیسے کی ترغیب دے رہے تھے۔

دیوبندی درود

پھر اس کے ساتھ ہی مرید تھانوی لکھتا ہے:

”پھر بیدار ہو کر..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر یہی کہتا ہوں اللہم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی مالا نکہ اب بیدار ہوں خواب میں نہیں..... لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں..... دوسرے روز بیداری میں یہی رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور (تھانوی) کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں؟ (المداد ص ۳۳۲ء مثلاً)

غور کیجئے اب تو قطعی بیداری ہے خواب نہیں ہے بلکہ دوسرے روز بھی بیداری میں یہی حالت بتا رہا ہے اور بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان قابو میں نہیں کے بہانے بنا کر تھانوی صاحب کو نبی و رسول قرار دے رہا ہے اور دیوبندی حکیم الامت کی نبوت و رسالت کا اعلان کر رہا ہے اور اس کو باعث محبت گردان رہا ہے بتائیے اس کی کیا کرلیک و ذیل تاویل ہو سکتی ہے؟

بانی اسلام کا ثانی

دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیڑ شہد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے انتقال پر ان کو بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

زبان پابل ابراہیم کی ہے کیوں نکل بہل شاید۔ اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی  
جہاں تھا آپ کا ثانی وہیں باپ بیٹے خود حضرت۔ کہیں کیونکر بھلا کس سے سوا نہ تھے لاثانی  
(مرثیہ گنگوہی ص ۱۰۷ مثلاً)

دیوبندیوں کی سچی کتاب

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم کے متعلق فرماتا ہے:

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

لیکن مولوی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں:

”کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۹)  
”تقویت الایمان پر عمل کرنا عین اسلام ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۹)

گنگوہ خانہ کعبہ سے افضل (معاذ اللہ) ایسی ہی مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے گاؤں گنگوہ

کو خانہ کعبہ سے نمایاں کرتے ہوئے اس کی عظمت یوں بیان کرتے ہیں:

پھر یہی تھے کہہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ  
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی (مرثیہ گنگوہی)

دیوبندی صدیق و فاروق

بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دینے کے بعد ہی مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر گنگوہی صاحب بعینہ صدیق اکبر و فاروق اعظم قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کیجئے عجب کیسے  
شہادت نے تہجد میں قدم بوس کی گر ٹھانی (مرثیہ گنگوہی)

صاف صاف اعلان ہو رہا ہے اس میں کیا تعجب کی بات ہے کہ (معاذ اللہ) وہ صدیق و فاروق تھے۔

دیوبندی امام اعظم

سنی حنفی مسلمان اور ائمہ اربعہ سیدنا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اپنا امام اور پیشوا مانتے ہیں لیکن دیوبندی فرقہ نے اپنا امام اعظم بھی علیحدہ گھر دیا ہے اور اس کو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑا عالم و محدث قرار دیا ہے۔ یقین نہ آئے تو خدام الدین دیکھ لیں کھاسے:

”میں نے شام سے یکے بعد دیگرے اس دیوبندی مولوی اور کاشمیری کی شان کا کوئی



محدث اور علم نہیں پایا..... اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ مولوی نور کا شیعری امام اعظم  
ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اس دعویٰ میں کاذب نہ ہوں گا۔

(قدام الدین لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۳۳ء)

### دیوبندی غوث اعظم

شرق و غرب کے اکابر اولیاء کرام و مشائخ عظام سیدنا شیخ  
عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث اعظم، قطب عالم  
اور محی الدین مانتے ہیں لیکن دیوبندیوں نے اپنا غوث اعظم محی الدین بھی علیحدہ تیار کر لیا ہے  
چنانچہ مولوی عاشق الہی صاحب میرٹھی دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندی  
کی سوانحیات میں لکھتے ہیں:

”قطب العالم قدوة العلماء غوث الاعظم..... شیخ المشائخ مولانا الحافظ الحاج  
المولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہ العزیز (ذکرۃ الرشید پہ حصہ ص ۱۱)

مذکورہ بالا حوالہ میں مولوی گنگوہی صاحب کو قطب عالم اور غوث اعظم بنانے کے بعد  
محی الدین بھی قرار دیتے ہیں تاکہ کسی کو شک باقی نہ رہے۔ یہ فرض مولوی محمود الحسن صاحب  
شیخ دیوبندی نے ادا کیا تاکہ کوئی بھی کسی نہ رہ جائے۔ لکھتے ہیں:

”محی الدین اکبر جاتے ہیں دارفنا سے بس  
اُسے اُف دیویراں سے محی الدین گیلانی

لو صاحب محی الدین بھی ہو گئے نہیں بلکہ محی الدین اکبر یعنی بڑے محی الدین محی الدین گنگوہی  
نہیں بلکہ بعینہ محی الدین گیلانی۔ ملاحظہ ہو مرثیہ گنگوہی ص ۳۱۔ اب صرف مولوی رشید  
گنگوہی صاحب کے نام پر گیارہویں شریف کرنا باقی رہ گیا۔

حضور پر نور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کے محی الدین ہونے کا  
واقعہ، ہجرت الامراء شریف میں علامہ نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف شافعی قدس سرہ نے  
بیان فرمایا کہ کس طرح حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کو زندہ فرمایا اوقات  
بخشنی اور اکابر اولیاء اللہ نے محی الدین تسلیم فرمایا۔ لیکن یہ لوگ جلدی لگی دیکھو کدھی گھر بیٹھے  
پچیلے چانٹوں کی لٹاٹھی کے زور پر غوث اعظم اور محی الدین بن گئے۔ دنیا بھر کے اکابر

صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر انہیں۔

اولیاء کرام مانتے ہیں کہ حضور غوث اعظم سرکار بغداد رضی اللہ عنہ نے اپنے رب کے حکم پر  
فرمایا قدمی قدم عینی رقبہ کل ولی اللہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے جس مجلس  
میں یہ واقعہ پیش آیا۔ عارف کامل شیخ علی بن ابونصر اہلبیت رضی اللہ عنہ نے گردن جھکادی اور  
آپ کا پاؤں مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔ سلطان الہند خواجہ غریب نواز محمد معین الدین حسن  
اجمیری رضی اللہ عنہ خواسان کے پہاڑوں میں یہ اعلان سکندر اپنی گردن مبارک جھکا دیتے ہیں  
مگر مولوی محمود الحسن دیوبندی کہتے ہیں یہ اولیاء اللہ غوث الاعظم قطب عالم شیخ عبدالقادر  
محی الدین جیلانی قدس سرہ کے سامنے اپنی گردنیں غم نہیں کر رہے تھے بلکہ مولوی رشید احمد  
صاحب گنگوہی کے سامنے اپنی گردنیں غم کر رہے تھے لکھا ہے۔

رقاب اولیاء کیوں غم نہ ہوتیں آپ کے آگے

وہ شہباز طریقت تھے محی الدین گیلانی (مرثیہ گنگوہی ص ۱۱)

ان کے بس میں ہوتا تو یہ لوگ مولوی رشید کا نام بھی شیخ عبدالقادر رکھ دیتے۔

### دیوبندی علی ہجویری

مسلمان حضرت داتا گنج بخش لاہوری کو علی ہجویری مانتے  
ہیں دیوبندیوں نے اپنا سارا مذہب از سر نو تعمیر کرتے کرتے  
اپنا علی ہجویری (داتا گنج بخش) بھی علیحدہ بنالیا ہے۔ خدام الدین میں لکھا ہے:

”ایک مجذوب نے کچھ محبت و جذب کے عالم میں چند باتیں فرمائیں..... کہنے

لگے لوگو! تمہارا یہ خیال ہے کہ لاہور میں صرف ایک علی ہجویری علیہ الرحمۃ ہیں آؤ اگر

زندہ علی ہجویری دیکھنا ہو تو شیر نوالہ دروازہ میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب

کو دیکھو“ (قدام الدین لاہور ۲۰ اپریل ۱۹۳۳ء)

گویا داتا گنج بخش تو معاذ اللہ مردہ علی ہجویری تھے مگر مولوی احمد علی صاحب زندہ علی ہجویری  
ہیں مگر خدا نے اس کو بھی مردہ کر دیا اب حقیقی علی ہجویری کے مزار پر انوار پر خلق خدا  
کا جو جم ہے اور ایک دنیا ان کے فیض سے سیراب ہو رہی ہے مگر نقلی علی ہجویری  
تن تنہا بیٹے ہوئے ہیں یعنی

ظ..... جن کی مٹا تھ نہ درود



## دیوبندی فرشتہ مقرب

”میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب اپنی مدرسہ دیوبند کا دیکھا وہ ایک فرشتہ مقرب تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا۔“  
(ارواحِ ثلاثہ ص ۱۸ حکایت ۱۳۳)

حالانکہ مقرب فرشتے حضرت جبریل میکائیل عزرائیل اسماعیل میں جو معصوم ہیں اور رسل ملائکہ میں شمار ہوتے ہیں کسی مولوی کو رسل ملائکہ قرار دینا کفر ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے۔

**ہدایت و نجات دیوبندی**  
**مولوی کے اتباع پر موقوف**

مسلماؤں کا عقیدہ ہے کہ ہدایت قرآن مجید ہے اور نجات سرکارِ دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر موقوف ہے لیکن بقسم خود

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں کہ ”میں نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی زبان سے نکلتا ہے اور میں مقبرہ ترکھار کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں مگر ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر“  
(مذکرۃ الرشید جلد ۱ ص ۱۸۳)

چلو چھٹی ہوئی قرآن حدیث کی ضرورت نہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاجت۔ پختے پختے ذرا شیخ الہند محمود الحسن کا پھر وقت ہوا رشید بھی سن لو وہ زار و قطار رو رو کر اپنے پیر جی مولوی رشید صاحب کے اس دعویٰ کی ذہنی باتی آنکھوں میں تائید کرتے ہیں۔

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا ہو گیا گمراہ  
وہ میزاب ہدایت تے کہیں کیا نص قرآنی (درشہ گنگوہی ص ۱۸)

بھلا مولوی رشید احمد گنگوہی کے سرچشمہ ہدایت ہونے میں کیا شبہ اور نص قرآنی کی کیا حاجت وہ تو نص قرآنی سے بھی زیادہ قوی دلائل سے میزاب ہدایت ہیں اور جو نہ مانا وہ گمراہ ہو گیا اور جو آپ کے اتباع کو چھوڑ کر دوسری جگہ گیا وہ بھی گمراہ ہو گیا۔ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم یہ ہے وہ ناپاک سازش کہ خدا و رسول

بل جہار و صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن و حدیث سے برگشتہ کر کے ہدایت و نجات کے لئے اپنی طرف بلانے کے لئے ہدیہ مذہب کی بنیاد رکھی گئی نہ ماننے والوں کو گمراہ بلکہ اس سے بڑھ کر شرک و بدعتی بنایا گیا۔

## دیوبندی تمغہ مسلمانی

دیوبندی فرقہ نے جہاں اپنے مذہب میں ہر چیز نئی پیدا کی وہاں مذہبی صنعت سازی میں انہوں نے مسلمان کے تمغے بھی تیار کئے ہیں پیناچ دیوبندیوں کے نزدیک محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی تمغہ مسلمانی نہیں بلکہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا داغ غلامی تمغہ مسلمانی ہے۔ ملاحظہ ہو:

زمانہ نے دیا اسلام کو داغ اس کی فرقت کا  
کہ تھا داغ مسلمانی جس کا تمغہ مسلمانی (درشہ گنگوہی ص ۱۸)

## ذخیرہ آخرت

مولوی احمد علی صاحب کہتے ہیں:

”میرے پاس حضرت (مولوی حسین احمد) مدنی کا ایک مکتوب ہے جو میرے لئے ذخیرہ نجات ہے جسے میں ذخیرہ آخرت سمجھتا ہوں۔“ (خدمام الدین لاہور ص ۱۲)

## نجات آخری کا طریقہ

آج تک تو یہ سنتے آئے کہ کتاب و سنت پر عمل اور سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے نجات آخری ممکن ہے لیکن چودھریں صدی میں یہ انکشاف ہوا ہے کہ نجات آخری مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے پاؤں دھو کر پینے پر موقوف ہے۔ خود کہتے ہیں:

”واللہ العظیم (خدا کی قسم) مولانا اشرف علی تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات آخری کا سبب ہے۔“ (مذکرۃ الرشید جلد ۱ ص ۱۸۳) مولوی عاشق ابی برہنہ

## عذاب الہی سے بچنے

مسلمان تو ایمان کامل اور اعمال صالح خوف خدا اور عشق رسالت کو عذاب قیامت سے بچنے اور نجات پانے کے لئے ضروری خیال کرتے ہیں لیکن دیوبندی

## کا دیوبندی طریقہ

مذہب کا فلسفہ ہی کچھ عجیب ہے۔ خدام الدین کے شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری



نکلتے ہیں :

ہم نے کئی سال سے دل میں یہ پروگرام بنایا ہوا تھا کہ میری دائرہ کی جہاں لکھی کرنے سے نکلتے ہیں وہ ..... حضرت (مولوی حسین احمد مدنی) کو اطلاع دیئے بغیر مومچ کر دوں کہ حضرت کے جوتے کے تنوں میں یہ بال رکھ کر کسی دے تاکہ حضرت سے اسی نسبت کے باعث میری قیامت کے دن عذاب الہی سے نجات ہو جائے۔  
(خدا مہدی لاہور جلد ۲۴)

اب پتہ چکا کہ سارا جھگڑا تو شخصیت پرستی کا ہے انبیاء و رسل علیہم السلام اولیاء عظام و مشائخ کرام سے بدظن کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اپنا اتباع کرایا جائے اپنا گرویدہ بنایا جائے اس لئے اسلام کے مقابلہ میں ایک جدید مذہب فکر کی بنیاد رکھی کہیں مکمل نیا گمراہ تو کہیں خود پروردگار پڑھوایا کہیں اپنے ملاؤں کو بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیا تو کہیں صدیق و فاروق بتایا کہیں اپنے مولویوں کو امام اعظم سے بڑھایا تو کہیں ان کو غوث اعظم محی الدین کہہ بنا ڈالا کہیں اپنے عالم کو زندہ علی جویری و گانگن بخش قرار دیا تو کسی جگہ مقرب فرشتے بنا کر پیش کیا ان کی غلامی کو تمغہ مسلمانی قرار دیا ہدایت و نجات ان کے اتباع پر موقوف بتائی یہ ساری باتیں اسلام کا حلیہ بگاڑنے کے مترادف ہیں یا نہیں جہاں ایسے عقائد و اعمال کا مذہب حق اہل سنت سے کیا تعلق ہے؟ ان عقائد کی روشنی میں کوئی بتائے ان عقائد و اعمال کا اہل سنت و جماعت سے کوئی دور کا بھی تعلق ہے۔ مصنف نے سیف حقانی کے آخری باب میں بزم خود رضا خانی دین کے ارکان عشرہ پیش کئے تھے اور ان میں گھڑت ارکان عشرہ کا کوئی حوالہ بھی نقل نہ کیا تھا ہم نے بنفسلبہ تعلیے دیوبندی مذہب کے چودہ بنیادی اصول نقل کئے ہیں اور سب کو دیوبندی و ہابی اکابر علماء کی مستند کتب سے ثابت کیا ہے اور کوئی ایک بات بھی بلا دلیل و ثبوت نہیں لکھی

**حرف آخر و اعلان عام** | قارئین کرام! ہم نے بنفسلبہ تعالیٰ ضد و عناد سے بالاتر ہر حرف حقانی کا جواب لکھا ہے ایسا نہیں کیا جیسا کہ مصنف سیف حقانی نے کیا کہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت کے دلائل و حوالہ جات کو چھواٹک نہیں دلائی

طرف سے بے دریغ الزام تراشی شروع کر دی ہم نے مصنف سیف حقانی کی حتی الامکان جملہ الزام تراشیوں افتراء پر دلائل کا علم تو دیا ہے اور اپنے موقف کی تائید میں مستند معتبر کتب سے حوالہ نقل کئے ہیں اب مصنف سیف حقانی یا کوئی بھی دیوبندی و ہابی مصنف "برہان صداقت" کا جواب لکھنا چاہے تو وہ ہماری طرح دلائل لائے، ہمارے حوالہ جات کا منہ وار توڑ کرے اور اپنے موقف کے ثبوت میں دلائل پیش کرے اور برہان صداقت کا صفحہ وار و منہ وار پورا جواب دے۔ غیظ انداز گفتگو عامیانہ و سو قیانہ طرز تحریر سے اجتناب کرے تاکہ پھر اس کے جواب سے اس کو تکلیف اور شکایت نہ ہو۔ مولیٰ تعالیٰ ضد و عناد سے بچائے حق کہنے حق سمجھنے حق ماننے اور حق کو جاننے کی توفیق رفیق فرمائے۔ آمین۔

اس کے ساتھ ہی ہم دیوبندی مصنفین سے استدعا کریں گے کہ وہ مذہب طرز تحریر کو اپنائیں۔ وہ الزام لگاتے وقت خدا جل جلالہ شرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مد نظر رکھیں۔ ہر الزام پر دلیل اور حوالہ جات نقل کریں۔ حوالہ جات اصل کتب سے بعینہ و بنفسلبہ نقل کریں۔ اور ہم سے جواب لیں۔

**چیلنج** | ہم بنفسلبہ تعالیٰ مخالفین اہل سنت کے جملہ مصنفین کو عام چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اپنی جس کتاب کو ناقابل تفسیر سمجھتے ہوں ان میں ارسال کریں اور جواب لیں۔ اور اختلافی مسائل پر علمی مدد اور مذہب انداز میں طبع آزمائی کریں۔ بات کو بات اور دلیل سے جھٹلائیں تو ہم کو ہر وقت حاضر پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے مذہب حق اہل سنت و جماعت پر استقامت دے اور ضد و عناد سے بچائے۔ اس حقیر خدمت کو قبول فرما کہ اس کا فائدہ عام فرمائے۔ جو حضرات اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں، فقیر کے لئے خدمت دین اور حسن خاتمہ کی دعا فرمائیں۔ وصی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

محمد حسن علی قادری رضوی

مذہب اہل رضا سیاسی





نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے علاوہ جملہ ضروریات دین اور روزمرہ کے مسائل پر  
ایک جامع اور آسان کتاب

# قانون شریعت

تصنیف: فقیہ اجل حضرت مولانا شمس الدین احمد رضوی  
ناپق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور ضلع مظفر گڑھ (انڈیا)

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے

حصہ اول میں عقائد، نماز، روزہ، زکوٰۃ، قربانی و عقیقہ نکاح کے جملہ  
مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

حصہ دوم میں حج، نکاح، طلاق، خرید و فروخت، حفر و باجنت وغیرہ  
کے تمام مسائل شامل ہیں۔

تمام مسائل فقہ و حنفی کے مطابق آسان اور عام فہم انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔

مکتبہ فریدیہ

اپنے رفاہی معیار کو برقرار رکھتے ہوئے ویدہ زیب طباعت، مضبوط اور خوبصورت  
بند کے ساتھ عنقریب پیش کر رہا ہے۔ — صفحات ۴۵۰



# ہماری ایمان افروز مطبوعات

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۳۰۰-۳۰۰	اسرار الاولیاء و ملفوظات ابی صاحب	۵۰-۲۰	نور الایمان از مولانا ابوالکیم فرنگی علی
	تھاغور شریعت بیکل، از مولانا شمس الدین رضوی (در پین)	۵۰۰-۵۰	حیات النبی از مولانا محمد رفیع صاحب کاشی
۱۲۰۰-۱۲۰۰	عقائد اہل سنت مرتبہ علامہ رشید احمد نظامی (دارالافتاء)	۳۰۰-۳۰۰	میلاد النبی
۳۰۰-۳۰۰	تجوید مومن (دارالافتاء) از جمال الدین سیوطی	۵۰۰-۵۰	البشیرین الشکور
۳۰۰-۳۰۰	احکام رمضان از مولانا فاضل محمد صاحب بریلوی	۵۰۰-۵۰	معراج النبی
۵۰-۵۰	آئینہ حق از مولانا ابوالفضل محمد امجد شاہ	۲۰۰-۲۰۰	کتاب التزایج
۵۰-۵۰	الشاہ احمد رضا بریلوی	۲۰۰-۲۰۰	تیسع الرحمن
۸۰۰-۸۰۰	انصافیت صدیق اکبر از مفتی غلام سرور قادری	۵۰-۳۰	الحق المبین
۱۰۰۰-۱۰۰۰	قبر خداوندی از مولانا حسن علی رضوی		نفی محل
۵۰-۵۰	برقی آسمانی		تقریر منیر
۳۰۰-۳۰۰	اکابر دیندہ کا شیخی افسانہ	۹۰۰-۹۰۰	العوام الہندیہ از مولانا شمس علی خان
۱۲۰۰-۱۲۰۰	برہان صداقت	۳۰۰-۳۰۰	محمد علی اللہ قرآن میں از علامہ ارشد اللہ قادری
۵۰۰-۵۰۰	طہارۃ محمدیہ و حکم از مولانا طہسین اشرف عطی	۳۰۰-۳۰۰	مکرمین رسالت کے مختلف گروہ
۵۰-۵۰	اہل حق کی عزت	۹۰۰-۹۰۰	سیر گلستان
۹۰۰-۹۰۰	مودودی جماعت کیسے؟ از اقبال احمد صاحب قرنی	۳۰۰-۳۰۰	سوانح فرید خان از علامہ اللہ قادری، مشتاق احمد نظامی
۱۰۰-۱۰۰	الغزائب البیث وری کتے کا حکم	۹۰۰-۹۰۰	امام نعمت گریں از جناب اختر الہادی
۳۰۰-۳۰۰	از ان کی تہذیب و اسلام کی شریعت میں از مولانا محمد	۵۰۰-۵۰۰	انیس الارواح از خواجہ عثمان باری

پنے کا پتہ: مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال